

اردو (لازمی) جماعت نہم — پنجاب بورڈ (SNC نصاب)

اردو (لازمی) جماعت نہم — مکمل نوٹس

مکمل نوٹس — تمام 19 اسباق + گرامر و تحریری مہارتیں ضمیمہ

freebooks.pk



فہرست مضامین (Table of Contents)

سبق 1	حمد - مظفر وارثی
سبق 2	نعت - مولانا ظفر علی خان
سبق 3	اخلاقِ حسنہ - سید سلیمان ندوی
سبق 4	اپنی مدد آپ - سر سید احمد خان
سبق 5	کلیم اور مرزا ظاہر داریگ - ڈپٹی نذیر احمد
سبق 6	نام دیو مالی - مولوی عبدالحق
سبق 7	آرام و سکون - امتیاز علی تاج
سبق 8	کتبہ - غلام عباس
سبق 9	ابتدائی حساب - ابن انشا
سبق 10	لڑی میں پروئے ہوئے منظر - رضا علی عابدی
سبق 11	بھیڑیا - فاروق سرور
سبق 12	محنت کی برکات - خواجہ الطاف حسین حالی
سبق 13	جاوید کے نام - علامہ محمد اقبال



اس فہرست میں کتاب کے تمام انیس اسباق (نظم، نثر اور غزل) اور گرامر و تحریری مہارتوں کا ضمیمہ شامل ہے۔

حقوق اشاعت / Copyright Notice: یہ نوٹس Freebooks.pk کی جانب سے طلبہ کی سہولت کے لیے تیار کیے گئے ہیں اور صرف تعلیمی و غیر تجارتی استعمال کے لیے مفت فراہم کیے جاتے ہیں۔ اس مواد کی غیر مجاز نقل، دوبارہ اشاعت، یا تجارتی استعمال کی اجازت نہیں ہے۔

Internal reference: FBN-URDU9-FULL



سبق 1: حمد (Hamd (Muzaffar Warsi))

یہ نوٹس پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ (PCTB) کے SNC نصاب کے تحت جماعت نہم کی کتاب اردو (لازمی) کے پہلے سبق 'حمد' پر مبنی ہیں، جس کے خالق معروف حمد و نعت گو شاعر مظفر وارثی ہیں۔

یہ نوٹس اردو پیئرنگ اسکیم 2026ء کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں بند و ارتشیح، مرکزی خیال، اہم الفاظ کے معنی، اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں تاکہ طلبہ امتحان کے اس سوال کی تیاری کر سکیں جس میں نظم کے بندوں کی تشریح مطلوب ہوتی ہے۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

شاعر کا تعارف

مظفر وارثی (اصل نام: محمد مظفر الدین احمد صدیقی) 1933ء میں بھارت کے علاقے میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد وہ اپنے خاندان کے ہمراہ پاکستان منتقل ہو گئے اور یہیں اپنی تعلیم مکمل کی۔

انھوں نے 1950ء میں باقاعدہ شاعری کا آغاز کیا اور نظم کی تقریباً تمام اصناف – حمد، نعت، سلام، گیت، غزل – میں طبع آزمائی کی، تاہم ان کی اصل پہچان اور شہرت حمد و نعت گوئی سے ہے۔ حکومت پاکستان نے 1988ء میں ان کی ادبی خدمات کے اعتراف میں انھیں 'پرائیڈ آف پرفارمنس' سے نوازا۔ ان کی مکمل شاعری 'کلیات مظفر وارثی' کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔ مظفر وارثی 2011ء میں انتقال کر گئے۔

اصنافِ نظم – تعریفات

حمد

حمد سے مراد وہ نظم یا اشعار ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی بزرگی، عظمت اور صفات کا بیان کیا جائے۔

مناجات

مناجات ایسی نظم کو کہتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے ساتھ ساتھ اپنی عاجزی و انکساری ظاہر کر کے کوئی دعایا التجا بھی کی جائے۔ حمد اور مناجات میں بنیادی فرق یہ ہے کہ حمد میں محض اللہ کی بڑائی بیان کی جاتی ہے، جبکہ مناجات میں بندہ اپنے رب سے کچھ طلب بھی کرتا ہے۔



نعت

نعت اس نظم کو کہتے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ کی تعریف و توصیف بیان کی جائے۔

منقبت

منقبت وہ نظم ہے جس میں صحابہ کرام، اہل بیت، اولیائے کرام یا بزرگانِ دین کے اوصاف بیان کیے جائیں۔

نظم کا تعارف

زیرِ نصاب حمد میں شاعر اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے کائنات کے ہر گوشے میں اس کی ذات و صفات کے مظاہر بیان کرتا ہے۔ زمین و آسمان سے لے کر رات کے تارے، اور بے جان پتھروں سے لے کر جانوروں اور انسانوں تک، ہر شے اپنی زبانِ حال سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنائیں مصروفِ نظر آتی ہے۔ آخر میں شاعر التجا کرتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنی خلافت عطا کی ہے، اسی طرح اسے سچے دل سے سجدہ کرنے کا شوق بھی عطا کیا جائے۔

بند و ار تشریح

بند اول: زمین و آسمان میں اللہ کی جھلک

پہلے بند میں شاعر کہتا ہے کہ زمین ہو یا آسمان، اور اس سے آگے پوری کائنات — ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی جھلک نظر آتی ہے۔ صبح کا ہر منظر نئے رنگ کے ساتھ طلوع ہوتا ہے، سبزہ و پھول اپنی خوبصورتی سے، اور ساری کائنات اللہ کی ہم آہنگی سے گونجتی محسوس ہوتی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ جس نے بھی خلوصِ دل سے اللہ کو تلاش کیا، اسے پالیا، کیونکہ ہر شے کا وجود اسی کی نمائندگی کرتا ہے۔

بند دوم: کائنات میں بے شمار نشانیاں

دوسرے بند میں شاعر آسمان کی وسعت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جس طرح کہکشاں میں ان گنت ستارے آباد ہیں، اسی طرح چاند اور سورج اللہ کی روشنی کی علامتیں ہیں۔ شاعر یہاں تک کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بے جان پتھروں کو بھی گویا زبان عطا کر رکھی ہے، اور جانور اور انسان — سب اپنی اپنی زبان میں اللہ کی حمد و ثنائیاں کر رہے ہیں۔



بند سوم: انسان کو خلافت کا منصب

تیسرے بند میں شاعر اس احسان کا ذکر کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کیا۔ یعنی اسے زمین پر اپنا خلیفہ یا نائب بنایا۔ شاعر اس عظیم منصب کا شکر ادا کرتے ہوئے دعا کرتا ہے۔

بند چہارم: شوقِ سجدہ کی دعا

آخری بند میں شاعر اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہے کہ اسے سچے دل سے سجدہ کرنے کا شوق بھی عطا کیا جائے، اور اس کا سر ہمیشہ اللہ کی دہلیز پر جھکا رہے۔ اس طرح نظم ایک عاجزانہ دعا پر اختتام پذیر ہوتی ہے کہ خلافت کے منصب کے ساتھ ساتھ عبادت کا حقیقی شوق بھی نصیب ہو۔

مرکزی خیال

اس حمد کا مرکزی خیال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی قدرت کے نشان کائنات کے ہر گوشے میں موجود ہیں۔ زمین، آسمان، ستاروں، پتھروں اور تمام مخلوقات میں۔ شاعر کے نزدیک ہر شے اپنی زبانِ حال سے اللہ کی حمد و ثنائیں مصروف ہے۔ نظم کا اختتام اس دعا پر ہوتا ہے کہ جس طرح انسان کو زمین پر خلافت کا منصب عطا ہوا ہے، اسی طرح اسے سچی عقیدت اور شوقِ سجدہ بھی نصیب ہو۔

اہم الفاظ کے معنی

جھلک

کسی چیز کی ہلکی سی نظر آنے والی علامت یا عکس۔

سحر

صبح کا وقت، طلوعِ آفتاب سے پہلے کا لمحہ۔

آہنگ

لے، سُر، ہم آہنگی۔

جستجو

تلاش، کھوج۔



نما
ظاہر کرنے والا، نمائندگی کرنے والا۔

خلافت
نیابت، کسی کی طرف سے اختیار یا ذمہ داری سونپنا جانا۔

منصب
عہدہ، مرتبہ۔

شوقِ سجدہ
عبادت اور اللہ کے حضور جھکنے کی گہری خواہش۔

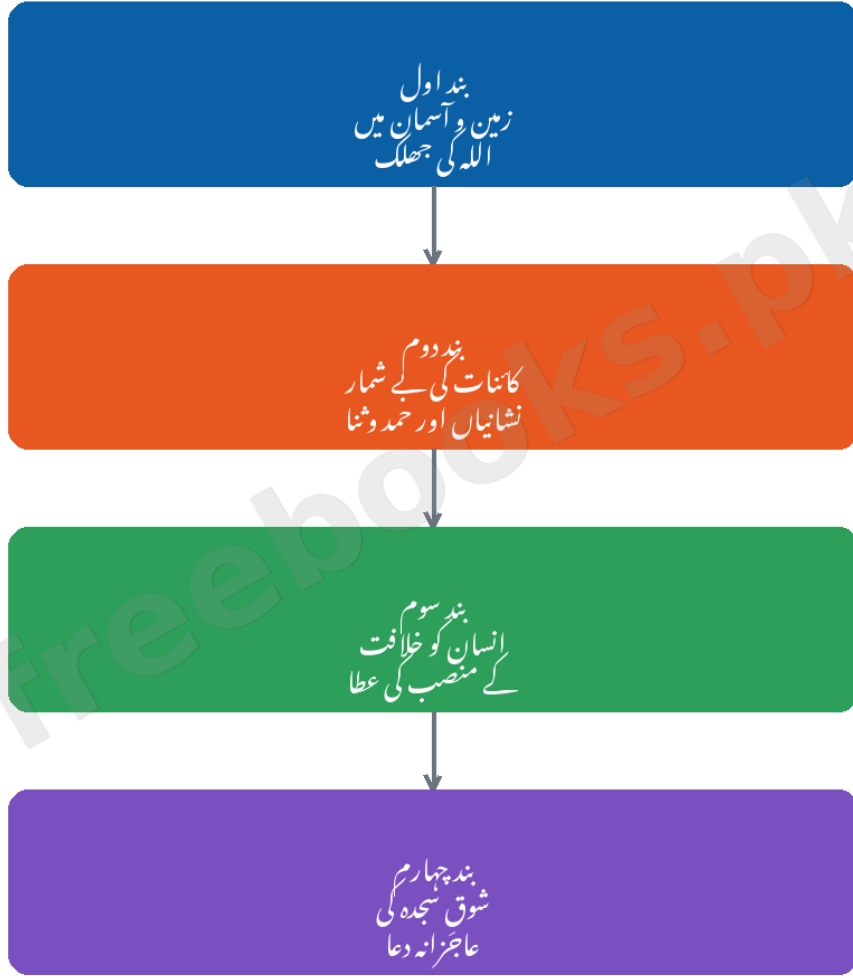
دہلیز
دروازے کی چوکھٹ، یہاں مراد اللہ کی بارگاہ۔

حمد و ثنا
تعریف و توصیف، بزرگی بیان کرنا۔

خاکہ
حمد کا موضوعاتی خاکہ: ایک خاکہ جو نظم کے چاروں بندوں کے مرکزی خیال کو ترتیب وار دکھاتا ہے۔ زمین و آسمان میں جھلک سے لے کر شوقِ سجدہ کی دعائیں۔



حمد کا موضوعاتی خاکہ (ہند وار)



حمد کا موضوعاتی خاکہ

مختصر سوالات و جوابات

مظفر وارثی کس صنفِ سخن میں اپنی پہچان رکھتے ہیں؟
مظفر وارثی اگرچہ نظم کی تقریباً تمام اصناف میں شعر کہتے تھے، لیکن ان کی اصل پہچان اور شہرت حمد و نعت گوئی سے ہے۔

حمد اور مناجات میں کیا فرق ہے؟
حمد میں محض اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور عظمت بیان کی جاتی ہے، جبکہ مناجات میں حمد کے ساتھ ساتھ بندہ اپنی عاجزی ظاہر کر کے اللہ سے کوئی دعا یا التجا بھی کرتا ہے۔



شاعر کے نزدیک کائنات کی کون سی چیزیں اللہ کی حمد میں مصروف ہیں؟
شاعر کے نزدیک زمین، آسمان، ستارے، پتھر، جانور اور انسان — سب اپنی اپنی زبان میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کر رہے ہیں۔

شاعر نے انسان کو کس منصب کا حامل بتایا ہے؟
شاعر نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنی خلافت (نیابت) کا منصب عطا کیا ہے۔
نظم کے آخری بند میں شاعر کیا دعا مانگتا ہے؟
شاعر دعا مانگتا ہے کہ اسے سچے دل سے سجدہ کرنے کا شوق عطا کیا جائے اور اس کا سر ہمیشہ اللہ کی دہلیز پر جھکا رہے۔

مظفر وارثی کو حکومتِ پاکستان کی طرف سے کون سا اعزاز ملا؟
مظفر وارثی کو 1988ء میں ان کی ادبی خدمات کے اعتراف میں 'پرائیڈ آف پرفارمنس' کا اعزاز دیا گیا۔
مظفر وارثی کی مکمل شاعری کس نام سے شائع ہوئی؟
مظفر وارثی کی مکمل شاعری 'کلیاتِ مظفر وارثی' کے نام سے شائع ہوئی۔
منقبت کسے کہتے ہیں؟
منقبت وہ نظم ہے جس میں صحابہ کرام، اہل بیت، اولیائے کرام یا بزرگانِ دین کے اوصاف بیان کیے جائیں۔

تفصیلی سوالات و جوابات

اس حمد کا مرکزی خیال اپنے الفاظ میں بیان کریں۔
نظم کے پہلے دو بندوں میں شاعر کیا بیان کرتا ہے؟

پہلے بند میں شاعر بتاتا ہے کہ زمین و آسمان اور پوری کائنات میں اللہ تعالیٰ کی ذات کی جھلک نظر آتی ہے۔ دوسرے بند میں وہ آسمان کے بے شمار ستاروں، چاند سورج اور یہاں تک کہ پتھروں تک میں اللہ کی نشانیاں اور اس کی حمد کا بیان تلاش کرتا ہے۔



تیسرے بند میں شاعر انسان کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

تیسرے بند میں شاعر بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنی خلافت، یعنی نیابت کا عظیم منصب عطا کیا ہے، جس پر شاعر شکر گزار ہے۔

آخری بند کی دعا کیا ہے؟

آخری بند میں شاعر التجا کرتا ہے کہ اسے سچے دل سے سجدہ کرنے کا شوق عطا کیا جائے، تاکہ وہ ہمیشہ اللہ کی بارگاہ میں جھکا رہے۔

نظم کا مجموعی پیغام کیا ہے؟

نظم کا مجموعی پیغام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نشان کائنات کے ذرے ذرے میں موجود ہیں، اور انسان کو اپنے عظیم منصب کے ساتھ ساتھ حقیقی عقیدت اور عبادت کا شوق بھی طلب کرنا چاہیے۔

مظفر وارثی کی شخصیت اور فن کا مختصر جائزہ پیش کریں۔

مظفر وارثی کے ابتدائی حالات زندگی کیا تھے؟

مظفر وارثی 1933ء میں بھارت میں پیدا ہوئے اور قیام پاکستان کے بعد اپنے خاندان کے ساتھ پاکستان منتقل ہو گئے، جہاں انھوں نے اپنی تعلیم مکمل کی۔

انھوں نے شاعری کا آغاز کب اور کیسے کیا؟

انھوں نے 1950ء میں باقاعدہ شاعری کا آغاز کیا اور نظم کی تقریباً تمام اصناف میں طبع آزمائی کی، تاہم حمد و نعت گوئی ان کی خاص پہچان بنی۔

انھیں کن اعزازات سے نوازا گیا؟

حکومت پاکستان نے 1988ء میں ان کی ادبی خدمات کے اعتراف میں انھیں 'پرائیڈ آف پرفارمنس' سے نوازا۔



ان کا مجموعی ادبی مقام کیا ہے؟

مظفر وارثی کو اردو کی موضوعاتی شاعری، خصوصاً حمد و نعت گوئی میں ایک نمایاں اور منفرد مقام حاصل ہے، اور ان کی مکمل شاعری 'کلیات مظفر وارثی' کی صورت میں محفوظ ہے۔

معروضی سوالات (MCQs)

مظفر وارثی کس صنفِ سخن کے لیے خاص طور پر معروف ہیں؟ (الف) غزل (ب) حمد و نعت (ج) افسانہ (د) سفرنامہ

درست جواب: (ب) حمد و نعت۔ مظفر وارثی اگرچہ کئی اصناف میں شعر کہتے تھے، لیکن ان کی خاص پہچان حمد و نعت گوئی سے ہے۔

مظفر وارثی نے باقاعدہ شاعری کا آغاز کس سن میں کیا؟ (الف) 1933ء (ب) 1947ء (ج) 1950ء (د) 1988ء

درست جواب: (ج) 1950ء۔ مظفر وارثی نے 1950ء میں باقاعدہ شاعری کا آغاز کیا۔

'پرائیڈ آف پرفارمنس' کا اعزاز مظفر وارثی کو کس سن میں ملا؟ (الف) 1950ء (ب) 1970ء (ج) 1988ء (د) 2011ء

درست جواب: (ج) 1988ء۔ حکومت پاکستان نے 1988ء میں مظفر وارثی کو 'پرائیڈ آف پرفارمنس' سے نوازا۔

حمد اور مناجات میں بنیادی فرق کیا ہے؟ (الف) حمد میں دعا کی جاتی ہے (ب) مناجات میں صرف تعریف ہوتی ہے (ج) مناجات میں تعریف کے ساتھ دعا بھی کی جاتی ہے (د) دونوں بالکل ایک جیسی ہیں

درست جواب: (ج) مناجات میں تعریف کے ساتھ دعا بھی کی جاتی ہے۔ مناجات میں اللہ کی حمد کے ساتھ ساتھ بندہ اپنی عاجزی ظاہر کر کے دعا یا التجا بھی کرتا ہے، جبکہ حمد میں صرف بزرگی بیان کی جاتی ہے۔

نعت کس ہستی کی تعریف میں کہی جاتی ہے؟ (الف) اولیائے کرام (ب) صحابہ کرام (ج) رسول اللہ ﷺ (د) اہل بیت

درست جواب: (ج) رسول اللہ ﷺ۔ نعت اس نظم کو کہتے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ کی تعریف و توصیف بیان کی جائے۔



شاعر کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر کیا عطا کیا؟ (الف) دولت (ب) خلافت (ج) علم (د) طاقت

درست جواب: (ب) خلافت۔ شاعر بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنی خلافت (نیابت) کا منصب عطا کیا ہے۔

نظم کے آخری بند میں شاعر کس چیز کی دعا مانگتا ہے؟ (الف) دولت کی (ب) شوقِ سجدہ کی (ج) لمبی عمر کی (د) علم کی

درست جواب: (ب) شوقِ سجدہ کی۔ شاعر آخری بند میں دعا مانگتا ہے کہ اسے سچے دل سے سجدہ کرنے کا شوق عطا کیا جائے۔

منقبت کن ہستیوں کے اوصاف بیان کرنے کے لیے کہی جاتی ہے؟ (الف) صرف انبیاء کے (ب) صحابہ کرام، اہل بیت اور اولیائے کرام کے (ج) صرف شعرا کے (د) صرف بادشاہوں کے
درست جواب: (ب) صحابہ کرام، اہل بیت اور اولیائے کرام کے۔ منقبت وہ نظم ہے جس میں صحابہ کرام، اہل بیت، اولیائے کرام یا بزرگانِ دین کے اوصاف بیان کیے جائیں۔

مظفر وارثی کی مکمل شاعری کس مجموعے کی صورت میں شائع ہوئی؟ (الف) دیوانِ وارثی (ب) کلیاتِ مظفر وارثی (ج) بابِ حرم (د) نورِ ازل

درست جواب: (ب) کلیاتِ مظفر وارثی۔ مظفر وارثی کی تمام شاعری 'کلیاتِ مظفر وارثی' کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔

مظفر وارثی کا انتقال کس سن میں ہوا؟ (الف) 1988ء (ب) 2001ء (ج) 2011ء (د) 2020ء
درست جواب: (ج) 2011ء۔ مظفر وارثی 2011ء میں انتقال کر گئے (پیدائش 1933ء)۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- مظفر وارثی (1933ء-2011ء): معروف حمد و نعت گو شاعر، 1988ء میں 'پرائیڈ آف پرفارمنس' سے نوازے گئے، مکمل شاعری 'کلیاتِ مظفر وارثی' میں شائع۔
- حمد: اللہ تعالیٰ کی بزرگی کا بیان۔ مناجات: حمد کے ساتھ دعا بھی۔ نعت: رسول اللہ ﷺ کی تعریف۔ منقبت: صحابہ / اولیاء کے اوصاف کا بیان۔
- بند اول-دوم: زمین، آسمان، ستاروں اور پتھروں تک۔ ہر شے میں اللہ کی جھلک اور حمد و ثنا۔



- بند سوم: انسان کو زمین پر خلافت (نیابت) کا منصب عطا کیا گیا۔
- بند چہارم: شاعر کی دعا – سچے دل سے سجدہ کرنے کا شوق نصیب ہو۔
- مرکزی خیال: کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ کی حمد میں مصروف ہے؛ انسان کو منصب کے ساتھ عبادت کا حقیقی شوق بھی مانگنا چاہیے۔

امتحانی نکات

- امتحان میں، نظم کے بندوں کی تشریح کے سوال کے لیے ہر بند کا مرکزی خیال اپنے الفاظ میں لکھنے کی مشق کریں، رٹے کی بجائے سمجھ کر یاد رکھیں۔
- حمد، مناجات، نعت اور منقبت کی تعریفات کا فرق واضح طور پر یاد رکھیں۔ یہ اکثر معروضی و مختصر سوالات میں پوچھا جاتا ہے۔
- مظفر وارثی کے اہم حالات زندگی (پیدائش، شاعری کا آغاز، اعزاز، وفات) کی تاریخیں یاد رکھیں۔
- مرکزی خیال لکھتے وقت نظم کے چاروں بندوں کے مرکزی نکات کو مختصراً ایک ساتھ جوڑ کر بیان کریں۔
- اہم الفاظ کے معنی (جھلک، آہنگ، خلافت، منصب وغیرہ) کا لغوی مفہوم اچھی طرح یاد رکھیں کیونکہ یہ سیاق و سباق کے سوالات میں کام آتے ہیں۔



سبق 2: نعت (Naat (Maulana Zafar Ali Khan))

یہ نوٹس پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ (PCTB) کے SNC نصاب کے تحت جماعت نہم کی کتاب اردو (لازمی) کے دوسرے سبق 'نعت' پر مبنی ہیں، جس کے خالق نامور صحافی اور شاعر مولانا ظفر علی خاں ہیں۔

یہ نوٹس اردو پیئرنگ اسکیم 2026ء کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں شعر و ار تشریح، اہم شعری اصطلاحات (مصرع، شعر، قافیہ، ردیف)، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

شاعر کا تعارف

مولانا ظفر علی خاں 1873ء میں ضلع گوجرانوالہ کے گاؤں کرم آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد آپ نے ایم اے او کالج علی گڑھ سے گریجویشن کی، اور کچھ عرصہ سرکاری ملازمت کرنے کے بعد صحافت کی طرف رجوع کیا۔

انھوں نے اردو اخبار 'زمیندار' جاری کیا جسے تھوڑے ہی عرصے میں بے پناہ شہرت ملی، اور عوام نے انھیں 'بابائے صحافت' کا خطاب دیا۔ مولانا ظفر علی خاں ایک وقت قادر الکلام شاعر، شعلہ بیان مقرر، بے باک صحافی، بہترین مترجم اور نڈر سیاست دان تھے۔ اگرچہ ان کی زیادہ تر شاعری سیاسی و ملی موضوعات پر مبنی ہے، تاہم انھوں نے حمد و نعت گوئی میں بھی ایک منفرد اور بلند مقام حاصل کیا۔ مولانا ظفر علی خاں 1956ء میں انتقال کر گئے۔

اصنافِ نظم – تعریفات

نعت

نعت اس نظم کو کہتے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ کی ذات، صفات اور اخلاق حسنہ کی تعریف و توصیف بیان کی جائے۔ اچھی نعت وہی شاعر لکھ سکتا ہے جس کے دل میں رسول کریم ﷺ کی محبت کا سچا جذبہ موجود ہو۔



منقبت

منقبت وہ نظم ہے جس میں صحابہ کرام، اہل بیت یا اولیائے کرام کے اوصاف بیان کیے جائیں۔ نعت اور منقبت میں بنیادی فرق یہ ہے کہ نعت خاص طور پر رسول اللہ ﷺ کی ذات سے متعلق ہوتی ہے، جبکہ منقبت دیگر بزرگ ہستیوں کے بارے میں کہی جاتی ہے۔

اہم شعری اصطلاحات

مصرع

شعر کا آدھا حصہ یا نصف بیت۔ اگر ایک ہی خیال پر بنی الفاظ کی سطر نثر میں ہو تو اسے فقرہ کہتے ہیں، اور اگر نظم میں ہو تو مصرع کہلاتی ہے۔

شعر

دو ہم وزن مصرعوں کا مجموعہ جو ایک ہی خیال کو ظاہر کریں، شعریا بیت کہلاتا ہے۔

قافیہ

ہر شعر کے آخر میں آنے والے ہم آواز الفاظ کو قافیہ کہتے ہیں۔

ردیف

قافیہ کے بعد آنے والا وہ لفظ یا الفاظ جو ہر شعر میں بغیر تبدیلی کے دہرائے جائیں، ردیف کہلاتے ہیں۔

نظم کا تعارف

زیرِ نصاب نعت میں مولانا ظفر علی خاں رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس کو مخاطب کر کے آپ ﷺ کی عظمت، مرتبے اور احسانات کو مختلف پیرایوں میں بیان کرتے ہیں۔ دل کی زندگی کی وجہ سے لے کر کائنات کی تخلیق کے مقصد تک، اور معراج کی رفعت سے لے کر رحمتِ دو جہاں ہونے تک۔ ہر شعر کا اختتام ایک ہی ردیف پر ہوتا ہے جس سے شاعر کی عقیدت پر مسلسل زور پڑتا رہتا ہے۔



شعرواشرح

شعراول: دل کی زندگی اور دنیا کی بنیاد

پہلے شعر میں شاعر کہتا ہے کہ دل جس تمنا سے زندہ ہے اور یہ دنیا جس میں ہم بستے ہیں، دونوں کی اصل حقیقت رسول اللہ ﷺ کی ذات ہی ہے۔ یعنی زندگی اور کائنات کا حقیقی مرکز آپ ﷺ کی ذات ہے۔

شعردوم: نورِ اول کا اجالا

دوسرے شعر میں شاعر تاریک رات کے سینے سے پھوٹنے والی روشنی کی مثال دیتا ہے اور کہتا ہے کہ کائنات میں پھیلا ہوا یہ ابتدائی نور دراصل رسول اللہ ﷺ کی ذات کا پرتو ہے۔

شعرسوم: تخلیق کائنات کا مقصد

تیسرے شعر میں شاعر بیان کرتا ہے کہ ساری کائنات رسول اللہ ﷺ کے واسطے پیدا کی گئی، اور آپ ﷺ کی ذات ہی تمام مقاصدِ تخلیق کا اصل مقصود ہے۔

شعرچہارم: معراج کی رفعت

چوتھے شعر میں شاعر واقعہ معراج کی طرف اشارہ کرتا ہے جہاں حضرت جبریل علیہ السلام بھی ایک خاص مقام پر رک گئے، جبکہ رسول اللہ ﷺ اس رفعت اور حقیقت سے پوری طرح آگاہ تھے جہاں ملائکہ کی رسائی بھی محدود تھی۔

شعربنجم: گرتے ہوؤں کا سہارا

پانچویں شعر میں شاعر رسول اللہ ﷺ کو 'تاجدارِ شرب و بطحا' (مدینہ و مکہ کے تاجدار) کہہ کر مخاطب کرتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ آپ ﷺ کے دستِ شفقت نے ہمیشہ گرتے ہوؤں کو سنبھالا اور سہارا دیا۔



شعر ششم: رحمتِ دو جہاں

چھٹے اور آخری شعر میں شاعر اعلان کرتا ہے کہ دنیا میں رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی اور رحمتِ دو جہاں نہیں، اور آپ ﷺ کی ذات اپنی مثال آپ اور بے نظیر ہے۔ یہ اسی قرآنی حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔

مرکزی خیال

اس نعت کا مرکزی خیال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس ہی کائنات کی تخلیق کا اصل مقصد، دل کی زندگی کی بنیاد اور ہر دور میں انسانیت کے لیے رحمت و سہارے کا سرچشمہ ہے۔ شاعر ہر شعر میں مختلف پیرائے میں یہی عقیدت اور محبت دہراتا ہے کہ آپ ﷺ کے بغیر دنیا و آخرت کا کوئی تصور مکمل نہیں۔

اہم الفاظ کے معنی

بابائے صحافت

مولانا ظفر علی خاں کو ان کی صحافتی خدمات کے اعتراف میں دیا گیا خطاب، جو انھیں 'زمیندار' اخبار کی وجہ سے ملا۔

قادر الکلام

روانی اور مہارت سے شعر کہنے والا شاعر۔

رحمتِ دو جہاں

دنیا اور آخرت دونوں جہانوں کے لیے رحمت۔ قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کی یہ صفت بیان ہوئی ہے۔

تاجدارِ یثرب و بٹھا

یثرب (مدینہ) اور بٹھا (مکہ) کے تاجدار۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے تعظیمی لقب۔

معراج

وہ واقعہ جس میں رسول اللہ ﷺ کو ایک ہی رات میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ اور پھر آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔

نورِ اول



کائنات میں تخلیق کیا جانے والا سب سے پہلا نور، جس کی طرف صوفیانہ روایت میں رسول اللہ ﷺ کی ذات کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

نظیر
مثال، ثانی۔

خاکہ

نعت کا موضوعاتی خاکہ (شعروار): چھ اشعار کے مرکزی مضامین کو مختصر اُدکھانے والا خاکہ۔ دل کی زندگی سے لے کر رحمتِ دو جہاں تک۔

نعت کا موضوعاتی خاکہ (شعروار)		
شعر اول	شعر دوم	شعر سوم
دل و دنیا کی اصل بنیاد	نورِ ازل کا اجالا	تخلیق کائنات کا مقصد
شعر چہارم	شعر پنجم	شعر ششم
معراج کی رفعت	تاجدارِ شرب و بطحا کا سہارا	رحمتِ دو جہاں

نعت کا موضوعاتی خاکہ (شعروار)

مختصر سوالات و جوابات

مولانا ظفر علی خاں کو 'بابائے صحافت' کا خطاب کیوں دیا گیا؟

مولانا ظفر علی خاں نے اردو اخبار 'زمیندار' جاری کیا جسے بے پناہ مقبولیت ملی، جس کے اعتراف میں عوام نے انھیں 'بابائے صحافت' کا خطاب دیا۔

نعت اور منقبت میں کیا فرق ہے؟

نعت رسول اللہ ﷺ کی ذات کی تعریف میں کہی جاتی ہے، جبکہ منقبت صحابہ کرام، اہل بیت یا اولیائے کرام کے اوصاف بیان کرنے کے لیے کہی جاتی ہے۔



مصرع اور شعر میں کیا فرق ہے؟

مصرع شعر کا آدھا حصہ ہوتا ہے، جبکہ دو ہم وزن مصرعے مل کر جب ایک خیال ظاہر کریں تو وہ مکمل شعر بنتا ہے۔

قافیہ اور ردیف میں کیا فرق ہے؟

قافیہ ہر شعر کے آخر میں آنے والے ہم آواز الفاظ کو کہتے ہیں، جبکہ ردیف قافیے کے بعد بغیر تبدیلی کے دہرایا جانے والا لفظ یا الفاظ ہیں۔

شاعر کے نزدیک کائنات کس کے واسطے پیدا کی گئی؟

شاعر کے نزدیک ساری کائنات رسول اللہ ﷺ کے واسطے پیدا کی گئی اور آپ ﷺ کی ذات ہی تمام مقاصدِ تخلیق کا اصل مقصود ہے۔

شاعر نے رسول اللہ ﷺ کو کن القاب سے مخاطب کیا ہے؟

شاعر نے آپ ﷺ کو 'تاجدارِ شرب و بطحا' اور 'رحمتِ دو جہاں' جیسے تعظیمی القاب سے مخاطب کیا ہے۔

نعت کے چوتھے شعر میں کس واقعے کی طرف اشارہ ہے؟

چوتھے شعر میں واقعہ معراج کی طرف اشارہ ہے، جہاں حضرت جبریل علیہ السلام ایک خاص مقام پر رک گئے تھے۔

مولانا ظفر علی خاں کا انتقال کب ہوا؟

مولانا ظفر علی خاں کا انتقال 1956ء میں ہوا۔

تفصیلی سوالات و جوابات

اس نعت کا مرکزی خیال اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

نعت کے پہلے تین اشعار میں شاعر کیا بیان کرتا ہے؟

پہلے شعر میں شاعر دل کی زندگی اور دنیا کی بنیاد کو رسول اللہ ﷺ کی ذات سے جوڑتا ہے۔ دوسرے شعر میں وہ کائنات کے نورِ اول کو آپ ﷺ کی ذات کا پر تو قرار دیتا ہے۔ تیسرے شعر میں وہ اعلان کرتا ہے کہ ساری کائنات آپ ﷺ کے واسطے پیدا کی گئی۔



چوتھے اور پانچویں شعر میں شاعر کیا بیان کرتا ہے؟

چوتھے شعر میں واقعہ معراج کا ذکر ہے جہاں جبریل علیہ السلام بھی ایک مقام پر رک گئے۔ پانچویں شعر میں شاعر آپ ﷺ کو تاجدارِ شرب و بطحا کہہ کر بیان کرتا ہے کہ آپ ﷺ کے دستِ شفقت نے ہمیشہ گرتے ہوؤں کو سنبھالا۔

آخری شعر کا مضمون کیا ہے؟

آخری شعر میں شاعر بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سوا دنیا میں کوئی اور رحمتِ دو جہاں نہیں، اور آپ ﷺ کی ذات بے نظیر ہے۔

نعت کا مجموعی پیغام کیا ہے؟

نعت کا مجموعی پیغام یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات ہی کائنات کی تخلیق کا مقصد، دل کی زندگی کی بنیاد اور انسانیت کے لیے رحمت کا سرچشمہ ہے۔

مولانا ظفر علی خاں کی شخصیت اور صحافتی خدمات کا مختصر جائزہ پیش کریں۔

مولانا ظفر علی خاں کے ابتدائی حالات کیا تھے؟

مولانا ظفر علی خاں 1873ء میں کرم آباد، ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے اور ایم اے او کالج علی گڑھ سے گریجویشن کی۔

انھوں نے صحافت کے میدان میں کیا خدمات انجام دیں؟

انھوں نے اردو اخبار 'زمیندار' جاری کیا جسے بے پناہ مقبولیت ملی، جس کی وجہ سے عوام نے انھیں 'بابائے صحافت' کا خطاب دیا۔

ان کی شخصیت کے کیا پہلو تھے؟

وہ ایک وقت قادر الکلام شاعر، شعلہ بیان مقرر، بے باک صحافی، بہترین مترجم اور نڈر سیاست دان تھے۔



ان کی نعت گوئی کی کیا اہمیت ہے؟

اگرچہ ان کی زیادہ تر شاعری سیاسی و ملی موضوعات پر مبنی ہے، تاہم انھوں نے حمد و نعت گوئی میں بھی ایک منفرد اور بلند مقام حاصل کیا، اور ان کی نعتیں خلوص و عقیدت کا حسین امتزاج ہیں۔

معروضی سوالات (MCQs)

مولانا ظفر علی خاں کو کیا خطاب دیا گیا؟ (الف) بابائے اردو (ب) بابائے صحافت (ج) شاعر مشرق (د) بابائے قوم

درست جواب: (ب) بابائے صحافت۔ مولانا ظفر علی خاں کو اخبار 'زمیندار' کی وجہ سے 'بابائے صحافت' کا خطاب دیا گیا۔

مولانا ظفر علی خاں نے کون سا اخبار جاری کیا؟ (الف) نوائے وقت (ب) زمیندار (ج) جنگ (د) امروز

درست جواب: (ب) زمیندار۔ مولانا ظفر علی خاں نے اردو اخبار 'زمیندار' جاری کیا تھا۔

نعت کس ہستی کی تعریف میں کہی جاتی ہے؟ (الف) اولیائے کرام (ب) صحابہ کرام (ج) رسول اللہ ﷺ (د) اہل بیت

درست جواب: (ج) رسول اللہ ﷺ۔ نعت خاص طور پر رسول اللہ ﷺ کی ذات کی تعریف و توصیف میں کہی جاتی ہے۔

شعر کا آدھا حصہ کیا کہلاتا ہے؟ (الف) قافیہ (ب) ردیف (ج) مصرع (د) بیت

درست جواب: (ج) مصرع۔ شعر کے آدھے حصے یا نصف بیت کو مصرع کہتے ہیں۔

ہر شعر کے آخر میں بغیر تبدیلی کے دہرایا جانے والا لفظ کیا کہلاتا ہے؟ (الف) قافیہ (ب) ردیف (ج) مصرع (د) بحر

درست جواب: (ب) ردیف۔ قافیہ کے بعد بغیر تبدیلی کے دہرایا جانے والا لفظ ردیف کہلاتا ہے۔

چوتھے شعر میں کس واقعے کی طرف اشارہ ہے؟ (الف) ہجرت (ب) معراج (ج) فتح مکہ (د) غزوہ بدر

درست جواب: (ب) معراج۔ چوتھے شعر میں واقعہ معراج کی طرف اشارہ ہے، جہاں حضرت جبریل علیہ السلام ایک مقام پر رک گئے تھے۔



شاعر نے رسول اللہ ﷺ کو کس لقب سے پکارا ہے؟ (الف) امام الانبیاء (ب) تاجدارِ شرب و بطحا
(ج) خاتم الرسل (د) شافع المذنبین

درست جواب: (ب) تاجدارِ شرب و بطحا۔ شاعر نے آپ ﷺ کو 'تاجدارِ شرب و بطحا' کہہ کر مخاطب کیا ہے۔
آخری شعر میں کس قرآنی حقیقت کی طرف اشارہ ہے؟ (الف) نزولِ قرآن (ب) رحمتِ دو جہاں ہونا
(ج) معراج کا واقعہ (د) ہجرتِ مدینہ

درست جواب: (ب) رحمتِ دو جہاں ہونا۔ آخری شعر میں اس قرآنی حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔

مولانا ظفر علی خاں کا انتقال کس سن میں ہوا؟ (الف) 1873ء (ب) 1913ء (ج) 1947ء (د) 1956ء
درست جواب: (د) 1956ء۔ مولانا ظفر علی خاں 1956ء میں انتقال کر گئے۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

• مولانا ظفر علی خاں (1873ء-1956ء): بابائے صحافت، بانی اخبار 'زمیندار'، شاعر و صحافی و سیاست دان۔
• نعت: رسول اللہ ﷺ کی تعریف۔ منقبت: صحابہ / اہل بیت / اولیاء کی تعریف۔ بنیادی فرق ذاتِ نبوی سے تعلق کا ہے۔

• شعری اصطلاحات: مصرع (آدھا شعر)، شعر (دو ہم وزن مصرع)، قافیہ (آخری ہم آواز الفاظ)، ردیف (قافیہ کے بعد دہرایا جانے والا لفظ)۔

• شعر 1-3: دل و دنیا کی بنیاد، نورِ اول کا اجالا، تخلیقِ کائنات کا مقصد۔ سب رسول اللہ ﷺ کی ذات سے وابستہ۔

• شعر 4-6: معراج کی رفعت، تاجدارِ شرب و بطحا کا سہارا، رحمتِ دو جہاں ہونا۔
• مرکزی خیال: رسول اللہ ﷺ کی ذات ہی تخلیقِ کائنات کا مقصد اور انسانیت کے لیے رحمت کا سرچشمہ ہے۔

امتحانی نکات

• شعروار تشریح کی مشق کریں۔ ہر شعر کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھنے کی عادت ڈالیں۔



- شعری اصطلاحات (مصرع، شعر، قافیہ، ردیف) کی تعریفات مثال کے ساتھ یاد رکھیں۔ یہ اکثر معروضی سوالات میں پوچھی جاتی ہیں۔
- نعت اور منقبت کا فرق ذہن نشین رکھیں۔
- مولانا ظفر علی خاں کی صحافتی خدمات (اخبار زمیندار، خطاب بابائے صحافت) کی تفصیل یاد رکھیں۔
- معراج کے واقعے اور اس سے متعلقہ اشعار کی تشریح پر خصوصی توجہ دیں، کیونکہ یہ امتحان میں اکثر پوچھا جاتا ہے۔



سبق 3: اخلاقِ حسنہ ((Akhlaq-e-Hasna (Syed Sulaiman Nadvi))

یہ نوٹس پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ (PCTB) کے SNC نصاب کے تحت جماعت نہم کی کتاب اردو (لازمی) کے تیسرے سبق 'اخلاقِ حسنہ' پر مبنی ہیں، جو سید سلیمان ندوی کی کتاب 'رحمتِ عالم' سے ماخوذ اقتباس ہے اور رسول اللہ ﷺ کے اخلاقِ حسنہ کے مختلف پہلوؤں کو بیان کرتا ہے۔

یہ نوٹس اردو پیئرنگ اسکیم 2026ء کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں سبق کا خلاصہ، سیاق و سباق کے ساتھ نثر پاروں کی تشریح، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں تاکہ طلبہ سرگراف کی تشریح والے سوال کی تیاری کر سکیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

مصنف کا تعارف

سید سلیمان ندوی 1884ء میں صوبہ بہار (بھارت) کے ایک گاؤں دیسنہ میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے دارالعلوم ندوۃ العلماء، اعظم گڑھ سے تعلیم حاصل کی، جہاں وہ علامہ شبلی نعمانی کے خاص شاگردوں میں شامل ہوئے۔

جب علامہ شبلی نعمانی اپنی عظیم تصنیف 'سیرت النبی' کی صرف دو جلدیں مکمل کر پائے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا، تو سید سلیمان ندوی نے یہ کام آگے بڑھایا اور باقی چار جلدیں مکمل کیں۔ انھیں تاریخ، سیرت طیبہ اور عالم اسلام کی تاریخ سے خاص لگاؤ تھا۔ قیامِ پاکستان کے بعد وہ کراچی منتقل ہو گئے، جہاں حکومت پاکستان نے ان کی علمی و ادبی خدمات کے اعتراف میں انھیں 'نشانِ سپاس' سے نوازا۔ سید سلیمان ندوی 1953ء میں کراچی میں انتقال کر گئے۔ ان کی مشہور تصانیف میں 'خطباتِ مدراس'، 'عرب و ہند کے تعلقات'، 'سیرت عائشہ'، 'حیاتِ شبلی' اور 'رحمتِ عالم' شامل ہیں۔ زیرِ نصاب سبق اسی آخری کتاب سے لیا گیا ہے۔



سبق کا خلاصہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جواب

سبق کا آغاز اس مشہور روایت سے ہوتا ہے کہ جب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ کے اخلاق قرآن مجید تھے۔ یعنی آپ ﷺ کی ساری زندگی قرآن مجید کی عملی تفسیر تھی۔

سخاوت اور فیاضی

مصنف بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نہایت سخی اور فیاض تھے، کبھی کسی سائل کو 'نہیں' نہیں کہا، اور خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھلاتے۔ فدک کے رئیس کی طرف سے آنے والا غلہ بھی مکمل تقسیم ہونے تک آپ ﷺ گھر تشریف نہ لے گئے۔

مہمان نوازی اور تواضع

آپ ﷺ نہایت مہمان نواز تھے اور مسلمان، مشرک، کافر سب کی خود خاطر تواضع فرماتے۔ اسی طرح گھر کے کام خود اپنے ہاتھوں سے کرتے، بکریوں کا دودھ خود دوتے، اور مسجد نبوی کی تعمیر و خندق کی کھدائی میں دیگر مزدوروں کے ساتھ مل کر کام کیا۔

غریبوں، کمزوروں اور مظلوموں کی خبر گیری

آپ ﷺ غریبوں کے ساتھ ایسا برتاؤ رکھتے کہ انہیں اپنی غریبی کا احساس تک نہ ہوتا۔ مظلوموں کی فریاد سنتے، کمزوروں پر رحم کھاتے اور مقروضوں کا قرض خود ادا فرماتے۔

عفو و درگزر اور ہمسایوں کے حقوق

آپ ﷺ گناہ گاروں کو معاف فرمادیتے اور دشمنوں کے حق میں بھی دعائے خیر کرتے۔ ہمسایوں کے حقوق کا خاص خیال رکھتے اور فرمایا کہ وہ مومن نہیں جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہوں۔



بچوں اور عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک

آپ ﷺ بچوں سے بے پناہ محبت فرماتے اور فصل کا پہلا میوہ سب سے کم عمر بچے کو عطا فرماتے۔ اسلام سے قبل ذلیل و خوار بھی جانے والی عورتوں کو آپ ﷺ نے حقوق دیے اور ان سے بے تکلفی سے سوال کرنے کی اجازت دی۔

عدل و مساوات اور جانوروں پر شفقت

آپ ﷺ کی نظر میں امیر و غریب برابر تھے۔ قبیلہ مخزوم کی عورت کے واقعے میں فرمایا کہ اگر ان کی اپنی بیٹی بھی چوری کرتی تو اس کے ہاتھ کاٹے جاتے۔ جانوروں کے ساتھ ظلم کو بھی آپ ﷺ نے سختی سے روکا۔

صبر، استقامت اور شجاعت

احد اور حنین جیسے معرکوں میں سخت ترین حالات میں بھی آپ ﷺ پہاڑ کی طرح ثابت قدم رہے۔ اپنے چچا کو جواب دیا کہ سورج اور چاند بھی دائیں بائیں ہاتھ میں رکھ دیے جائیں تو حق کے اعلان سے باز نہ آئیں گے۔

سادگی اور صفائی پسندی

آپ ﷺ کی زندگی میں کھانے، پینے، لباس اور نشست میں کوئی تکلف نہ تھا، جو یسر آتا اسی پر قناعت فرماتے۔ ساتھ ہی صفائی کا خاص خیال رکھتے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔

عبادت گزاری اور خشیتِ الہی

آپ ﷺ ہر وقت اللہ کی یاد میں مصروف رہتے، رات کا بڑا حصہ نماز میں گزارتے، اور کبھی کبھار عبادت میں اس قدر روتے کہ زمین تر ہو جاتی۔ ایک جنازے کے موقع پر رونے کے بعد فرمایا کہ اس دن (آخرت) کے لیے تیاری کر رکھو۔

سیاق و سباق کے ساتھ تشریح

نثر پارہ (موضوع: آپ ﷺ کی سادگی طبع۔ کھانے، پینے اور نشست میں تکلف نہ کرنا) کی سیاق و سباق کے ساتھ تشریح کریں۔



مصنف کا نام: سید سلیمان ندوی - سبق کا عنوان: اخلاق حسنہ
 مشکل الفاظ کے معنی: نعمتوں (اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ چیزیں)، تن پروری (بدن کو آرام پہنچانا، آرام طلبی)، تکلف
 (ظاہر داری، بناوٹ)

تشریح: زیر بحث نثر پارے میں مصنف سید سلیمان ندوی رسول اللہ ﷺ کی سادگی بیان کرتے ہیں۔ ان کے مطابق آپ ﷺ کی طبیعت میں اس قدر سادگی تھی کہ کھانے پینے، پہننے اوڑھنے یا بیٹھنے، کسی بھی معاملے میں آپ ﷺ نے کبھی آرام طلبی یا بناوٹ کو پسند نہ فرمایا۔ جو کچھ سامنے آجاتا، خوش دلی سے قبول فرمالیتے، اور جہاں جگہ ملتی وہیں بیٹھ جاتے۔ مصنف مزید لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے لوگوں کو اللہ کی نعمتوں سے جائز طریقے سے فائدہ اٹھانے کی اجازت تو دی، لیکن نہ خود عیش پسند کیا اور نہ ہی مسلمانوں کے لیے پسند فرمایا۔

نثر پارہ (موضوع: آپ ﷺ کی مہمان نوازی اور اپنے ہاتھوں سے محنت کرنا) کی سیاق و سباق کے ساتھ تشریح کریں۔

مصنف کا نام: سید سلیمان ندوی - سبق کا عنوان: اخلاق حسنہ
 مشکل الفاظ کے معنی: مہمان نواز (مہمانوں کی خاطر تواضع کرنے والا)، مشرک (اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والا)، خندق (دفاعی خندق، جنگ کے لیے کھودی گئی خندق)
 تشریح: اس نثر پارے میں مصنف رسول اللہ ﷺ کی مہمان نوازی اور محنت کشی کا ذکر کرتے ہیں۔ ان کے مطابق آپ ﷺ کے ہاں مسلمان، مشرک اور کافر سب ہی مہمان بنتے اور آپ ﷺ خود ان کی خاطر تواضع فرماتے، یہاں تک کہ کبھی گھر کا سارا سامان مہمانوں پر خرچ ہو جاتا اور اہل خانہ فاقہ کرتے۔ اسی سادگی و محنت کی روش کے تحت آپ ﷺ گھر کے کام خود انجام دیتے، بکریوں کا دودھ خود دوہتے، اور مسجد نبوی کی تعمیر اور خندق کی کھدائی میں دیگر صحابہ کرام کے ساتھ مل کر عام مزدور کی طرح کام کیا۔ جس سے آپ ﷺ کی عاجزی اور مساوات پسندی ظاہر ہوتی ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

خاکسار

عاجز، انکسار کرنے والا۔

سخی / فیاض

دل کھول کر خرچ کرنے والا، دریا دل۔



داد و دہش
سخاوت، عطا و بخشش۔

مہمان نواز
مہمانوں کی خدمت اور خاطر تواضع کرنے والا۔
مسکین

غریب، محتاج۔

عدل و انصاف
برابری اور حق کے ساتھ فیصلہ کرنا۔

ہمسایہ
پڑوسی۔

استقلال
ثابت قدمی، پختہ ارادہ۔

خشیتِ الہی
اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی عظمت کا احساس۔

عملی تفسیر
کسی تعلیم کو قول کی بجائے عمل سے ثابت کرنا۔

خاکہ

حضور ﷺ کے اخلاقِ حسنہ کے پہلو: سبق میں بیان کیے گئے اخلاقِ حسنہ کے آٹھ نمایاں پہلوؤں کا خاکہ۔



حضور ﷺ کے اخلاقِ حسنہ کے پہلو

عدل و مساوات	تواضع و خدمتِ خلق	مہمان نوازی	سکانت و فیاضی
سادگی و عبادتِ گزاری	صبر و استقامت	حقوقِ ہمسایہ	عفو و درگزر

حضور ﷺ کے اخلاقِ حسنہ کے پہلو

مختصر سوالات و جوابات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں پوچھے جانے پر انھوں نے کیا جواب دیا؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ ﷺ کے اخلاق قرآن مجید تھے، یعنی آپ ﷺ کی ساری زندگی قرآن مجید کی عملی تفسیر تھی۔

فدک کے رئیس نے کتنے اونٹوں پر غلہ بھیجا تھا؟
فدک کے رئیس نے چار اونٹوں پر غلہ بھیجا تھا۔

آپ ﷺ کے مطابق مومن کون نہیں ہو سکتا؟
آپ ﷺ کے مطابق وہ شخص مومن نہیں ہو سکتا جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہو۔

قبیلہ مخزوم کی عورت کے واقعے میں آپ ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟
آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگلی قومیں اس لیے تباہ ہوئیں کہ وہ بڑے آدمی کو معاف اور چھوٹے کو سزا دیتی تھیں، اور فرمایا کہ اگر ان کی اپنی بیٹی بھی چوری کرتی تو اس کے ہاتھ کاٹے جاتے۔

آپ ﷺ نے آپ ﷺ کے ہاں کھانا نہ ہونے پر کس صحابی کے گھر رخ کیا؟
آپ ﷺ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔

سید سلیمان ندوی نے علامہ شبلی نعمانی کی کون سی تصنیف مکمل کی؟
سید سلیمان ندوی نے علامہ شبلی نعمانی کی تصنیف 'سیرت النبی' کی باقی ماندہ چار جلدیں مکمل کیں۔



سبق 'اخلاقِ حسنہ' کس کتاب سے ماخوذ ہے؟
 یہ سبق سید سلیمان ندوی کی کتاب 'رحمتِ عالم' سے ماخوذ ہے۔
 آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا کتنا عرصہ لڑائیوں میں گزرا؟
 آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا نو برس کا عرصہ لڑائیوں میں گزرا۔

تفصیلی سوالات و جوابات

سبق 'اخلاقِ حسنہ' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

سبق کا آغاز کس روایت سے ہوتا ہے؟

سبق کا آغاز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت سے ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے اخلاق قرآن مجید تھے، یعنی آپ ﷺ کی زندگی قرآن کی عملی تفسیر تھی۔

سبق میں آپ ﷺ کی کن عادات کا ذکر ہے؟

سبق میں آپ ﷺ کی سخاوت، مہمان نوازی، تواضع، غریبوں و کمزوروں کی مدد، عفو و درگزر، بچوں و عورتوں سے حسنِ سلوک اور عدل و مساوات کا تفصیل سے ذکر ہے۔

آپ ﷺ کی شجاعت اور استقامت کا کیا ثبوت دیا گیا ہے؟

احد اور حنین جیسے سخت معرکوں میں آپ ﷺ کے پہاڑ کی طرح ثابت قدم رہنے اور اپنے چچا کو دیے گئے مشہور جواب سے آپ ﷺ کی استقامت ثابت ہوتی ہے۔

سبق کا اختتام کس موضوع پر ہوتا ہے؟

سبق کا اختتام آپ ﷺ کی سادگی، صفائی پسندی اور عبادت گزاری کے ذکر پر ہوتا ہے، جس میں آپ ﷺ کے رات بھر نماز میں مصروف رہنے اور خشیتِ الہی سے رونے کا بیان شامل ہے۔



سید سلیمان ندوی کی شخصیت اور علمی خدمات کا مختصر جائزہ پیش کریں۔

سید سلیمان ندوی کہاں پیدا ہوئے اور انھوں نے تعلیم کہاں حاصل کی؟

سید سلیمان ندوی 1884ء میں دیسہ، بہار (بھارت) میں پیدا ہوئے اور دارالعلوم ندوۃ العلماء، اعظم گڑھ سے تعلیم حاصل کی۔

انھوں نے علامہ شبلی نعمانی کے کس کام کو مکمل کیا؟

انھوں نے علامہ شبلی نعمانی کے انتقال کے بعد ان کی تصنیف 'سیرت النبی' کی باقی ماندہ چار جلدیں مکمل کیں۔

قیام پاکستان کے بعد ان کی زندگی کیسی رہی؟

قیام پاکستان کے بعد وہ کراچی منتقل ہو گئے، جہاں حکومت پاکستان نے انھیں 'نشان سپاس' سے نوازا، اور وہیں 1953ء میں ان کا انتقال ہوا۔

ان کی مشہور تصانیف کون سی ہیں؟

ان کی مشہور تصانیف میں 'خطبات مدراس'، 'عرب و ہند کے تعلقات'، 'سیرت عائشہ'، 'حیاتِ شبلی' اور 'رحمتِ عالم' شامل ہیں۔

معروضی سوالات (MCQs)

سبق 'اخلاقِ حسنہ' کس کتاب سے ماخوذ ہے؟ (الف) سیرت النبی (ب) رحمتِ عالم (ج) حیاتِ شبلی (د) سیرت عائشہ

درست جواب: (ب) رحمتِ عالم۔ یہ سبق سید سلیمان ندوی کی کتاب 'رحمتِ عالم' سے ماخوذ ہے۔

فدک کے رئیس نے کتنے اونٹوں پر غلہ بھیجا؟ (الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

درست جواب: (ج) چار۔ فدک کے رئیس نے چار اونٹوں پر غلہ بھیجا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مطابق آپ ﷺ کے اخلاق کیا تھے؟ (الف) حدیث (ب) قرآن مجید (ج) سنت (د) فقہ



درست جواب: (ب) قرآن مجید۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ ﷺ کے اخلاق قرآن مجید تھے۔

آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا کتنا عرصہ لڑائیوں میں گزرا؟ (الف) پانچ برس (ب) سات برس (ج) نو برس (د) دس برس

درست جواب: (ج) نو برس۔ آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا نو برس کا عرصہ لڑائیوں میں گزرا۔

قبیلہ مخزوم کی عورت کس جرم میں گرفتار ہوئی؟ (الف) چوری (ب) جھوٹ (ج) دھوکا (د) غداری
درست جواب: (الف) چوری۔ قبیلہ مخزوم کی ایک عورت چوری کے جرم میں گرفتار ہوئی، جس پر آپ ﷺ نے عدل کی مثال قائم کی۔

آپ ﷺ کس صحابی کے گھر مہمان بنے جب گھر میں کھانا نہ تھا؟ (الف) حضرت عثمان غنی (ب) حضرت ابو ایوب انصاری (ج) حضرت سلمان فارسی (د) حضرت ابو عبیدہ
درست جواب: (ب) حضرت ابو ایوب انصاری۔ آپ ﷺ حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔

سید سلیمان ندوی نے کس کی تصنیف 'سیرت النبی' مکمل کی؟ (الف) علامہ اقبال (ب) علامہ شبلی نعمانی (ج) مولانا ظفر علی خاں (د) سر سید احمد خاں
درست جواب: (ب) علامہ شبلی نعمانی۔ سید سلیمان ندوی نے اپنے استاد علامہ شبلی نعمانی کی تصنیف 'سیرت النبی' کی باقی جلدیں مکمل کیں۔

سید سلیمان ندوی کا انتقال کس شہر میں ہوا؟ (الف) لاہور (ب) دہلی (ج) کراچی (د) اعظم گڑھ
درست جواب: (ج) کراچی۔ سید سلیمان ندوی کا انتقال کراچی میں ہوا۔

آپ ﷺ کے مطابق وہ مومن نہیں جس کا ہمسایہ کس سے محفوظ نہ ہو؟ (الف) اس کے قرض سے (ب) اس کی شرارتوں سے (ج) اس کی غربت سے (د) اس کے سفر سے
درست جواب: (ب) اس کی شرارتوں سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ مومن نہیں جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہو۔



تیز نظر ثانی خلاصہ

- سید سلیمان ندوی (1884ء-1953ء): سیرت نگار، مصنف 'رحمتِ عالم'، علامہ شبلی نعمانی کے شاگرد جنہوں نے 'سیرت النبی' کی باقی جلدیں مکمل کیں۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان: آپ ﷺ کے اخلاق قرآن مجید تھے۔
- سخاوت: فدک کا غلہ (4 اونٹ)، سائل کو کبھی انکار نہ کرنا۔ مہمان نوازی: مسلم و غیر مسلم سب کی خاطر تواضع۔
- تواضع: گھر کا کام خود کرنا، مزدوروں کے ساتھ خندق کھودنا۔ عدل: امیر و غریب سب برابر (قبیلہ مخزوم کا واقعہ)۔
- دیگر اوصاف: عفو و درگزر، ہمسایوں و بچوں و عورتوں کے حقوق، جانوروں پر شفقت، صبر و استقامت (احد، حنین)، سادگی، عبادت گزاری۔

امتحانی نکات

- مشر پارے کی تخریج لکھتے وقت ہمیشہ مصنف کا نام، سبق کا عنوان، مشکل الفاظ کے معنی، اور پھر تشریح۔ اسی ترتیب سے لکھیں۔
- سبق کے اہم واقعات (فدک کا غلہ، مخزومی عورت، ابو ایوب انصاری کا گھر) کی تفصیلات یاد رکھیں، یہ اکثر معروضی سوالات میں پوچھی جاتی ہیں۔
- سید سلیمان ندوی اور علامہ شبلی نعمانی کا تعلق (استاد-شاگرد اور سیرت النبی کی تکمیل) ذہن نشین رکھیں۔
- خلاصہ لکھتے وقت سبق کے تمام اہم پہلوؤں (سخاوت، مہمان نوازی، عدل، سادگی وغیرہ) کو مختصراً ایک ترتیب سے بیان کریں۔
- اہم تراکیب (خاکسار، داد و دہش، استقلال وغیرہ) کے معنی اور استعمال کی مشق کریں۔



سبق 4: اپنی مدد آپ ((Apni Madad Aap (Sir Syed Ahmad Khan))

یہ نوٹس پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ (PCTB) کے SNC نصاب کے تحت جماعت نہم کی کتاب اردو (لازمی) کے چوتھے سبق 'اپنی مدد آپ' پر مبنی ہیں، جو سر سید احمد خاں کے مضامین کے مجموعے 'مقالات سر سید' سے ماخوذ ہے اور اس مقولے کی شرح کرتا ہے کہ 'خدا ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں'۔

یہ نوٹس اردو پیئرنگ اسکیم 2026ء کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں سبق کا خلاصہ، سیاق و سباق کے ساتھ نثر پاروں کی تشریح، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں تاکہ طلبہ ایمر اگراف کی تشریح والے سوال کی تیاری کر سکیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

مصنف کا تعارف

سر سید احمد خاں 1817ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت اپنی والدہ سے حاصل کی جو خود تعلیم یافتہ اور روشن خیال تھیں۔ تعلیم پانے کے بعد پہلے مغلیہ دربار سے وابستہ ہوئے، بعد ازاں انگریزی عمل داری میں ملازمت اختیار کی اور اپنی صلاحیتوں کی بنا پر محکمہ انصاف میں ترقی کرتے ہوئے صدر الصدور (منصف اعلیٰ) کے عہدے تک پہنچے۔

سر سید کی زندگی کا اہم مشن 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد شروع ہوا، جب انھیں مسلمانوں کے زوال کا شدت سے احساس ہوا۔ جنگ آزادی کی ناکامی اور مسلمانوں کے زوال کے اسباب پر غور کرنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ امت مسلمہ کی ترقی جدید علوم و فنون، خصوصاً سائنسی تعلیم کے حصول میں مضمر ہے۔ اسی مقصد کے لیے انھوں نے انگریزی طرز کے ایک سکول کی بنیاد رکھی جسے 1877ء میں کلج کا درجہ دے دیا گیا اور جو تھوڑے ہی عرصے میں برصغیر کے مسلمانوں کے لیے علوم و فنون کے احیا کا مرکز قرار پایا۔

سر سید کے دیگر اہم کارناموں میں 1870ء میں رسالہ 'تہذیب الاخلاق' کا اجرا شامل ہے، جس میں انھوں نے مسلمانوں کی اصلاح احوال اور تہذیب و ترقی کے لیے خود بھی متعدد مضامین لکھے اور اپنے ہم عصر انشا پردازوں کو بھی اس طرف راغب کیا۔ سر سید نہ صرف اردو مضمون نویسی کے بانی ہیں بلکہ جدید اردو نثر کے پیش رو بھی ہیں۔ ان کی تحریروں میں عظمت، مقصدیت، استدلال اور سادگی کی صفات نمایاں ہیں۔ ان کی تصانیف میں آثار



الصنادید' اور 'خطبات احمدیہ' کے علاوہ ان کے وہ متعدد مضامین شامل ہیں جو 'مقالات سرسید' کے عنوان سے سولہ جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ سرسید احمد خاں کا انتقال 1898ء میں ہوا۔

زیر نصاب سبق 'اپنی مدد آپ' 'مقالات سرسید' کی ایک جلد سے لیا گیا ہے، جس کا مرکزی خیال یہ مشہور قول ہے: 'خدا ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔'

سبق کا خلاصہ

مقولے کا تعارف

سبق کا آغاز اس آزمودہ اور مشہور مقولے سے ہوتا ہے کہ 'خدا ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔' مصنف کے مطابق اس مختصر سے فقرے میں انسانوں، قوموں اور نسلوں کا صدیوں کا اجتماعی تجربہ سمویا ہوا ہے۔

جوش خودی اور انفرادی و قومی ترقی

مصنف بیان کرتے ہیں کہ ایک فرد میں اپنی مدد آپ کرنے کا جوش اس کی ذاتی ترقی کی بنیاد ہوتا ہے، اور جب یہی جوش بہت سے افراد میں پایا جائے تو وہ قومی ترقی، قومی طاقت اور قومی مضبوطی کی جڑ بن جاتا ہے۔

دوسروں پر انحصار کے نقصانات

جب کسی فرد یا گروہ کے لیے کوئی دوسرا کام کرنے لگتا ہے تو اس میں اپنی مدد آپ کرنے کا جوش کم ہوتا چلا جاتا ہے، اور اس کے ساتھ ہی غیرت اور عزت۔ جو انسان کی اصل قوتیں ہیں۔ بھی رفتہ رفتہ ختم ہو جاتی ہیں۔ ایسے افراد اور قومیں دوسروں کی نظر میں بے غیرت اور بے عزت ہو جاتی ہیں۔

قوم کے چال چلن اور حکومت کا باہمی تعلق

مصنف کے نزدیک یہ ایک قدرتی اصول ہے کہ جیسا کسی قوم کا مجموعی چال چلن ہوتا ہے، اسی کے مطابق اس کا قانون اور حکومت بھی وجود میں آتی ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے پانی خود بخود اپنی سطح میں آ جاتا ہے۔ کسی ملک کی خوبی زیادہ تر اس کی رعایا کے اخلاق و کردار پر منحصر ہوتی ہے، کیونکہ قوم دراصل شخصی حالتوں ہی کا مجموعہ ہے۔



قومی ترقی و زوال کا راز

قومی ترقی دراصل ہر فرد کی محنت، دیانت داری اور ہمدردی کا مجموعہ ہے، جب کہ قومی زوال ہر فرد کی سستی، بے ایمانی اور خود غرضی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ مصنف واضح کرتے ہیں کہ معاشرتی برائیاں دراصل افراد کی اپنی بے راہ روی کی پیداوار ہوتی ہیں، اس لیے انھیں محض بیرونی کوشش سے ختم نہیں کیا جاسکتا۔

مصنف کی اپنی قوم سے اپیل

سر سید اپنے ہم وطنوں سے اپیل کرتے ہیں کہ اگر یہ استدلال درست ہے تو قوم سے سچی ہمدردی کرو اور اس بات پر غور کرو کہ تعلیم و تربیت، طرز گفتگو، وضع و لباس اور طرز زندگی کے ذریعے قوم کے چال چلن کو کیسے بہتر بنایا جاسکتا ہے، کیونکہ محض بیرونی طاقت پر بھروسہ رکھنا نادانی کی بات ہے۔

حقیقی غلامی کیا ہے؟

مصنف کے نزدیک حقیقی غلام وہ نہیں جسے کسی ظالم آقا نے خرید لیا ہو یا جو کسی جابر حکومت کی رعیت ہو، بلکہ حقیقی غلام وہ ہے جو بد اخلاقی، خود غرضی، جہالت اور شرارت کا مطیع ہو اور قومی ہمدردی سے بے پروا ہو۔ ایسی قویں محض اچھی حکومت سے آزاد نہیں ہو سکتیں جب تک ان کی یہ اندرونی غلامی ختم نہ ہو۔

حکومت پر انحصار کا خطرہ

مصنف اس عام خیال کو خطرناک قرار دیتے ہیں کہ کوئی مہربان حکومت آئے اور ہمارے تمام کام خود کر دے۔ ان کے نزدیک یہ سوچ قوم کی دلی آزادی کو تباہ کر دیتی ہے اور لوگوں کو انسان پرست بنادیتی ہے۔ جو دولت کی پرستش کی طرح انسان کو حقیر بنادیتی ہے۔

اپنی مدد آپ۔ معزز قوموں کا راز

مصنف کے مطابق دنیا کی معزز قوموں نے جس عظیم اور مضبوط اصول سے عزت پائی، وہ اپنی مدد آپ کرنا ہے۔ دوسروں پر بھروسہ اور اپنی مدد آپ دونوں بالکل مخالف اصول ہیں: اپنی مدد آپ انسان کی برائیوں کو ختم کرتی ہے، جب کہ دوسروں پر انحصار خود انسان کی ذات کو برباد کر دیتا ہے۔



انسانی ترقی کا مشترکہ ورثہ اور عملی تعلیم کی اہمیت

مصنف بیان کرتے ہیں کہ موجودہ انسانی ترقی نسل در نسل کاشتکاروں، کان کنوں، موجدوں، کاریگروں اور مفکروں کی محنت کا نتیجہ ہے، جسے آنے والی نسلوں کو محفوظ رکھنے کی بجائے مزید ترقی دے کر آگے منتقل کرنا چاہیے تھا۔ مگر ہماری قوم نے یہ امانت ضائع کر دی۔ مصنف اختتام میں کہتے ہیں کہ ایک عاجز اور محنتی انسان کا نمونہ عمل دوسروں پر کتابی علم سے کہیں زیادہ اثر ڈالتا ہے، کیونکہ یہی عملی تعلیم انسان کو حقیقی معنوں میں انسان بناتی ہے۔

سیاق و سباق کے ساتھ تشریح

نثر پارہ (موضوع: قومی ترقی و زوال کا انفرادی کردار پر انحصار) کی سیاق و سباق کے ساتھ تشریح کریں۔

مصنف کا نام: سر سید احمد خاں۔ سبق کا عنوان: اپنی مدد آپ
مشکل الفاظ کے معنی: مجموعہ (حاصل جمع، سب کا اکٹھا)، بے ایمانی (دیانت داری کا فقدان)، خود غرضی (اپنے ہی مفاد کا خیال رکھنا)، ناتہذیبی (بد اخلاقی، غیر مہذب رویہ)، آوارہ زندگی (بے راہ روی کی زندگی)
تشریح: زیر بحث نثر پارے میں مصنف سر سید احمد خاں فرماتے ہیں کہ قومی ترقی دراصل ہر فرد کی محنت، عزت، دیانت داری اور ہمدردی کا مجموعہ ہے، جس طرح قومی زوال ہر فرد کی سستی، بے عزتی، بے ایمانی اور خود غرضی کا مجموعہ ہوتا ہے۔ ناتہذیبی اور اخلاقی برائیاں دراصل انفرادی بے راہ روی کا نتیجہ ہوتی ہیں، اس لیے اگر ان برائیوں کو محض بیرونی کوشش سے جڑ سے اکھاڑنے کی کوشش کی جائے تو وہ کسی نئی صورت میں اور زیادہ شدت سے پیدا ہو جائیں گی۔ جب تک کہ ہر فرد کی ذاتی زندگی اور چال چلن کی اصلاح نہ کی جائے۔

نثر پارہ (موضوع: خود انحصاری کی اہمیت۔ دنیا کی معزز قوموں کا راز) کی سیاق و سباق کے ساتھ تشریح کریں۔

مصنف کا نام: سر سید احمد خاں۔ سبق کا عنوان: اپنی مدد آپ
مشکل الفاظ کے معنی: مضبوط (مستحکم، پائیدار)، بھروسہ (اعتماد، انحصار)، بدیاں (برائیاں)، برباد (تباہ)
تشریح: اس نثر پارے میں مصنف کے مطابق دنیا کی معزز قوموں نے جس عظیم اور مضبوط اصول سے عزت پائی، وہ اپنی مدد آپ کرنا ہے۔ جب لوگ اس اصول کو اچھی طرح سمجھ کر عمل میں لائیں گے تو انھیں دوسروں سے مدد کی طلب بھول جائے گی۔ مصنف واضح کرتے ہیں کہ دوسروں پر بھروسہ کرنا اور اپنی مدد آپ کرنا دونوں بالکل



مخالف اصول ہیں: اپنی مدد آپ کا اصول انسان کی برائیوں کو ختم کرتا ہے، جب کہ دوسروں پر انحصار خود انسان کی ذات ہی کو برباد کر دیتا ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

مقولہ

کہاوت، مشہور و تسلیم شدہ قول۔

آزمودہ

آزمایا ہوا، تجربہ شدہ۔

جوش

ولولہ، جذبہ۔

غیرت

خودداری، حمیت۔

رعایا

عوام، حکومت کے زیرِ نگیں مخلوق۔

چال چلن

طور طریقہ، برتاؤ۔

نا تہذیبی

بد تمیزی، غیر مہذب پن۔

آوارہ زندگی

بے راہ روی کی زندگی۔

خود غرضی

اپنے ہی مفاد کا خیال رکھنا۔

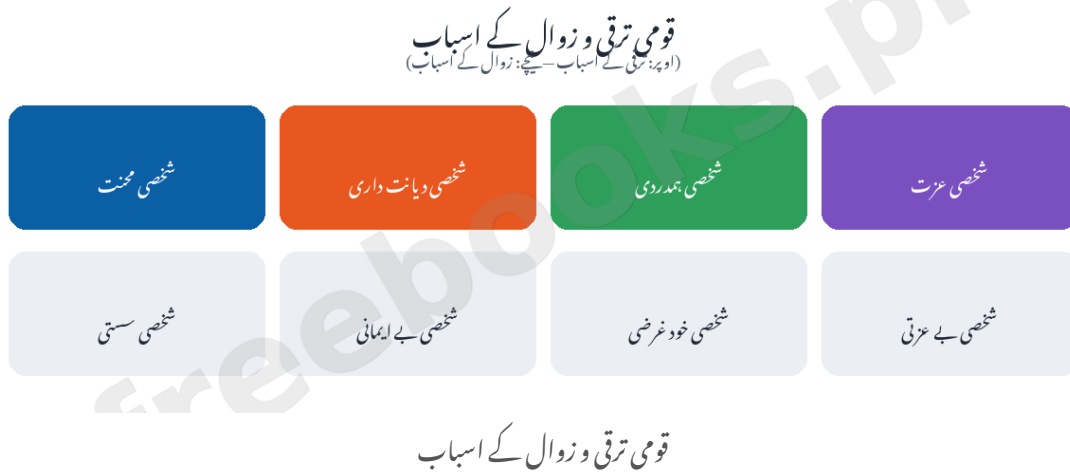
حاشا و کلا



ہرگز نہیں۔

خاکہ

قومی ترقی و زوال کے اسباب: سبق کے مطابق قومی ترقی اور قومی زوال، دونوں کے چار چار انفرادی اسباب کا موازنہ۔



مختصر سوالات و جوابات

وہ کون سا آزمودہ مقولہ ہے جس میں انسانوں اور قوموں کا تجربہ جمع ہے؟
'خدا ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں' یہ ایک آزمودہ مقولہ ہے جس میں انسانوں، قوموں اور نسلوں کا تجربہ جمع ہے۔

سرسید کے خیال میں کون سی قوم ذلیل و بے عزت ہو جاتی ہے؟
جو قوم اپنی مدد آپ کرنے کا جوش کھو کر دوسروں پر بھروسہ کرنے لگتی ہے، وہ دوسری قوموں کی نظر میں ذلیل اور بے غیرت ہو جاتی ہے۔

نیچر کا قاعدہ کیا ہے؟

نیچر کا قاعدہ یہ ہے کہ جیسا کسی قوم کا چال چلن ہوتا ہے، اسی کے مطابق اس کا قانون اور حکومت بھی ہوتی ہے، جس طرح پانی خود اپنی سطح میں آ جاتا ہے۔

بیرونی کوششوں سے برائیوں کو ختم کرنے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟



ایسی کوشش کرنے سے وہ برائیاں کسی نئی صورت میں اور زیادہ شدت سے پیدا ہو جاتی ہیں، جب تک شخصی زندگی اور چال چلن کی اصلاح نہ کی جائے۔

دنیا کی معزز قوموں نے کس اصول سے عزت پائی؟

دنیا کی معزز قوموں نے اپنی مدد آپ کرنے کے اصول سے عزت پائی۔

سر سید احمد خاں نے کس سال اپنے سکول کو کالج کا درجہ دلوایا؟

سر سید نے اپنے قائم کردہ انگریزی طرز کے سکول کو 1877ء میں کالج کا درجہ دلوایا۔

سر سید احمد خاں نے 1870ء میں کون سا رسالہ جاری کیا؟

سر سید نے 1870ء میں رسالہ 'تہذیب الاخلاق' جاری کیا۔

سبق 'اپنی مدد آپ' کس کتاب سے ماخوذ ہے؟

یہ سبق سر سید احمد خاں کے مضامین کے مجموعے 'مقالاتِ سر سید' کی ایک جلد سے ماخوذ ہے۔

تفصیلی سوالات و جوابات

سبق 'اپنی مدد آپ' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

مضمون کا آغاز کس مقولے سے ہوتا ہے؟

مضمون کا آغاز اس مشہور آزمودہ مقولے سے ہوتا ہے کہ 'خدا ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں'، جس میں انسانوں اور قوموں کا اجتماعی تجربہ سمویا گیا ہے۔

سر سید کے نزدیک قومی ترقی اور زوال کا راز کیا ہے؟

سر سید کے نزدیک قومی ترقی ہر فرد کی محنت، دیانت اور ہمدردی کا مجموعہ ہے، جب کہ قومی زوال ہر فرد کی سستی، بے ایمانی اور خود غرضی کا نتیجہ ہوتا ہے۔

مصنف حقیقی غلامی کسے قرار دیتے ہیں؟

مصنف کے نزدیک حقیقی غلام وہ نہیں جو کسی ظالم آقا یا حکومت کا محکوم ہو، بلکہ وہ ہے جو اپنی بد اخلاقی، خود غرضی اور جہالت کا اسیر ہو۔



مضمون کس نتیجے پر ختم ہوتا ہے؟

مضمون اس نتیجے پر ختم ہوتا ہے کہ دنیا کی معزز قوموں نے اپنی مدد آپ کرنے کے اصول سے عزت پائی، اور یہی اصول انسان کی حقیقی ترقی کی بنیاد ہے۔

سر سید احمد خاں کی شخصیت اور علمی و اصلاحی خدمات کا مختصر جائزہ پیش کریں۔

سر سید احمد خاں کہاں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم کہاں سے حاصل کی؟

سر سید احمد خاں 1817ء میں دہلی میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم و تربیت اپنی والدہ سے حاصل کی، جو خود تعلیم یافتہ اور روشن خیال تھیں۔

جنگِ آزادی کے بعد سر سید کا اہم مشن کیا بنا؟

1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد سر سید اس نتیجے پر پہنچے کہ مسلمانوں کی ترقی جدید علوم، خصوصاً سائنسی تعلیم کے حصول میں مضمر ہے، چنانچہ انھوں نے ایک انگریزی طرز کے سکول کی بنیاد رکھی جو 1877ء میں کلج بن گیا۔
سر سید کی صحافتی خدمات کیا تھیں؟

سر سید نے 1870ء میں رسالہ 'تہذیب الاخلاق' جاری کیا، جس میں مسلمانوں کی اصلاح و ترقی کے لیے متعدد مضامین لکھے۔

سر سید کی نثر نگاری کی خصوصیات اور مشہور تصانیف کون سی ہیں؟

سر سید اردو مضمون نویسی کے بانی سمجھے جاتے ہیں، ان کی نثر عظمت، مقصدیت، استدلال اور سادگی کی حامل ہے۔ ان کی مشہور تصانیف میں 'آثار الصنادید'، 'خطباتِ احمدیہ' اور 'سولہ جلدوں پر مشتمل' مقالاتِ سر سید شامل ہیں۔

معروضی سوالات (MCQs)

سبق 'اپنی مدد آپ' کس کتاب سے ماخوذ ہے؟ (الف) مقالاتِ سر سید (ب) آثار الصنادید (ج) خطباتِ احمدیہ (د) تہذیب الاخلاق



درست جواب: (الف) مقالاتِ سرسید۔ یہ سبق سرسید کے مضامین کے مجموعے 'مقالاتِ سرسید' کی ایک جلد سے ماخوذ ہے۔

سرسید احمد خاں نے کس سال رسالہ 'تہذیب الاخلاق' جاری کیا؟ (الف) 1857ء (ب) 1870ء (ج) 1877ء (د) 1898ء

درست جواب: (ب) 1870ء۔ سرسید نے 1870ء میں رسالہ 'تہذیب الاخلاق' جاری کیا۔

سرسید کے قائم کردہ سکول کو کس سال کلج کا درجہ ملا؟ (الف) 1857ء (ب) 1870ء (ج) 1875ء (د) 1877ء

درست جواب: (د) 1877ء۔ سرسید کے قائم کردہ سکول کو 1877ء میں کلج کا درجہ دیا گیا۔

سبق کے مطابق قومی ترقی کس چیز کا مجموعہ ہے؟ (الف) حکومت کی مہربانی (ب) شخصی محنت و دیانت (ج) بیرونی امداد (د) قانون کی سختی

درست جواب: (ب) شخصی محنت و دیانت۔ قومی ترقی دراصل ہر فرد کی محنت، دیانت اور ہمدردی کا مجموعہ ہے۔

مصنف کے نزدیک حقیقی غلام کون ہے؟ (الف) ظالم آقا کا غلام (ب) بداخلاقی و خود غرضی کا اسیر (ج) غریب انسان (د) بادشاہ کی رعایا

درست جواب: (ب) بداخلاقی و خود غرضی کا اسیر۔ مصنف کے نزدیک حقیقی غلام وہ ہے جو اپنی بداخلاقی، خود غرضی اور جہالت کا اسیر ہو۔

دنیا کی معزز قوموں نے کس اصول سے عزت پائی؟ (الف) طاقت (ب) دولت (ج) اپنی مدد آپ (د) حکمرانی

درست جواب: (ج) اپنی مدد آپ۔ دنیا کی معزز قوموں نے اپنی مدد آپ کرنے کے اصول سے عزت پائی۔

سرسید احمد خاں کا انتقال کس سال ہوا؟ (الف) 1877ء (ب) 1888ء (ج) 1898ء (د) 1905ء

درست جواب: (ج) 1898ء۔ سرسید احمد خاں کا انتقال 1898ء میں ہوا۔

درج ذیل میں سے کون سی سرسید کی نثر کی خصوصیت نہیں ہے؟ (الف) سادگی (ب) استدلال (ج) مقصدیت (د) تصنع و بناوٹ



درست جواب: (د) تصنع و بناوٹ۔ سرسید کی نثر سادگی، استدلال اور مقصدیت کی حامل ہے؛ تصنع و بناوٹ ان کی نثر کی خصوصیت نہیں۔

سرسید احمد خاں کہاں پیدا ہوئے؟ (الف) لاہور (ب) دہلی (ج) علی گڑھ (د) لکھنؤ
درست جواب: (ب) دہلی۔ سرسید احمد خاں دہلی میں پیدا ہوئے۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- سرسید احمد خاں (1817ء-1898ء): مضمون نویسی کے بانی، مصنف 'مقالات سرسید'، 'آثار الصنادید' اور 'خطبات احمدیہ'، بانی رسالہ 'تہذیب الاخلاق' (1870ء)۔
- مرکزی مقولہ: خدا ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ انسانوں، قوموں اور نسلوں کے تجربے کا نچوڑ۔
- قومی ترقی = شخصی محنت + دیانت + ہمدردی کا مجموعہ۔ قومی زوال = شخصی سستی + بے ایمانی + خود غرضی کا مجموعہ۔
- نیچر کا قاعدہ: قوم کا چال چلن ہی اس کے قانون و حکومت کا تعین کرتا ہے (پانی کی مثال)۔
- حقیقی غلامی: بیرونی حکمرانی نہیں بلکہ اپنی بد اخلاقی و خود غرضی کی غلامی۔ اپنی مدد آپ اور دوسروں پر بھروسہ۔
دو بالکل مخالف اصول۔

امتحانی نکات

- مشر پارے کی تخریج لکھتے وقت ہمیشہ مصنف کا نام، سبق کا عنوان، مشکل الفاظ کے معنی، اور پھر تشریح۔ اسی ترتیب سے لکھیں۔
- سرسید کی اہم تاریخیں (پیدائش 1817ء، تہذیب الاخلاق 1870ء، کلج کا قیام 1877ء، وفات 1898ء) یاد رکھیں، یہ اکثر معروضی سوالات میں پوچھی جاتی ہیں۔
- مرکزی مقولہ 'خدا ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں' کو لفظ بہ لفظ یاد رکھیں، امتحان میں اکثر پوچھا جاتا ہے۔
- خلاصہ لکھتے وقت سبق کے تمام اہم مراحل (مقولے کا تعارف، قومی ترقی و زوال کا راز، حقیقی غلامی، نتیجہ) کو مختصراً ایک ترتیب سے بیان کریں۔



۱۰۔ اہم تراکیب (مقولہ، آزمودہ، غیرت، ناتہذیبی وغیرہ) کے معنی اور استعمال کی مشق کریں۔



سبق 5: کلیم اور مرزا ظاہر دار بیگ (Kaleem Aur Mirza Zahir Dar Beg)

((Deputy Nazir Ahmad))

یہ نوٹس پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ (PCTB) کے SNC نصاب کے تحت جماعت نہم کی کتاب اردو (لازمی) کے پانچویں سبق، کلیم اور مرزا ظاہر دار بیگ، پر مبنی ہیں، جو ڈپٹی نذیر احمد کے اصلاحی ناول 'توبۃ النصوح' سے ماخوذ اقتباس ہے۔

یہ نوٹس اردو پیئرنگ اسکیم 2026ء کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں سبق کا خلاصہ، سیاق و سباق کے ساتھ نثر پاروں کی تشریح، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں تاکہ طلبہ پیرا گراف کی تشریح والے سوال کی تیاری کر سکیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

مصنف کا تعارف

ڈپٹی نذیر احمد 1836ء میں ضلع بجنور (یوپی، انڈیا) کے ایک چھوٹے سے گاؤں 'ریہڑ' میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں اپنے والد سے حاصل کی، جو گاؤں میں بچوں کو پڑھایا کرتے تھے، اور پھر دہلی جا کر دہلی کالج میں داخلہ لے کر اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔

بچپن ہی سے ڈپٹی کلکٹر بننے کا خواب دیکھتے تھے، جو ایک روز پورا بھی ہوا۔ انھوں نے 1857ء کی جنگ آزادی کو دہلی میں مقیم ہونے کے باعث بہت قریب سے دیکھا۔ وہ سر سید احمد خاں کے افکار سے متاثر تھے، اسی لیے 1857ء کے بعد مسلمان اشرافیہ گھرانوں کی تعلیمی حالت سدھارنے کے لیے لکھنے لکھانے کا کام کیا۔

ڈپٹی نذیر احمد ناول پڑھنے کے بے حد شائق تھے، مگر ان کے سامنے اردو میں ناول کا کوئی نمونہ موجود نہ تھا، چنانچہ انھوں نے اپنے طور پر کوشش کر کے اردو ناول نگاری کے میدان میں پہلا قدم رکھا۔ انھوں نے متعدد اصلاحی ناول لکھے جن میں 'مرآة العروس'، 'بنات النعش'، 'توبۃ النصوح'، 'فسانہ بتلا'، 'ابن الوقت'، 'رویائے صادقہ' اور 'ایامی' شامل ہیں۔ یہ سب ناول اصلاحی نوعیت کے ہیں، جن کے کرداروں کے ذریعے اچھائی اور برائی کا فرق اور مسلمان اشرافیہ گھرانوں کی عورتوں کی گھریلو زندگی کی اصلاح مقصود تھی۔ ڈپٹی نذیر احمد کا انتقال 1912ء میں ہوا۔



زیرِ نصاب اقتباس، کلیم اور مرزا ظاہر داریگ 'ان کے ناول 'توبہ النصوح' سے مستعار ہے۔ ناول کے اس حصے میں خاندان کے سربراہ نصوح کے بڑے بیٹے کلیم کا ذکر ہے، جو اپنے وقت کا معروف شاعر تھا مگر اپنے حال میں مست رہتا تھا، اور طنزیہ انداز میں اس کے دوست مرزا ظاہر داریگ کا بیان ہے، جس کا ظاہر اس کے باطن سے قطعی مختلف تھا۔

سبق کا خلاصہ

ناول کا پس منظر

ناول 'توبہ النصوح' کا موضوع اولاد کی تربیت میں والدین کی ذمہ داریاں ہیں۔ نصوح شدید بیمار ہو کر ایک طویل خواب دیکھتا ہے جس میں لوگوں کی بد اعمالیوں پر ان سے پوچھ کچھ ہو رہی ہوتی ہے۔ خواب سے بیدار ہو کر نصوح اپنی کوتاہیوں کا احساس کرتا ہے اور اپنی و گھر والوں کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے۔ چھوٹی اولاد کی اصلاح تو ہو جاتی ہے، مگر بڑا بیٹا کلیم، جس میں بہت سی خرابیاں ہیں، باپ کی نصیحت پر کان نہیں دھرتا۔

کلیم کا گھر چھوڑنا

کلیم ایک دن اپنے باپ کی نصیحتوں سے تنگ آ کر گھر چھوڑ دیتا ہے اور اپنے دوست مرزا ظاہر داریگ کے ہاں جا پہنچتا ہے۔ مرزا کے پاس اصل میں کچھ نہیں ہوتا، مگر وہ خود کو ایک بڑا صاحبِ جائیداد ظاہر کرتا رہتا ہے۔

مرزا کے گھر پر کلیم کی آمد

رات گئے کلیم مرزا کے مکان پر پہنچتا ہے اور دستک دیتا ہے۔ دو خادماں چراغ لیے باہر آتی ہیں اور 'مرزا ظاہر دار بیگ' کے نام سے لاعلمی ظاہر کرتی ہیں۔ تھوڑی گفتگو کے بعد ایک خادمہ سمجھ جاتی ہے کہ کلیم دراصل اسی شخص کو ڈھونڈ رہا ہے جو ہر جگہ خود کو 'جمعدار' کا وارث بتاتا پھرتا ہے، اور کلیم کو ایک چھوٹے سے کچے مکان کی طرف بھیج دیتی ہے۔



مرزا کی شرمندگی اور مسجد میں قیام

مرزا اپنی اصل حالت میں پکڑے جانے پر شرمندہ ہو کر باہر آتا ہے اور بہانہ بناتے ہوئے کلیم کو اپنے مکان کے بجائے قریبی ویران اور وحشت ناک پرانی مسجد میں ٹھہرا دیتا ہے، جہاں نہ کوئی حافظ ہے نہ طالب علم، اور جہاں چمگادڑوں کی بھنبھناہٹ کے سوا کچھ نہیں۔

مرزا کی جھوٹی شان و شوکت کا پول کھلنا

کلیم مرزا سے کہتا ہے کہ وہ ہمیشہ محل سراؤں، دیوان خانوں اور باغوں کے مالک ہونے کا دعویٰ کرتا رہا، مگر آج ایک رات کے لیے بھی جگہ میسر نہیں۔ مرزا بہانہ بناتا ہے کہ جمعدار کے انتقال کے بعد لوگوں نے رشتہ اندازیاں کیں اور وہ خود جھگڑے سے کنارہ کش ہو گیا، حالاں کہ حقیقت میں اس کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔

بھنے چنوں کی چرب زبانی سے تعریف

بھوکا کلیم آخر خود کہہ دیتا ہے کہ اس نے کھانا نہیں کھایا۔ مرزا باہر جا کر صرف دو تین مٹھی بھنے ہوئے چنے لے آتا ہے، مگر اپنی چرب زبانی سے انھیں ایسے بیان کرتا ہے جیسے کوئی نہایت لذیذ اور نادر پکوان ہو۔ بھوکا کلیم انھی معمولی چنوں کو بھی خوش ذائقہ محسوس کرتا ہے۔

مسجد میں تنہا اور مصیبت زدہ رات

مرزا ایک پرانی درہ اور میلہ تکیہ بھجوا دیتا ہے۔ کلیم، جو کچھ دیر پہلے آرام دہ گھریں تھا، اب ایک ویران مسجد میں اکیلا، بغیر چراغ، بغیر بستر کے، قید خانے کے گنہگار کی طرح رات گزارنے پر مجبور ہوتا ہے۔

صبح سامان کی چوری

صبح دیر سے جاگنے پر کلیم دیکھتا ہے کہ مرزا یا اس کا کوئی ساتھی اس کی ٹوپی، جوتی، رومال، چھڑی، تکیہ اور درہ سمیت ہر چیز لے کر غائب ہو چکا ہے۔ کلیم دن بھر بھوکا اور بے سرو سامان اسی ویران مسجد میں پھنسا رہتا ہے۔



کلیم کی گرفتاری

شام کو کلیم پریشان حال، ننگے سرو پاؤں مرزا کے مکان پر جاتا ہے۔ گھر والے اسے پہچانتے نہیں اور اپنی درمی تکیہ واپس مانگتے ہوئے اسے چور سمجھ کر مرزا زبردست بیگ کو اس کے چھپے دوڑا دیتے ہیں۔ کلیم پکڑا جاتا ہے اور کوٹوالی لے جایا جاتا ہے۔

کوٹوال کے سامنے پیشی اور سبق کا اسلوب

کوٹوال کلیم کی بدحواس حالت دیکھ کر اس کے مشہور شاعر ہونے کے دعوے پر یقین نہیں کرتا اور اسے حوالات میں رکھنے اور صبح اس کے والد کو بلوا کر تصدیق کرانے کا حکم دیتا ہے۔ یہ اقتباس ڈپٹی نذیر احمد کے محاورے اور روزمرہ پر عبور اور ان کے طنزیہ اسلوب کی بہترین مثال ہے، جو والدین کی نافرمانی اور بری صحبت کے انجام کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

سیاق و سباق کے ساتھ تشریح

نثر پارہ (موضوع: مرزا کی دکھاوے کی شان و شوکت اور ویران مسجد کی حقیقت) کی سیاق و سباق کے ساتھ تشریح کریں۔

مصنف کا نام: ڈپٹی نذیر احمد۔ سبق کا عنوان: کلیم اور مرزا ظاہر داریگ
مشکل الفاظ کے معنی: مسجد ضرار (قرآن میں مذکور وہ مسجد جو نیک نیتی کے بجائے نقصان پہنچانے کی نیت سے بنائی گئی تھی)، ویران (اجڑی ہوئی، غیر آباد)، وحشت ناک (خوف ناک)
تشریح: زیر بحث نثر پارے میں مصنف ڈپٹی نذیر احمد اس مقام کا نقشہ کھینچتے ہیں جہاں مرزا ظاہر داریگ کلیم کو رات گزارنے کے لیے لے جاتا ہے۔ یہ ایک نہایت پرانی اور چھوٹی سی مسجد ہے، جو مسجد ضرار کی طرح ویران اور وحشت ناک دکھائی دیتی ہے۔ نہ وہاں کوئی حافظ ہے، نہ طالب علم، نہ مسافر، صرف چمگادڑوں کی بھنبھناہٹ کان کے پردے پھاڑتی محسوس ہوتی ہے۔ یہ منظر مرزا کی جھوٹی شان و شوکت کے دعووں اور اس کی اصل بے سروسامانی کے درمیان تضاد کو نمایاں کرتا ہے۔

نثر پارہ (موضوع: مرزا کی چرب زبانی۔ بھنے چنوں کو دعوت بنا کر پیش کرنا) کی سیاق و سباق کے ساتھ تشریح کریں۔



مصنف کا نام: ڈپٹی نذیر احمد - سبق کا عنوان: کلیم اور مرزا ظاہر دار بیگ
 مشکل الفاظ کے معنی: چرب زبانی (خوش کلامی، باتوں سے دوسرے کو متاثر کر لینے کی صلاحیت)، سخاوت (دریا
 دلی، فیاضی (یہاں طنزاً استعمال ہوا ہے))، سڈول (خوش شکل، متناسب)
 تشریح: اس نثر پارے میں مصنف مرزا ظاہر دار بیگ کی چرب زبانی کی مثال پیش کرتے ہیں۔ بھوکے کلیم کے لیے
 مرزا صرف دو تین مٹھی بھنے ہوئے چنے لے آتا ہے، لیکن اپنی خوش کلامی سے انھیں ایسے الفاظ میں بیان کرتا ہے
 جیسے وہ کوئی نادر و نایاب اور لذیذ ترین پکوان ہوں۔ دانوں کی سڈول ساخت اور خوشبو کی تعریف میں لمبی تقریر کر
 دیتا ہے۔ اس سے مصنف نے مرزا کے فریب کار اور دکھاوے پسند کردار کو نہایت مزاحیہ انداز میں بے نقاب کیا
 ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

اختلاجِ قلب

دل کی دھڑکن کا بے ترتیب ہو جانا۔

حشمت

شان و شوکت، رعب و دبدبہ۔

سخن سازی

جھوٹی باتیں گھڑنا، بناوٹی گفتگو۔

چار و ناچار

مجبوراً، بادلِ نحواستہ۔

اپنے تئیں

اپنے آپ کو۔

چرب زبانی

خوش کلامی سے دوسرے کو متاثر کر لینے کی صلاحیت۔

دھوم

شہرت، چرچا۔



متغیر

بدلا ہوا، تبدیل شدہ۔

عیار

چالاک، دھوکے باز۔

ہم رکاب

ساتھ ساتھ چلنے والا، ہمراہی۔

خاکہ

کلیم اور مرزا کی کہانی کا سفر: سبق میں پیش آنے والے پانچ اہم مراحل کا تسلسل کے ساتھ خاکہ۔



کلیم اور مرزا کی کہانی کا سفر

۱۔ کلیم کا گھر چھوڑنا

باپ کی نصیحت سے تنگ آکر
دوست مرزا کے پاس جا پہنچتا ہے

۲۔ ویران مسجد میں قیام

جھوٹی شان کا پول کھلنے پر
پرانی مسجد میں ٹھہرایا جاتا ہے

۳۔ بھنے پنوں کی دعوت

چرب زبانی سے چند مٹھی چنے
نقیس پلو ان بنا کر پیش کیے

۴۔ صبح سامان کی چوری

ٹوپی، جوتی، تکیہ، دری سمیت
سارا سامان چوری ہو گیا

۵۔ گرفتاری اور کوٹوالی

چور سمجھ کر پکڑا گیا
کوٹوال کو شناخت پر شک ہوا

کلیم اور مرزا کی کہانی کا سفر

مختصر سوالات و جوابات

سبق، کلیم اور مرزا ظاہر دار بیگ 'ڈپٹی نذیر احمد کے کس ناول سے مستعار ہے؟



یہ سبق ڈپٹی نذیر احمد کے ناول 'توبہ النصوح' سے مستعار ہے۔

مرزا ظاہر دار بیگ کا مکان کہاں واقع تھا اور کیا تھا؟

مرزا ظاہر دار بیگ کا مکان ایک بڑی حویلی کے چھپے ایک چھوٹا سا کچا مکان تھا، جو دیکھنے میں نہایت معمولی تھا۔

مرزا ظاہر دار بیگ نے کلیم کو ایک رات کے لیے کس جگہ ٹھہرایا؟

مرزا نے کلیم کو ایک ویران اور وحشت ناک پرانی مسجد میں ٹھہرایا۔

مرزا ظاہر دار بیگ نے کلیم کو رات کا کھانا کس طور پر کھلایا؟

مرزا نے اپنی چرب زبانی سے صرف دو تین مٹھی بھنے ہوئے چنوں کو نہایت لذیذ پکوان کے طور پر پیش کر کے کلیم کو کھلایا۔

مرزا ظاہر دار بیگ نے کلیم کو اپنے بارے میں کیا بتایا تھا اور وہ کیا نکلا؟

مرزا نے خود کو جمعدار کا وارث اور جانشین بتایا تھا، لیکن حقیقت میں وہ ایک عام اور بے سروسامان آدمی نکلا۔

جب مرزا زبردست بیگ کلیم کے چھپے بھاگا تو کلیم کس حلیے میں تھا؟

کلیم اس وقت ننگے سر، ننگے پاؤں اور دھول مٹی میں اٹا ہوا، پریشان حال تھا۔

ڈپٹی نذیر احمد کو اردو زبان میں کس چیز کی سند حاصل ہے؟

ڈپٹی نذیر احمد کو روزمرہ اور محاورے کے استعمال میں سند کی حیثیت حاصل ہے۔

صبح کے وقت کلیم کے ساتھ کیا سانحہ پیش آیا؟

صبح کے وقت مرزا یا اس کا کوئی ساتھی کلیم کی ٹوپی، جوتی، رومال، چھڑی، تکیہ اور دری سمیت ہر چیز لے کر غائب ہو گیا۔



تفصیلی سوالات و جوابات

سبق، کلیم اور مرزا ظاہر دار بیگ 'کا خلاصہ' اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

ناول کا پس منظر کیا ہے اور کلیم مرزا کے گھر کیوں گیا؟

ناول 'توبہ النصوح' میں نصوح شدید بیمار ہو کر خواب دیکھنے کے بعد اپنی اور گھر والوں کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے، مگر اس کا بڑا بیٹا کلیم اصلاح قبول نہیں کرتا اور ایک روز گھر چھوڑ کر اپنے دوست مرزا ظاہر دار بیگ کے ہاں چلا جاتا ہے۔

مرزا نے کلیم کو رات گزارنے کے لیے کہاں ٹھہرایا اور کیوں؟

مرزا نے کلیم کو ایک ویران و وحشت ناک پرانی مسجد میں ٹھہرایا، حالاں کہ اس نے پہلے بڑی شان و شوکت اور جائیداد کے دعوے کیے تھے، جو سب جھوٹ ثابت ہوئے۔

مرزا نے کلیم کی بھوک کیسے مٹائی اور اس کا کیا اثر ہوا؟

مرزا صرف چند مٹھی بھنے ہوئے چنے لاکر اپنی چرب زبانی سے انھیں نفیس پکوان کے طور پر پیش کرتا ہے، اور بھوکے کلیم کو وہی معمولی چنے بھی خوش ذائقہ معلوم ہوتے ہیں۔

سبق کا اختتام کس واقعے پر ہوتا ہے؟

سبق کا اختتام اس واقعے پر ہوتا ہے کہ صبح کلیم کا سامان چوری ہو جاتا ہے، اور واپس مرزا کے مکان پر جانے پر اسے چور سمجھ کر پکڑ لیا جاتا ہے اور کوٹوالی لے جایا جاتا ہے، جہاں کوٹوال کو اس کی شناخت پر شک ہوتا ہے۔

ڈپٹی نذیر احمد کی شخصیت اور ادبی خدمات کا مختصر جائزہ پیش کریں۔

ڈپٹی نذیر احمد کہاں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم کہاں حاصل کی؟

ڈپٹی نذیر احمد 1836ء میں ضلع بجنور کے گاؤں 'ریہڑ' میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اپنے والد سے گھر پر حاصل کی، پھر دہلی کالج میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔



انھیں اردو ادب میں کس اعتبار سے پیش رو مانا جاتا ہے؟

انھیں اردو ناول نگاری کے میدان میں پہلا قدم رکھنے والے مصنف کے طور پر جانا جاتا ہے، کیوں کہ ان سے پہلے اردو میں ناول کا کوئی نمونہ موجود نہ تھا۔

ان کے مشہور ناولوں کے نام بتائیں۔

ان کے مشہور ناولوں میں 'مراۃ العروس'، 'بنات النعش'، 'توبۃ النصوح'، 'فسانہ بتلا'، 'ابن الوقت'، 'رویائے صادقہ' اور 'ایامی' شامل ہیں۔

ان کے ناولوں کا بنیادی مقصد کیا تھا؟

ان کے تمام ناول اصلاحی نوعیت کے ہیں، جن کا مقصد کرداروں کے ذریعے اچھائی اور برائی کا فرق واضح کرنا اور مسلمان اشرافیہ گھرانوں کی گھریلو زندگی کی اصلاح کرنا تھا۔

معروضی سوالات (MCQs)

سبق، کلیم اور مرزا ظاہر دار بیگ 'ڈپٹی نذیر احمد کے کس ناول سے ماخوذ ہے؟ (الف) مراۃ العروس (ب) توبۃ النصوح (ج) ابن الوقت (د) فسانہ بتلا

درست جواب: (ب) توبۃ النصوح۔ یہ سبق ڈپٹی نذیر احمد کے ناول 'توبۃ النصوح' سے ماخوذ ہے۔

مرزا نے کلیم کو رات ٹھہرانے کے لیے کہاں لے جایا؟ (الف) اپنی حویلی (ب) باغ (ج) ویران مسجد (د) سرائے

درست جواب: (ج) ویران مسجد۔ مرزا نے کلیم کو ایک ویران و وحشت ناک پرانی مسجد میں ٹھہرایا۔

مرزا نے کلیم کو رات کا کھانا کس شکل میں پیش کیا؟ (الف) پلاؤ (ب) بھنے چنے (ج) حلوہ (د) کباب
درست جواب: (ب) بھنے چنے۔ مرزا نے چند مٹھی بھنے ہوئے چنوں کو اپنی چرب زبانی سے نفیس پکوان بنا کر پیش کیا۔

کلیم کے چچھے بھاگنے والے شخص کا نام کیا تھا؟ (الف) مرزا ظاہر دار بیگ (ب) مرزا زبردست بیگ (ج) مرزا طاقت ور بیگ (د) مرزا جانداری بیگ



درست جواب: (ب) مرزا زبردست بیگ۔ کلیم کے چچے مرزا زبردست بیگ، چور چور، پکارتے ہوئے بھاگا۔

صبح کے وقت کلیم کے ساتھ کیا ہوا؟ (الف) اس کا سامان چوری ہو گیا (ب) وہ گھر واپس چلا گیا (ج) مرزا نے معافی مانگی (د) اسے انعام ملا

درست جواب: (الف) اس کا سامان چوری ہو گیا۔ صبح کے وقت کلیم کا ٹوپی، جوتی، رومال، تکیہ اور دری سمیت سارا سامان چوری ہو گیا۔

کوٹوال نے کلیم کو کیوں حراست میں رکھا؟ (الف) وہ چور تھا (ب) اس کی حالت پر یقین نہ آیا (ج) اس نے جرم قبول کیا (د) اس کے پاس پیسے نہ تھے

درست جواب: (ب) اس کی حالت پر یقین نہ آیا۔ کوٹوال کو کلیم کی بدحواس حالت دیکھ کر اس کے مشہور شاعر ہونے کے دعوے پر یقین نہیں آیا۔

ڈپٹی نذیر احمد کو اردو زبان میں کس چیز کی سند حاصل ہے؟ (الف) شاعری (ب) روزمرہ و محاورہ (ج) تاریخ نویسی (د) تنقید

درست جواب: (ب) روزمرہ و محاورہ۔ ڈپٹی نذیر احمد کو روزمرہ اور محاورے کے استعمال میں سند کی حیثیت حاصل ہے۔

ڈپٹی نذیر احمد کا انتقال کس سال ہوا؟ (الف) 1898ء (ب) 1905ء (ج) 1912ء (د) 1920ء

درست جواب: (ج) 1912ء۔ ڈپٹی نذیر احمد کا انتقال 1912ء میں ہوا۔

کلیم کس فن میں شہرت رکھتا تھا؟ (الف) مصوری (ب) شاعری (ج) خطاطی (د) موسیقی

درست جواب: (ب) شاعری۔ کلیم اپنے وقت کا معروف شاعر تھا۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- ڈپٹی نذیر احمد (1836ء-1912ء): اردو کے پہلے ناول نگار، اصلاحی ناولوں کے خالق، روزمرہ و محاورے کی سند۔ مشہور ناول: 'توبۃ النصوح'، 'مرآة العروس'، 'ابن الوقت' وغیرہ۔
- سبق: کلیم اور مرزا ظاہر دار بیگ 'توبۃ النصوح' سے ماخوذ ہے۔ نصوح کا بڑا بیٹا کلیم گھر چھوڑ کر دوست مرزا ظاہر دار بیگ کے پاس جاتا ہے۔



• مرزا کی جھوٹی شان: خود کو جمعدار کا وارث بتاتا ہے، مگر اصل میں بے سرو سامان نکلتا ہے۔ کلیم کو ویران مسجد میں ٹھہراتا ہے۔

• بھنے چنوں کا واقعہ: مرزا کی چرب زبانی، معمولی چنوں کو نفیس پکوان بنا کر پیش کرنا۔
• سبق کا اختتام: صبح کلیم کا سامان چوری، مرزا زبردست بیگ کے ہاتھوں گرفتاری، کوٹوالی میں پیشی۔

امتحانی نکات

• مشر پارے کی تخریج لکھتے وقت ہمیشہ مصنف کا نام، سبق کا عنوان، مشکل الفاظ کے معنی، اور پھر تشریح۔ اسی ترتیب سے لکھیں۔

• کہانی کے اہم کرداروں (کلیم، مرزا ظاہر داریگ، مرزا زبردست بیگ) اور ان کے کردار کی خصوصیات یاد رکھیں۔

• واقعات کی صحیح ترتیب (مسجد میں قیام، بھنے چنے، سامان کی چوری، گرفتاری) ذہن نشین رکھیں، یہ اکثر معروضی سوالات میں پوچھی جاتی ہے۔

• ڈپٹی نذیر احمد کی روزمرہ و محاورے کی مہارت اور طنزیہ اسلوب کو نمایاں کریں۔
• اہم تراکیب (چرب زبانی، سخن سازی، اختلاجِ قلب وغیرہ) کے معنی اور استعمال کی مشق کریں۔



سبق 6: نام دیو-مالی (Naam Dev-Mali (Maulvi Abdul Haq))

یہ نوٹس پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ (PCTB) کے SNC نصاب کے تحت جماعت نہم کی کتاب اردو (لازمی) کے چھٹے سبق 'نام دیو-مالی' پر مبنی ہیں، جو مولوی عبدالحق کی کتاب 'چند ہم عصر' سے ماخوذ ایک خاکہ ہے۔

یہ نوٹس اردو پیئرنگ اسکیم 2026ء کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں سبق کا خلاصہ، سیاق و سباق کے ساتھ نثر پاروں کی تشریح، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں تاکہ طلبہ گراف کی تشریح والے سوال کی تیاری کر سکیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

مصنف کا تعارف

مولوی عبدالحق 1870ء میں ہاپوڑ (یوپی، انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد سکول اور کالج کی تعلیم علی گڑھ میں حاصل کی، جہاں انھیں سرسید احمد خاں، مولانا حالی، مولانا شبلی نعمانی، پروفیسر تھامس آرنلڈ اور نواب محسن الملک جیسے اہل علم سے استفادے کا موقع ملا۔ ملازمت کا آغاز حیدر آباد دکن کے ایک سکول سے کیا، بعد ازاں عثمانیہ کالج، اورنگ آباد کے پرنسپل بنے اور 1930ء میں سبک دوش ہوئے۔

مولوی عبدالحق 1912ء میں 'انجمن ترقی اردو' کے سیکرٹری منتخب ہوئے اور اسے ایک فعال علمی ادارہ بنادیا۔ قیام پاکستان کے بعد 1949ء میں انجمن کا دفتر لے کر کراچی آگئے۔ ان کی ساری زندگی اردو زبان کی خدمت اور اس کی ترقی و بقا کی جدوجہد میں گزری، اسی لیے قوم نے انھیں 'بابائے اردو' کا لقب دیا۔ انھوں نے کراچی میں اردو آرٹس کالج، اردو سائنس کالج، اردو کامرس کالج اور اردو لالچ کے قیام کو عملی جامہ پہنایا اور 'اردو' و 'قومی زبان' کے نام سے رسالے جاری کیے۔ یہ مولوی عبدالحق ہی کی کوششیں تھیں جن کی بدولت قائد اعظم نے اردو کو پاکستان کی قومی زبان قرار دیا۔

مولوی عبدالحق کی تحریر بے ساختگی اور سادگی کی حامل ہے، وہ جگہ جگہ ہندی الاصل الفاظ بڑی خوبصورتی سے استعمال کرتے ہیں اور ان کا اسلوب بول چال کی زبان سے قریب ہے۔ ان کی کتاب 'چند ہم عصر' میں انھوں



نے اپنے 23 ہم عصروں کے خاکے لکھے ہیں۔ زیرِ نصاب خاکہ 'نام دیو-مالی' اسی کتاب سے لیا گیا ہے، جو ایک ایسے مالی کا خاکہ ہے جس کا اوڑھنا بچھونا اس کے پودے تھے۔ مولوی عبدالحق کا انتقال 1961ء میں ہوا۔

سبق کا خلاصہ

ذات پات پر مصنف کے خیالات اور نام دیو کا تعارف

مصنف کے مطابق ذات پات کا امتیاز مصنوعی ہے اور رفتہ رفتہ نسلی بن گیا ہے۔ سچائی، نیکی اور حسن کسی ایک ذات کی میراث نہیں، بلکہ نیچ سمجھی جانے والی ذات میں بھی ویسی ہی خوبیاں پائی جا سکتی ہیں جیسی اونچی ذات میں۔ نام دیو مقبرہ رابعہ دورانی، اورنگ آباد (دکن) کے باغ کا مالی تھا، جسے مصنف نے اپنے بنگلے کے سامنے چمن بنانے کا کام سونپا تھا۔

نام دیو کی اپنے کام میں محویت

مصنف اپنے کمرے کی کھڑکی سے نام دیو کو دیکھتے کہ وہ پودے کے سامنے بیٹھا اس کے پتے صاف کرتا، آہستہ آہستہ پانی دیتا، مٹی درست کرتا اور ہر رخ سے پودے کو نہار کر مسکراتا۔ اسے دیکھ کر مصنف کو یہ احساس ہوا کہ کام اسی وقت حقیقی کام بنتا ہے جب اس میں لذت آنے لگے۔ بے مزہ کام محض بگاڑ ہے۔

پودوں سے اولاد جیسی محبت

نام دیو کی کوئی اولاد نہ تھی، اس لیے وہ اپنے پودوں اور درختوں ہی کو اپنی اولاد سمجھتا اور ماں کی طرح ان کی پرورش اور نگہداشت کرتا۔ انھیں سرسبز و شاداب دیکھ کر ویسا ہی خوش ہوتا جیسے ماں اپنے بچوں کو دیکھ کر خوش ہوتی ہے، اور ہر پودے کے پاس بیٹھ کر گویا اس سے باتیں کرتا محسوس ہوتا۔

بیمار پودوں کی خدمت

کسی پودے میں کیڑا لگ جانے یا کوئی روگ پیدا ہونے پر نام دیو سخت فکر مند ہو جاتا، بازار سے دوائیں لاتا اور ایک ہمدرد ڈاکٹر کی طرح دن بھر اس کی تیمارداری کرتا، یہاں تک کہ پودا صحت یاب ہو جاتا۔ اسی محنت کے باعث اس کے لگائے ہوئے پودے ہمیشہ پروان چڑھتے اور کوئی پودا کبھی ضائع نہ ہوا۔



جرمی بوٹیوں کی شناخت اور مفت علاج

برسوں باغ میں رہنے کے باعث نام دیو کو جرمی بوٹیوں کی خوب شناخت ہو گئی تھی، خصوصاً بچوں کے علاج میں اسے بڑی مہارت حاصل تھی۔ دور دور سے لوگ اس کے پاس علاج کے لیے آتے، اور وہ باغ کی جرمی بوٹیوں سے بلا معاوضہ اور بڑی شفقت سے ان کا علاج کرتا۔

صفائی پسندی اور نظم و ضبط

نام دیو خود بھی صاف ستھرا رہتا اور اپنے چمن کو بھی رسوائی کے چوکے کی طرح پاک صاف رکھتا۔ کہیں گھاس پھونس نظر نہ آتی، روشیں درست، کٹائی چھٹائی وقت پر ہوتی۔ باغ کے دیگر مالی اکثر کاہلی کے باعث ڈانٹ کھاتے، مگر نام دیو کو کبھی ٹوکنے کی نوبت نہ آئی۔

خشک سالی میں پودوں کی آبیاری

ایک سال شدید خشک سالی کے باعث باغ کے اکثر پودے تلف ہو گئے، مگر نام دیو کا اپنا چمن ہرا بھرا رہا۔ وہ دور دور سے پانی کے گھڑے اٹھا کر لاتا، اور جب قلت مزید بڑھی تو راتوں کو بھی گدلا پانی ڈھونڈ کر اپنے پودوں کو سیراب کرتا رہا۔

انعام سے انکار

مصنف نے اس کی بے مثل کارگزاری پر اسے انعام دینا چاہا تو نام دیو نے انکار کر دیا، یہ کہتے ہوئے کہ اپنی اولاد جیسے پودوں کی پرورش پر کوئی انعام کا مستحق نہیں ہوتا۔ یہ تو بہر حال کرنا ہی پڑتا ہے۔

شاہی باغ میں منتقلی اور المناک موت

جب مقبرہ رابعہ دورانی کا باغ ڈاکٹر سید سراج الحسن کی نگرانی میں دوبارہ آباد ہوا، تو وہ نام دیو کے بڑے قدردان بن کر اسے شاہی باغ لے گئے، جہاں تربیت یافتہ غیر ملکی مالیوں کے ہجوم میں بھی نام دیو اپنی سچی لگن سے ممتاز رہا۔ ایک دن انجانے میں شہد کی مکھیوں کا چھتا چھڑ گیا، سب مالی بھاگ کر چھپ گئے مگر بے خبر نام دیو اپنے کام میں لگا رہا اور مکھیوں کے ڈنک سے بے دم ہو کر جاں بحق ہو گیا۔ مصنف اسے ایک طرح کی شہادت قرار دیتے ہیں۔



مصنف کا اختتامی تجزیہ - نیکی اور بڑائی کا معیار

مصنف کے مطابق نام دیو کو کبھی اپنے کام پر فخر یا غرور نہ تھا، وہ ہر ایک سے محبت اور خدمت کرتا مگر کبھی یہ احساس نہ ہوتا کہ نیک کام کر رہا ہے۔ مصنف کے نزدیک نیکی و بڑائی کا اصل معیار یہ ہے کہ انسان اپنی فطری صلاحیت کو کمال تک پہنچانے کی کوشش کرے اور مخلوق خدا کو اس سے فائدہ پہنچائے۔ اسی معیار پر نام دیو، ذات کا نیچ ہونے کے باوجود، بہت سے شریفوں سے زیادہ نیک اور بڑا تھا۔

سیاق و سباق کے ساتھ تشریح

نثر پارہ (موضوع: نام دیو کی پودوں سے محبت اور ان کی بیماری میں خدمت) کی سیاق و سباق کے ساتھ تشریح کریں۔

مصنف کا نام: مولوی عبدالحق - سبق کا عنوان: نام دیو - مالی مشکل الفاظ کے معنی: پرورش (پرورش کرنا، پالنا)، نگہداشت (دیکھ بھال)، توانا (طاقور، صحت مند)، کیرا (پودوں کو لگنے والا کیر یا بیماری)

تشریح: زیر بحث نثر پارے میں مصنف مولوی عبدالحق نام دیو کی اپنے پودوں سے محبت بیان کرتے ہیں۔ نام دیو، جس کی کوئی اولاد نہ تھی، اپنے پودوں اور درختوں ہی کو اپنی اولاد سمجھتا اور ماں کی طرح ان کی پرورش اور نگہداشت کرتا تھا۔ وہ ہر پودے کے پاس بیٹھ کر اسیبیار کرتا اور اس سے گویا باتیں کرتا محسوس ہوتا۔ کسی پودے میں بیماری لگ جانے پر وہ اس قدر فکر مند ہو جاتا کہ بازار سے دوائیں لاتا اور ایک ہمدرد ڈاکٹر کی طرح دن بھر اس کی تیمارداری کرتا، یہاں تک کہ پودا صحت یاب ہو جاتا۔ اسی لیے اس کے لگائے ہوئے پودے ہمیشہ پروان چڑھتے اور کوئی پودا کبھی ضائع نہ ہوتا۔

نثر پارہ (موضوع: خشک سالی میں نام دیو کی اپنے پودوں کی آبیاری کے لیے انتھک کوشش) کی سیاق و سباق کے ساتھ تشریح کریں۔

مصنف کا نام: مولوی عبدالحق - سبق کا عنوان: نام دیو - مالی مشکل الفاظ کے معنی: قحط (خشک سالی، پانی کی شدید کمی)، نڈھال (تھکا ہارا، بے حال)، آبِ حیات (زندگی بخش پانی، امرت)

تشریح: اس نثر پارے میں مصنف اس سال کا ذکر کرتے ہیں جب بارش نہ ہونے کے باعث شدید خشک سالی پیدا ہو گئی اور باغ کے اکثر پودے سوکھ کر تلف ہو گئے، مگر نام دیو کا اپنا چمن ہرا بھرا رہا۔ وہ دور دور سے پانی کے



گھڑے اپنے سر پر اٹھا کر لاتا اور اپنے پودوں کو سیراب کرتا؛ جب پانی کی قلت مزید بڑھی تو راتوں کو بھی پانی ڈھونڈنے نکل پڑتا۔ یہ پانی اگرچہ آدھا مٹی ملا گدلا پانی ہوتا، لیکن مصنف کے نزدیک وہی پودوں کے لیے زندگی بخش آبِ حیات تھا۔

اہم الفاظ کے معنی

عزم و استقلال

پختہ ارادہ اور ثابت قدمی۔

بے ساختگی

بناوٹ کے بغیر، فطری روانی۔

کار گزار

اپنے کام میں مستعد اور محنتی۔

کارگزاری

محنت، خدمت گزاری۔

مسکن

رہنے کی جگہ، ٹھکانہ۔

سنسان

ویران، اجاڑ۔

تن درست

صحت مند۔

استعداد

صلاحیت، لیاقت۔

درجہ کمال

اعلیٰ ترین مقام۔



خلق خدا
اللہ کی مخلوق، لوگ۔

خاکہ

نام دیو کی شخصیت کے نمایاں پہلو: خاکے میں بیان کیے گئے نام دیو کے کردار کے آٹھ نمایاں پہلوؤں کا خاکہ۔

نام دیو کی شخصیت کے نمایاں پہلو			
پودوں سے اولاد جیسی محبت	محنت و کام سے لگن	صفائی پسندی و نظم	مفت علاج و ہمدردی
سادگی و بے نفسی	ایثار و قربانی	اطمینان و خوش دلی	اکسار و بے غروری
نام دیو کی شخصیت کے نمایاں پہلو			

مختصر سوالات و جوابات

نام دیو۔ مالی کا تعلق کس ذات سے تھا؟

نام دیو کا تعلق ایک نیچ سمجھی جانے والی ذات سے تھا۔

نام دیو کو اپنے پودوں سے کس حد تک لگاؤ تھا؟

نام دیو، جس کی کوئی اولاد نہ تھی، اپنے پودوں کو اولاد کی طرح سمجھتا اور ماں کی طرح ان کی پرورش اور نگہداشت کرتا تھا۔

نام دیو کا اگر کوئی پودا بیمار پڑ جاتا تو وہ اس کے لیے کیا کرتا؟

وہ بازار سے دوائیں لاتا اور ایک ہمدرد ڈاکٹر کی طرح اس کی تیمارداری کرتا، یہاں تک کہ وہ صحت یاب ہو جاتا۔

نام دیو کی موت کیسے واقع ہوئی؟

شہد کی مکھیوں کے غضب ناک حملے سے شدید ڈنک لگنے کے باعث نام دیو کی موت واقع ہوئی۔

مصنف کے مطابق نیکی اور بڑائی کا معیار کیا ہے؟



مصنف کے مطابق نیکی و بڑائی کا معیار یہ ہے کہ انسان اپنی صلاحیت کو کمال تک پہنچانے کی کوشش کرے اور اس سے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچائے۔

نام دیو باغبانی کے علاوہ کس ہنر میں مہارت رکھتا تھا؟

باغبانی کے علاوہ نام دیو کو جڑی بوٹیوں کی شناخت تھی اور خاص طور پر بچوں کے علاج میں مہارت رکھتا تھا۔

مولوی عبدالحق کو کس خدمت کی بنا پر 'بابائے اردو' کا لقب دیا گیا؟

مولوی عبدالحق کو اردو زبان کی ترویج و اشاعت کے لیے ان کی بے پناہ خدمات کے اعتراف میں 'بابائے اردو' کا لقب دیا گیا۔

خاکہ 'نام دیو-مالی' کس کتاب سے ماخوذ ہے؟

یہ خاکہ مولوی عبدالحق کی کتاب 'چند ہم عصر' سے ماخوذ ہے۔

تفصیلی سوالات و جوابات

خاکہ 'نام دیو-مالی' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

نام دیو کون تھا اور اس کی پودوں سے کیسی وابستگی تھی؟

نام دیو مقبرہ رابعہ دورانی کے باغ کا مالی تھا، جس کی کوئی اولاد نہ ہونے کے باعث وہ اپنے پودوں کو ہی اولاد سمجھتا اور ماں کی طرح ان کی پرورش کرتا تھا۔

نام دیو نے خشک سالی کے دوران اپنے باغ کو کیسے بچایا؟

شدید خشک سالی میں جب دوسرے پودے تلف ہو گئے، نام دیو دور دور سے پانی لا کر اور راتوں کو بھی پانی ڈھونڈ کر اپنے پودوں کو سیراب کرتا رہا۔

شاہی باغ میں نام دیو کا کیا کردار تھا؟

ڈاکٹر سید سراج الحسن نام دیو کو مقبرے کے باغ سے شاہی باغ لے گئے، جہاں تربیت یافتہ غیر ملکی مالیوں کے ہجوم میں بھی نام دیو اپنی محنت اور لگن سے ممتاز رہا۔



نام دیو کی موت کیسے ہوئی اور مصنف نے اسے کیا قرار دیا؟

شہد کی مکھیوں کے حملے سے شدید ڈنک لگنے کے باعث نام دیو اپنے کام کے دوران ہی چل بسا، جسے مصنف نے ایک طرح کی شہادت قرار دیا۔

مولوی عبدالحق کی شخصیت اور اردو کے لیے ان کی خدمات کا مختصر جائزہ پیش کریں۔

مولوی عبدالحق کہاں پیدا ہوئے اور تعلیم کہاں حاصل کی؟

مولوی عبدالحق 1870ء میں ہاپوڑ میں پیدا ہوئے اور علی گڑھ میں تعلیم حاصل کی، جہاں انھیں سر سید احمد خاں اور مولانا حالی جیسے اساتذہ سے استفادے کا موقع ملا۔

انھیں 'بابائے اردو' کا لقب کیوں دیا گیا؟

اردو زبان کی ترویج و ترقی کے لیے ان کی بے پناہ خدمات، بالخصوص انجمن ترقی اردو کی سرپرستی، کی بنا پر قوم نے انھیں 'بابائے اردو' کا خطاب دیا۔

انھوں نے اردو کے فروغ کے لیے کون سے ادارے قائم کیے؟

انھوں نے کراچی میں اردو آرٹس کالج، اردو سائنس کالج، اردو کامرس کالج اور اردو لاکالج جیسے اداروں کے قیام کو عملی جامہ پہنایا۔

ان کی نثر نگاری کی خصوصیات کیا ہیں؟

ان کی نثر بے ساختگی اور سادگی کی حامل ہے، وہ ہندی الاصل الفاظ خوبصورتی سے استعمال کرتے ہیں اور ان کا اسلوب بول چال کی زبان سے قریب ہے۔ ان کی مشہور تصنیف 'چند ہم عصر' ہے۔

معروضی سوالات (MCQs)

خاکہ 'نام دیو' مالی کس کتاب سے ماخوذ ہے؟ (الف) آثار الصنادید (ب) چند ہم عصر (ج) رحمتِ عالم

(د) مقالاتِ سر سید

درست جواب: (ب) چند ہم عصر۔ یہ خاکہ مولوی عبدالحق کی کتاب 'چند ہم عصر' سے ماخوذ ہے۔



نام دیو کس باغ کا مالی تھا؟ (الف) شالیمار باغ (ب) مقبرہ رابعہ دورانی کا باغ (ج) شاہی باغ (د) ہاپوڑ کا باغ

درست جواب: (ب) مقبرہ رابعہ دورانی کا باغ۔ نام دیو مقبرہ رابعہ دورانی، اورنگ آباد کے باغ کا مالی تھا۔

نام دیو اپنے پودوں کو کیا سمجھتا تھا؟ (الف) اپنا دوست (ب) اپنی اولاد (ج) اپنا کاروبار (د) اپنا شوق

درست جواب: (ب) اپنی اولاد۔ کوئی اولاد نہ ہونے کے باعث نام دیو اپنے پودوں کو ہی اپنی اولاد سمجھتا تھا۔

نام دیو کس چیز سے بچوں کا علاج کرتا تھا؟ (الف) گولیوں سے (ب) جڑی بوٹیوں سے (ج) انجکشن سے (د) دعاؤں سے

درست جواب: (ب) جڑی بوٹیوں سے۔ نام دیو اپنے باغ کی جڑی بوٹیوں سے بچوں کا علاج کرتا تھا۔

نام دیو کی موت کس سبب سے ہوئی؟ (الف) بیماری سے (ب) درخت سے گر کر (ج) شہد کی مکھیوں کے ڈنک سے (د) بڑھاپے سے

درست جواب: (ج) شہد کی مکھیوں کے ڈنک سے۔ شہد کی مکھیوں کے غضب ناک حملے سے نام دیو کی موت واقع ہوئی۔

ڈاکٹر سید سراج الحسن نام دیو کو کہاں لے گئے؟ (الف) دہلی (ب) شاہی باغ (ج) کراچی (د) حیدر آباد

درست جواب: (ب) شاہی باغ۔ ڈاکٹر صاحب نام دیو کو مقبرے کے باغ سے شاہی باغ لے گئے۔

مولوی عبدالحق کو کس لقب سے یاد کیا جاتا ہے؟ (الف) بابائے قوم (ب) بابائے اردو (ج) شاعر مشرق (د) حکیم الامت

درست جواب: (ب) بابائے اردو۔ مولوی عبدالحق کو 'بابائے اردو' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

مولوی عبدالحق نے 1912ء میں کس انجمن کی سیکرٹری کی ذمہ داری سنبھالی؟ (الف) انجمن حمایت اسلام (ب) انجمن ترقی اردو (ج) انجمن پنجاب (د) انجمن اسلامیہ

درست جواب: (ب) انجمن ترقی اردو۔ مولوی عبدالحق 1912ء میں انجمن ترقی اردو کے سیکرٹری منتخب ہوئے۔

مصنف کے نزدیک نیکی و بڑائی کا معیار کیا ہے؟ (الف) دولت (ب) عبادت کی کثرت (ج) صلاحیت کو کمال تک پہنچانا (د) شہرت



درست جواب: (ج) صلاحیت کو کمال تک پہنچانا۔ مصنف کے نزدیک اپنی صلاحیت کو کمال تک پہنچانا اور مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچانا ہی نیکی و بڑائی کا معیار ہے۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- مولوی عبدالحق (1870ء-1961ء): 'بابائے اردو'، انجمن ترقی اردو کے سیکرٹری، مصنف 'چند ہم عصر'، اردو کالجوں کے بانی۔
- نام دیو مقبرہ رابعہ دورانی کے باغ کا مالی۔ پودوں کو اولاد کی طرح پالتا، بیمار پودوں کی ڈاکٹر کی طرح تیمارداری کرتا۔
- خشک سالی میں نام دیو کی انتھک آبیاری، جڑی بوٹیوں سے بچوں کا مفت علاج، صفائی پسندی اور انعام سے انکار۔
- شاہی باغ میں منتقلی۔ تربیت یافتہ مالیوں میں بھی نام دیو کی محنت و لگن ممتاز رہی۔
- شہد کی مکھیوں کے ڈنک سے المناک موت۔ مصنف کے نزدیک ایک طرح کی شہادت۔ نیکی و بڑائی کا معیار: صلاحیت کو کمال تک پہنچانا۔

امتحانی نکات

- مشر پارے کی تخریج لکھتے وقت ہمیشہ مصنف کا نام، سبق کا عنوان، مشکل الفاظ کے معنی، اور پھر تشریح۔ اسی ترتیب سے لکھیں۔
- خاکے کے اہم واقعات (بیمار پودوں کی خدمت، خشک سالی، شاہی باغ، شہد کی مکھیاں) کی صحیح ترتیب یاد رکھیں۔
- مولوی عبدالحق کی اردو کے لیے خدمات (انجمن ترقی اردو، اردو کالج، قومی زبان کا درجہ) نمایاں طور پر یاد رکھیں۔
- خلاصہ لکھتے وقت خاکے کے تمام اہم پہلوؤں کو ایک منطقی ترتیب سے مختصر بیان کریں۔
- اہم تراکیب (عزم و استقلال، بے ساختگی، استعداد وغیرہ) کے معنی اور استعمال کی مشق کریں۔



سبق 7: آرام و سکون (Aaram o Sukoon (Imtiaz Ali Taj))

یہ نوٹس پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ (PCTB) کے SNC نصاب کے تحت جماعت نہم کی کتاب اردو (لازمی) کے ساتویں سبق 'آرام و سکون' پر مبنی ہیں، جو امتیاز علی تاج کا لکھا ہوا ایک مزاحیہ یک بابی ڈراما ہے۔ یہ نوٹس اردو پیئرنگ اسکیم 2026ء کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں ڈرامے کا خلاصہ، سیاق و سباق کے ساتھ مکالموں کی تشریح، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں تاکہ طلبہ پیراگراف کی تشریح والے سوال کی تیاری کر سکیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

مصنف کا تعارف

امتیاز علی تاج 1900ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد سید ممتاز علی ایک بلند پایہ مصنف اور مجلہ 'تہذیب نسواں' کے بانی مدیر تھے۔ امتیاز علی تاج نے سنٹرل ماڈل سکول اور اسلامیہ کالج لاہور سے میٹرک اور گورنمنٹ کالج لاہور سے ایف اے کیا۔ انھیں سکول کے زمانے ہی سے لکھنے لکھانے کا شوق تھا اور تعلیم مکمل ہونے سے پہلے ہی ایک ادبی رسالہ 'کھکشاں' جاری کر دیا تھا۔

ڈراما نگاری کا شوق انھیں کالج کے زمانے میں پیدا ہوا، جہاں وہ ڈرامیٹک کلب کے سرگرم رکن تھے۔ اسی شوق نے انھیں اتنی مہارت بخشی کہ بیس سال کی عمر میں انھوں نے ڈراما 'انارکلی' لکھا، جسے اردو ڈراما نگاری کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے بہت سے ریڈیائی اور اسٹیج ڈرامے بھی لکھے، اور انگریزی و فرانسیسی ڈراموں کے ایسے کامیاب اردو تراجم کیے کہ ان کے کردار مقامی ماحول کے مطابق ڈھل گئے۔

امتیاز علی تاج ایک کامیاب مزاح نگار بھی تھے اور مزاح نگاری کے ضمن میں انھوں نے 'پہلی چٹھی' جیسا مشہور مزاحیہ ڈرامائی کردار تخلیق کیا۔ انھوں نے بچوں کے لیے بھی متعدد ڈرامے لکھے، جن میں زیر نصاب ڈراما 'آرام و سکون' بھی شامل ہے۔ اس ڈرامے کا خلاصہ یہ ہے کہ جن گھروں میں شور و غل رہتا ہے وہاں کا سکون برباد ہو جاتا ہے، اور دفاتروں میں کام کرنے والے ایسے مکیں اپنے گھر کی بہ نسبت اپنے دفتر کو ترجیح دینے لگتے ہیں۔ امتیاز علی تاج کا انتقال 1970ء میں ہوا۔



سبق کا خلاصہ

ڈاکٹر کا معائنہ اور آرام کی تاکید

میاں اشفاق بخاریں بتلا بستر پر پڑے ہیں۔ معائنے کے بعد ڈاکٹر بیگم اشفاق کو بتاتا ہے کہ فکر کی کوئی بات نہیں، صرف تھکن کے باعث بخار ہوا ہے۔ اصل ضرورت دوا سے زیادہ آرام و سکون کی ہے، کیوں کہ میاں صاحب صبح دس بجے دفتر جا کر شام سات بجے سے پہلے کبھی واپس نہیں آتے۔ ڈاکٹر خاموشی کو اعصاب کے لیے تسکین بخش قرار دے کر مکمل خاموشی برتنے کی سخت تاکید کر کے رخصت ہو جاتا ہے۔

بیوی کی حفاظتی تاکیدیں اور شروعاتی خاموشی

ڈاکٹر کے جانے کے بعد بیگم اشفاق شوہر کو یقین دلاتی ہیں کہ ان کے کمرے میں پرندہ بھی پر نہیں مار سکے گا۔ وہ گھنٹی تلاش کرتی ہیں تاکہ ضرورت پڑنے پر بلا سکیں، مگر گھنٹی اپنی جگہ سے غائب ملتی ہے، جس پر وہ نوکر پر شک کر کے اسے آوازیں دینے لگتی ہیں۔ گویا خاموشی کی کوشش خود ہی شور کا باعث بن جاتی ہے۔

گھنٹی کی گتھی اور لالو کی طلبی

بلانے پر نوکر لالو آتا ہے تو پتا چلتا ہے کہ گھنٹی خود میاں اشفاق نے رات کو الماری پر رکھی تھی کیوں کہ اس کا بار بار بجنا انھیں پریشان کر رہا تھا۔ اسی اثنا میں بیگم صاحبہ کو یاد آتا ہے کہ لالو کو صبح ریشے (چارپائی بننے کا سامان) ڈھونڈنے بھیجا تھا، وہ سراغ لگاتی ہیں کہ وہ ابھی تک کیوں نہیں لایا۔

کھانے کی فکر اور غذا کا انتخاب

بیگم صاحبہ ڈاکٹر کا لکھا نسخہ ڈھونڈتی ہیں جس میں مالٹے کا رس، سادہ دودھ اور ساگودا نے جیسی ہلکی غذائیں تجویز کی گئی ہیں۔ میاں کی بے دلی بھری ہاں پر وہ چوری بنوانے کا فیصلہ کرتی ہیں، مگر پھر یاد آتا ہے کہ اس کے لیے بازار سے سامان منگوانا پڑے گا۔ اور اسی دوران بچے کے کھلونا گاڑی کھسیٹنے کی کھٹ پٹ شروع ہو جاتی ہے، جس پر وہ بلند آوازیں ڈالنے لگتی ہیں۔



ٹیلی فون کی گھنٹی اور میاں کا غصہ

بیگم صاحبہ کے کمرے سے باہر جاتے ہی ٹیلی فون کی گھنٹی مسلسل بجتی رہتی ہے۔ کوئی سننے والا نہ پا کر مجبوراً میاں اشفاق خود اٹھ کر فون سنتے ہیں۔ کوئی نامعلوم کالربار بار پوچھتا ہے کہ آواز خراب کیوں ہے، جس پر میاں غصے میں فون بند کر دیتے ہیں۔ عین اس وقت جب انھیں مکمل خاموشی اور آرام درکار تھا۔

ہمسائے کا گانا اور بچے کا رونا

پڑوس کے گھر میں کسی صاحب زادے کی بے سری گلوکاری شروع ہو جاتی ہے، جس سے میاں کا سرچکرانے لگتا ہے۔ بیگم صاحبہ خط لکھ کر ہمسائے سے شکایت کرنے بیٹھتی ہیں، مگر خط لکھتے ہی بچہ گر کر زخمی ہو جاتا ہے اور رونے لگتا ہے، جسے چپ کرانے میں بھی وقت لگتا ہے۔ اور خط بھی مکمل نہیں ہو پاتا۔

فقیر کی صدا اور دھوبی کی دھمک

اسی دوران دروازے پر ایک فقیر صدا لگانا شروع کر دیتا ہے، اور ساتھ ہی للو باورچی خانے میں دھوبی کے سے انداز میں ریشے کوٹنے کی زوردار آواز نکالنے لگتا ہے۔ اس طرح ہمسائے کے گانے، بچے کے رونے، فقیر کی صدا اور کوٹنے کی دھمک۔ سب آوازیں ایک ساتھ مل کر گھر کا سکون درہم برہم کر دیتی ہیں۔

میاں کا فیصلہ۔ دفتر میں زیادہ آرام

اس افراتفری سے تنگ آکر میاں اشفاق جلدی جلدی اپنی ٹوپی اور شیروانی طلب کرتے ہیں۔ حیران بیگم صاحبہ کے پوچھنے پر کہ بیمار ہو کر دفتر کیوں جا رہے ہیں، میاں کا مختصر اور طنزیہ جواب ہوتا ہے: آرام و سکون کے لیے۔ یعنی گھر کے شور و غل سے بچنے کے لیے دفتر ہی ان کے لیے واحد پرسکون جگہ رہ گئی ہے۔

سیاق و سباق کے ساتھ تشریح

مکالمہ (موضوع: ڈاکٹر کی تشخیص اور میاں اشفاق کے آرام و سکون کی ضرورت) کی سیاق و سباق کے ساتھ تشریح کریں۔

مصنف کا نام: امتیاز علی تاج۔ سبق کا عنوان: آرام و سکون
مشکل الفاظ کے معنی: تکان (تھکن، تھکاوٹ)، حرارت (بخار، جسم کی گرمی)، ہدایات (احکامات، تاکیدیں)،



اعصاب (نرؤز، جسم کا حسی نظام)

تشریح: زیر بحث مکالمہ ڈراما آرام و سکون کے آغاز کا ہے، جہاں ڈاکٹر میاں اشفاق کا معائنہ کرنے کے بعد بیگم صاحبہ کو تسلی دیتا ہے کہ فکر کی کوئی بات نہیں، صرف تھکن کے باعث بخار ہوا ہے۔ ڈاکٹر کے خیال میں انھیں دوا سے زیادہ آرام و سکون کی ضرورت ہے، کیوں کہ وہ صبح سے شام تک دفتر کے کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔ ڈاکٹر خاموشی کو اعصاب کے لیے تسکین بخش قرار دیتے ہوئے مکمل خاموشی اور آرام کی سخت تاکید کرتا ہے۔ یہی تاکید پورے ڈرامے کی طنزیہ کہانی کی بنیاد بنتی ہے۔

مکالمہ (موضوع: میاں اشفاق کا دفتر جانے کا حتمی اور طنزیہ فیصلہ) کی سیاق و سباق کے ساتھ تشریح کریں۔

مصنف کا نام: امتیاز علی تاج – سبق کا عنوان: آرام و سکون
مشکل الفاظ کے معنی: شیروانی (ایک روایتی لمبا کوٹ نما لباس)، رخصت (اجازت لے کر جانا)، ترجیح (کسی چیز کو دوسری پر فوقیت دینا)

تشریح: یہ مکالمہ ڈرامے کے اختتام کا ہے، جب گھر بھر میں پھیلے شور و غل۔ ہمسائے کے گانے، بچے کے رونے، فقیر کی صدا اور دھوبی کی دھمک۔ سے تنگ آکر میاں اشفاق اچانک اپنی ٹوپی اور شیروانی مانگتے ہیں۔ حیران بیگم صاحبہ کے استفسار پر کہ بیمار ہو کر دفتر جانے کی کیا ضرورت ہے، میاں کا مختصر جواب آرام و سکون کے لیے ہوتا ہے۔ یہ فقرہ پورے ڈرامے کا نقطہ عروج اور اس کا طنزیہ پیغام ہے۔ گھر کا شور اتنا بڑھ چکا ہے کہ دفتر ہی ان کے لیے زیادہ پر سکون جگہ محسوس ہونے لگتا ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

تکان
تھکن، تھکاوٹ۔

حرارت
بخار، جسم کی گرمی۔

اعصاب
نرؤز، جسم کا حسی و حرکی نظام۔

تھپتھپانا



آہستہ آہستہ سہلانا، تسکین دینا۔

نامراد

ناکام، بد نصیب (یہاں پیار سے / غصے میں ملازم یا بچے کے لیے مستعمل)۔

گستاخ

بد تمیز، بے ادب۔

نغمہ سرائی

گانا گانا۔

مکالمہ نگاری

کرداروں کی باہمی گفت گو تحریر کرنے کا فن۔

ظفر و مزاح

ہنسی مذاق کے ذریعے کسی خامی کی طرف اشارہ کرنا۔

سنگِ میل

کسی سفر یا تاریخ کا اہم اور یادگار موڑ۔

خاکہ

گھر میں آرام و سکون میں خلل ڈالنے والی چیزیں: ڈرامے میں میاں اشفاق کے آرام میں خلل ڈالنے والی آٹھ اہم آوازوں / وجوہات کا خاکہ۔

گھر میں آرام و سکون میں خلل ڈالنے والی چیزیں

گھنٹی کی تلاش و گتھی	بچے کی کھلونا گاڑی	میلی فون کی مسلسل گھنٹی	ہمسائے کا بے سرا گانا
بچے کا رونا	فقیہ کی صدا	ریٹے کوٹنے کی دھمک	بیوی کی مسلسل باتیں

گھر میں آرام و سکون میں خلل ڈالنے والی چیزیں



مختصر سوالات و جوابات

ڈاکٹر نے میاں اشفاق کو دوا کے بجائے کیا تجویز کیا؟
ڈاکٹر نے دوا کے بجائے مکمل آرام و سکون اور خاموشی اختیار کرنے کی تجویز دی۔

میاں اشفاق کی بیماری کی اصل وجہ کیا تھی؟
میاں اشفاق کی بیماری کی اصل وجہ دفتر کے کام کی زیادتی سے پیدا ہونے والی تھکن تھی۔

گھنٹی میز پر سے اٹھا کر الماری پر کس نے رکھی تھی؟
گھنٹی خود میاں اشفاق نے اٹھا کر الماری پر رکھی تھی کیوں کہ اس کا بار بار بجنا انہیں پریشان کر رہا تھا۔

للو کو صبح کس کام پر بھیجا گیا تھا؟
للو کو صبح بازار سے ریشے (چار پائی بننے کا سامان) ڈھونڈنے بھیجا گیا تھا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی مسلسل بجنے پر آخر کس نے فون سنا؟
کوئی سننے والا نہ پا کر مجبوراً میاں اشفاق خود اٹھ کر فون سننے پر مجبور ہوئے۔

ہمسائے کی کون سی حرکت سے میاں کے آرام میں خلل پڑا؟
ہمسائے کے گھر ایک صاحب زادے کی بے سری گلوکاری سے میاں کے آرام میں خلل پڑا۔

گھر میں شور و غل کن کن ذرائع سے پیدا ہوا؟
گھنٹی کی تلاش، بچے کی کھلونا گاڑی، ٹیلی فون، ہمسائے کا گانا، بچے کا رونا، فقیر کی صدا اور دھوبی کے سے انداز میں ریشے کوٹنے کی آواز سے شور پیدا ہوا۔

میاں اشفاق نے آخر میں کہاں جانے کو ترجیح دی اور کیوں؟
میاں اشفاق نے گھر کے شور و غل سے تنگ آ کر دفتر جانے کو ترجیح دی، کیوں کہ دفتر ہی ان کے لیے زیادہ پرسکون جگہ محسوس ہوا۔



تفصیلی سوالات و جوابات

ڈراما، آرام و سکون کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

ڈرامے کا آغاز کن حالات سے ہوتا ہے؟

ڈرامے کا آغاز ڈاکٹر کے معائنے سے ہوتا ہے، جو میاں اشفاق کی تھکن سے پیدا ہونے والے بخار کی تشخیص کر کے مکمل آرام و سکون کی تاکید کرتا ہے۔

بیگم صاحبہ کی نیک نیتی کس طرح خود ہی شور کا باعث بنتی ہے؟

بیگم صاحبہ خاموشی و آرام یقینی بنانے کی کوشش میں گھنٹی، ریشے اور کھانے کی تیاری جیسے کاموں میں الجھ کر خود ہی گھر میں شور و ہنگام پیدا کر دیتی ہیں۔

گھر میں کون کون سی آوازیں مل کر شور پیدا کرتی ہیں؟

ٹیلی فون کی مسلسل گھنٹی، ہمسائے کا بے سراگانا، بچے کا رونا، فقیر کی صدا اور دھوبی کے سے انداز میں ریشے کوٹنے کی دھمک۔ یہ سب آوازیں مل کر گھر کا سکون درہم برہم کر دیتی ہیں۔

ڈرامہ کس نتیجے پر ختم ہوتا ہے؟

تنگ آکر میاں اشفاق ٹوپی اور شیروانی پہن کر دفتر روانہ ہو جاتے ہیں اور طنزیہ انداز میں کہتے ہیں کہ وہ آرام و سکون کے لیے جا رہے ہیں۔

امتیاز علی تاج کی ڈراما نگاری کی خصوصیات اور آرام و سکون کے پیغام پر روشنی ڈالیں۔

امتیاز علی تاج کی ڈراما نگاری کا آغاز کیسے ہوا؟

امتیاز علی تاج کو کالج کے زمانے میں ڈرامے کی رکنیت سے ڈراما نگاری کا شوق پیدا ہوا اور بیس سال کی عمر میں انھوں نے شہرہ آفاق ڈراما 'انارکلی' لکھا۔



‘آرام و سکون’ میں مزاح کس انداز میں پیدا کیا گیا ہے؟

سادہ روزمرہ مکالموں اور حالات کی ستم ظریفی کے ذریعے مزاح پیدا کیا گیا ہے۔ ہر کردار آرام پہنچانے کی کوشش میں ہی الٹا شور کا باعث بنتا رہتا ہے۔

ڈرامے کا اصل طنزیہ پیغام کیا ہے؟

ڈرامے کا پیغام یہ ہے کہ جن گھروں میں سکون میسر نہیں ہوتا، وہاں کے مکین اپنے گھر کی بہ نسبت دفتر کو ترجیح دینے لگتے ہیں۔ یعنی حقیقی آرام محض خواہش سے نہیں بلکہ ماحول کی سازگاری سے حاصل ہوتا ہے۔

امتیاز علی تاج کی مکالمہ نگاری کی خوبی کیا ہے؟

ان کے مکالمے فطری، بے تکلف اور روزمرہ بول چال کے قریب ہیں، جن سے کرداروں کی شخصیت خود بخود نمایاں ہو جاتی ہے، جیسا کہ ‘آرام و سکون’ کے کرداروں سے ظاہر ہے۔

معروضی سوالات (MCQs)

ڈاکٹر کے خیال میں میاں اشفاق کو دوا سے زیادہ کس چیز کی ضرورت تھی؟ (الف) نیند کی (ب) تنہائی کی (ج) آرام و سکون کی (د) گپ شپ کی
درست جواب: (ج) آرام و سکون کی۔ ڈاکٹر کے خیال میں میاں اشفاق کو دوا سے زیادہ آرام و سکون کی ضرورت تھی۔

میاں صاحب کا پورا نام کیا ہے؟ (الف) اسحاق (ب) اشفاق (ج) عدنان (د) اشتیاق
درست جواب: (ب) اشفاق۔ ڈرامے میں میاں صاحب کا نام میاں اشفاق ہے۔

ملازم للو کو بازار میں کیا ڈھونڈنے بھیجا گیا تھا؟ (الف) بلدی (ب) ریشے (ج) نمک (د) دوا
درست جواب: (ب) ریشے۔ للو کو بازار میں ریشے (چارپائی بننے کا سامان) ڈھونڈنے بھیجا گیا تھا۔

گھنٹی میز سے اٹھا کر الماری پر کس نے رکھی تھی؟ (الف) خود میاں نے (ب) بیوی نے (ج) ملازم (د) ڈاکٹر نے
درست جواب: (الف) خود میاں نے۔ گھنٹی خود میاں اشفاق نے میز سے اٹھا کر الماری پر رکھی تھی۔



میاں دفتر جانے کے لیے کیا طلب کرتے ہیں؟ (الف) ٹوپی اور شیروانی (ب) ٹوپی اور جوتا (ج) ٹوپی اور مفکر (د) ٹوپی اور چھڑی

درست جواب: (الف) ٹوپی اور شیروانی۔ میاں اشفاق دفتر جانے کے لیے اپنی ٹوپی اور شیروانی طلب کرتے ہیں۔

ڈراما، آرام و سکون، کس صنف سے تعلق رکھتا ہے؟ (الف) نظم (ب) غزل (ج) مزاحیہ ڈراما (د) سفرنامہ

درست جواب: (ج) مزاحیہ ڈراما۔ 'آرام و سکون' امتیاز علی تاج کا لکھا ہوا مزاحیہ یک بابی ڈراما ہے۔

امتیاز علی تاج کا سب سے مشہور ڈراما کون سا ہے؟ (الف) پہلی چٹھی (ب) بیگم کی بلی (ج) انارکلی (د) توبہ النصوح

درست جواب: (ج) انارکلی۔ امتیاز علی تاج کا سب سے مشہور اور تاریخ ساز ڈراما 'انارکلی' ہے۔

ڈرامے کے آخر میں میاں اشفاق کہاں جانے کو ترجیح دیتے ہیں اور کیوں؟ (الف) بازار، خریداری کے لیے (ب) دفتر، آرام و سکون کے لیے (ج) ہسپتال، علاج کے لیے (د) ہمسائے کے گھر، شکایت کے لیے

درست جواب: (ب) دفتر، آرام و سکون کے لیے۔ میاں اشفاق گھر کے شور سے تنگ آکر دفتر جانے کو ترجیح دیتے ہیں کیوں کہ وہاں انھیں زیادہ آرام و سکون ملتا ہے۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

• امتیاز علی تاج (1900ء-1970ء): معروف ڈراما نگار، مشہور ترین ڈراما 'انارکلی'، مزاحیہ کردار 'پہلی چٹھی' کے خالق۔

• ڈاکٹر کی تشخیص: میاں اشفاق کا بخار دفتر کے کام کی تھکن سے ہے، دوا سے زیادہ آرام و سکون درکار ہے۔
• بیگم صاحبہ کی حفاظتی کوششیں (کھنٹی، ریشے، کھانا) خود ہی گھر میں چھوٹی چھوٹی افراتفری پیدا کر دیتی ہیں۔
• ٹیلی فون، ہمسائے کا گانا، بچے کا رونا، فقیر کی صدا اور دھوبی کی دھمک۔ سب مل کر گھر کا سکون درہم برہم کرتے ہیں۔

• طنزیہ اختتام: تنگ آکر میاں اشفاق ٹوپی شیروانی پہن کر 'آرام و سکون' کے لیے 'دفتر روانہ' ہو جاتے ہیں۔



امتحانی نکات

- مکالمے کی تخریج لکھتے وقت ہمیشہ کردار کا نام (مصنف کی جگہ)، ڈرامے کا عنوان، مشکل الفاظ کے معنی، اور پھر تشریح۔ اسی ترتیب سے لکھیں۔
- ڈرامے کے تمام کرداروں (للو، بیوی/بیگم، اشفاق، ڈاکٹر، میاں اشفاق) کے نام اور ان کا کردار یاد رکھیں۔
- شور و غل کے تمام اسباب کو صحیح ترتیب سے یاد رکھیں: گھنٹی، ریشے، کھلونا گاڑی، ٹیلی فون، ہمسائے کا گانا، بچے کا رونا، فقیر، دھوبی۔
- ڈرامے کا طنزیہ اور مزاحیہ پیغام (گھر میں سکون نہ ملنے پر دفتر کو ترجیح) امتحان میں واضح الفاظ میں بیان کریں۔
- امتیاز علی تاج کی ادبی خدمات، بالخصوص ڈراما 'انارکلی' کا ذکر مصنف کے تعارف میں لازمی شامل کریں۔



سبق 8: کتبہ (Katba (Ghulam Abbas))

یہ نوٹس پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ (PCTB) کے SNC نصاب کے تحت جماعت نہم کی کتاب اردو (لازمی) کے آٹھویں سبق 'کتبہ' پر مبنی ہیں، جو غلام عباس کا لکھا ہوا ایک مشہور افسانہ ہے، جو ان کے افسانوی مجموعے 'آندھی' سے لیا گیا ہے۔

یہ نوٹس اردو پیئرنگ اسکیم 2026ء کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں افسانے کا خلاصہ، سیاق و سباق کے ساتھ نثر پاروں کی تشریح، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں تاکہ طلبہ پیراگراف کی تشریح والے سوال کی تیاری کر سکیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

مصنف کا تعارف

غلام عباس 1909ء میں امرتسر (مشرقی پنجاب، انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ ڈی اے وی سکھ ہائی سکول لاہور سے میٹرک پاس کیا اور بعد ازاں علوم شرقیہ کے امتحانات پاس کیے۔ لکھنے لکھانے کا شوق انھیں بچپن ہی سے تھا اور ابتدائی عمر میں غیر ملکی افسانوں کے تراجم کیے۔ وہ بچوں کے رسالے 'پھول' اور خواتین کے رسالے 'تہذیب نسوان' کے مدیر رہے، اور 1938ء میں 'آل انڈیا ریڈیو' سے منسلک ہو گئے۔

قیام پاکستان کے بعد غلام عباس بھی پاکستان آ گئے۔ پنجاب ایڈوائزری بورڈ نے ان کی ادبی خدمات کے اعتراف میں انھیں نقد انعام سے نوازا اور حکومت پاکستان نے انھیں 'ستارۂ امتیاز' کے اعزاز سے نوازا۔ ان کی اہم تصانیف میں تین افسانوی مجموعے 'آندھی'، 'جاڑے کی چاندنی' اور 'کن رس'، جب کہ تین ناولیں 'کونڈے والا تکیہ'، 'جزیرے کا ملین' اور 'دھنک' شامل ہیں۔ انھوں نے فیلڈ مارشل صدر ایوب خان کی کتاب 'Friends, Not Masters' کا اردو ترجمہ 'جس رزق سے آتی ہو پروازیں کوتاہی' کے نام سے کیا۔

اردو افسانہ نگاری میں غلام عباس کا مقام اہم اور منفرد ہے۔ اگرچہ وہ باضابطہ طور پر ترقی پسند تحریک سے وابستہ نہ تھے، تاہم ان کے افسانوں میں ترقی پسندانہ رجحانات ملتے ہیں۔ انھوں نے زندگی کی صداقت اور فن کی لطافت کو یک جا کر کے منشی پریم چند (1880ء-1936ء) کی شروع کی ہوئی اردو افسانے کی روایت کو زندہ رکھا اور اس میں اپنی شخصیت کا رنگ بھر کر اسے ترقی کی راہ پر گام زن کیا۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ غلام عباس اس افسانوی



روایت کے آخری چراغ تھے۔ زیرِ نصاب افسانہ 'کتبہ' ان کے وسیع مشاہدے اور باریک بینی کی عمدہ مثال ہے۔ غلام عباس کا انتقال 1982ء میں ہوا۔

سبق کا خلاصہ

دفتری علاقے کا تعارف اور شریف حسین کا معمول

شہر سے کچھ فاصلے پر باغوں اور چھپروں میں گھری ایک جیسی عمارتوں کا سلسلہ ہے جہاں ہزاروں کلرک کام کرتے ہیں۔ ایک گرم سہ پہر کو شریف حسین، درجہ دوم کا کلرک، معمول سے کچھ سویرے دفتر سے نکل کر تانگہ سیٹنڈ پر آ کھڑا ہوا۔ اس دن اس کی جیب میں معمول سے کچھ زیادہ رقم تھی کیوں کہ اس کی بیوی بچوں سمیت میکے گئی ہوئی تھی اور وہ اکیلا بے فکری کی زندگی گزار رہا تھا۔

کلرکوں کی مختلف اقسام اور طرزِ زندگی

دفتروں سے نکلنے والے کلرکوں کی ٹولیوں میں ہر طرح کے لوگ شامل تھے۔ سائیکل سوار سب سے سنورے، بے پروا اور بے ترتیب لباس والے، ہر عمر کے نوجوان اور بوڑھے۔ اکثر کلرک اپنی مادری زبان کی بجائے دفتری غیر زبان بولنے کے عادی ہو چکے تھے کیوں کہ افسروں سے دن بھر اسی میں بات چیت کرنی پڑتی تھی۔ سب کے چہروں پر افسروں کی نالائی اور تنخواہ کی کمی کا رنج جھلکتا تھا۔

جامع مسجد کے میلے میں سنگِ مرمر کے کتبے کی خریداری

شریف حسین تانگے سے اتر کر جامع مسجد کے قریب لگے پرانے سامان کے میلے کی طرف چل پڑا، جہاں طرح طرح کی پرانی اور دل چسپ چیزیں بکتی تھیں۔ ایک دکان پر اسے نفاسیت سے تراشا ہوا سنگِ مرمر کا ایک خالی کتبہ نظر آیا، جو غالباً کسی مغل بادشاہ کے مقبرے سے اکھاڑا گیا تھا۔ محض تجسس میں قیمت پوچھی تو دکان دار نے تین روپے بتائے، مگر مول تول کے بعد وہ صرف ایک روپے میں مل گیا۔ حالاں کہ اسے اس کی کوئی حقیقی ضرورت نہ تھی۔



کتبہ پر نام کندہ کرانے کا خیال اور مستقبل کے خواب

رات کو چھت پر اکیلے لیٹے ہوئے شریف حسین کے ذہن میں خیال آیا کہ شاید مستقبل میں اس کی ترقی ہو جائے، وہ سپرنٹنڈنٹ یا کم از کم ہیڈ کلرک بن جائے اور اپنا چھوٹا سا مکان لے کر اس کتبہ پر اپنا نام کندہ کروا کر دروازے پر نصب کر دے۔ یہ خیالی تصویر اس کے ذہن پر ایسی چھا گئی کہ وہ کتبہ اسے بے مصرف کی بجائے ایک بھولی ہوئی ضرورت محسوس ہونے لگا۔

کتبہ پر نام کندہ کروانا اور گھر لانا

تنخواہ ملتے ہی شریف حسین نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ کتبہ کو ایک سنگ تراش کے پاس لے جا کر اس پر اپنا نام کندہ کروایا۔ اپنا نام جلی حروف میں کندہ دیکھ کر اسے عجیب سی خوشی محسوس ہوئی۔ گھر پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ اس کے چھوٹے سے مکان کے باہر ایسا کتبہ لگانے کی جگہ ہی نہیں، چنانچہ اس نے اسے فی الحال ایک بے کواڑ کی الماری میں رکھ دیا۔

کتبہ کا برسوں گھر میں مختلف جگہوں پر پڑے رہنا

کتبہ سال بھر بے کواڑ کی الماری میں پڑا رہا۔ بیٹے کے بڑے ہونے پر اسے صندوق میں، پھر بوری میں، کبھی چارپائی کے نیچے تو کبھی میز پر۔ یوں برسوں مختلف جگہوں پر منتقل ہوتا رہا۔ کبھی دھول جمنے سے اس کا رنگ پیلا پڑ جاتا اور شریف حسین اسے دھو کر پھر رکھ دیتا، مگر رفتہ رفتہ گھر کی روزمرہ ضروریات کے پیش نظر یہ کتبہ ایک فراموش شے بنتا گیا۔

عارضی ترقی اور دوبارہ مایوسی

بارہ برس کی ملازمت کے بعد جب شریف حسین کے دل سے ترقی کی امیدیں تقریباً ختم ہو چکی تھیں، افسروں نے اسے تین ماہ کے لیے عارضی طور پر درجہ اول کے کلرک کی خالی جگہ دے دی۔ خوشی سے سرشار ہو کر اس نے میز کرسی خریدی اور کتبہ پھر نکال کر میز پر سجا دیا۔ مگر تین ماہ بعد وہ اصل کلرک واپس آگیا اور شریف حسین کو دوبارہ اپنی پرانی جگہ پر آنا پڑا۔ کچھ دن مایوسی میں گزارنے کے بعد وہ حسب معمول کام میں جت گیا۔



زندگی کا معمول، بچوں کی پرورش اور بڑھاپا

سال پر سال گزرتے گئے۔ کتبہ کبھی الماری میں، کبھی صندوق پر، کبھی چولہے کے طاق میں رکھا جاتا رہا۔ شریف حسین کے بال سفید ہونے لگے اور کمر جھکنے لگی۔ اس کی توجہ اب ترقی کے بجائے بچوں کی تعلیم، بیٹی کی شادی اور بڑھتے ہوئے اخراجات پر مرکوز ہو گئی۔ پچپن برس کی عمر میں اسے پنشن مل گئی، اور بیٹوں کی کمائی مل کر گھر کا خرچ بخوبی چلنے لگا۔

شریف حسین کی موت اور کتبہ کا اصل مصرف

پنشن کے تین سال بعد ایک سردرات کو نمونیا لگنے سے شریف حسین بیمار ہوا اور چار دن بعد وفات پا گیا۔ اس کی موت کے بعد بڑا بیٹا سامان کی صفائی کرتے ہوئے ایک بوری میں وہی پرانا کتبہ ڈھونڈ نکالا۔ باپ کا نام کندہ دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، اور اگلے ہی روز وہ کتبہ سنگ تراش کے پاس لے جا کر عبارت میں معمولی ترمیم کروائی اور اسی شام اپنے باپ کی قبر پر نصب کر دیا۔ یوں برسوں سے دروازے پر لگنے کا انتظار کرنے والا کتبہ آخر کار ایک قبر کا کتبہ بن گیا۔

سیاق و سباق کے ساتھ تشریح

نثر پارہ (موضوع: کلرکوں کا دفتری اثر کے تحت غیر زبان بولنے کی مشق کرنا) کی سیاق و سباق کے ساتھ تشریح کریں۔

مصنف کا نام: غلام عباس — سبق کا عنوان: کتبہ
مشکل الفاظ کے معنی: مادری زبان (وہ زبان جو بچپن سے سیکھی جائے)، طمانیت (اطمینان، سکون کا احساس)، قدرت (یہاں: مہارت، عبور)، مشق (بار بار دہرانے سے حاصل ہونے والی مہارت)
تشریح: زیر بحث نثر پارے میں غلام عباس دفاتروں سے نکلنے والے کلرکوں کی اکثریت کا ذکر کرتے ہیں جن کی مادری زبان کچھ اور تھی مگر وہ آپس میں بھی جان بوجھ کر ایک غیر زبان میں بات چیت کرنے پر مصر رہتے تھے۔ مصنف وضاحت کرتے ہیں کہ اس کی وجہ کوئی طمانیت یا فخر نہیں تھا جو کسی غیر زبان پر عبور حاصل ہونے سے پیدا ہوتی ہے، بلکہ چونکہ انہیں دفاتر میں دن بھر اپنے افسروں سے اسی غیر زبان میں بات کرنا پڑتی تھی، اس لیے وہ گھر جاتے ہوئے بھی دراصل اسی کی مشق کر رہے ہوتے تھے۔ یہ اقتباس نوآبادیاتی دور کے دفتری کلچر پر ایک لطیف طنز ہے۔



نثر پارہ (موضوع: شریف حسین کی موت کے بعد کتبے کا قبر کے کتبے کے طور پر استعمال) کی سیاق و سباق کے ساتھ تشریح کریں۔

مصنف کا نام: غلام عباس - سبق کا عنوان: کتبہ
مشکل الفاظ کے معنی: نقش و نگار (کندہ کاری، خوب صورت بناوٹ)، محویت (کسی خیال یا منظر میں کھوجانا)،
ترمیم (کسی تحریر میں تبدیلی یا اصلاح)

تشریح: یہ اقباس افسانے کے اختتام کا ہے، جب شریف حسین کی موت کے بعد اس کا بڑا بیٹا سامان کی صفائی کرتے ہوئے پرانی بوری میں وہی کتبہ ڈھونڈ نکالتا ہے جس پر اس کے باپ کا نام کندہ تھا۔ باپ سے محبت کے باعث بیٹے کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں اور وہ دیر تک اس کی نقش و نگاری کو محویت سے دیکھتا رہتا ہے۔ اچانک اسے ایک ترکیب سوجھتی ہے: وہ کتبے کو سنگ تراش کے پاس لے جا کر عبارت میں تھوڑی سی ترمیم کرواتا ہے اور اسی شام اسے باپ کی قبر پر نصب کر دیتا ہے۔ یوں افسانے کا المیہ اور اس کا مرکزی طنز اپنی انتہا کو پہنچتا ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

نقش و نگار

کندہ کاری، خوب صورت نقش بنانا۔

کواڑ

دروازے کا پٹ۔

خس و خاشاک

کوڑا کرکٹ، بے کار تنکے وغیرہ۔

ترمیم

کسی تحریر میں تبدیلی یا اصلاح۔

عکس

پرچھائیں، جھلک۔

مشقت



سخت محنت۔

مسلط

زبردستی چھایا ہوا، غالب۔

طمأنیت

اطمینان، سکون کا احساس۔

تحقیق

کھوج، جستجو۔

بے مصرف

بے کار، جس کا کوئی استعمال نہ ہو۔

خاکہ

کتبے کا سفر۔ شریف حسین کی زندگی کے مختلف موڑ: سنگِ مرمر کے کتبے کے شریف حسین کی زندگی میں مختلف مراحل سے گزرنے کا خاکہ۔



کتبے کا سفر - شریف حسین کی زندگی کے مختلف موڑ

۱۔ میلے سے سستے داموں خریداری

جامع مسجد کے میلے سے
صرف ایک روپے میں کتبہ ملا



۲۔ نام کندہ کروا کر امیدوں سے رکھنا

ترقی و مکان کے خواب کے ساتھ
نام کندہ کروا کر الماری میں رکھا



۳۔ برسوں مختلف جگہ پڑے رہنا

الماری، صندوق، پوری، میز کے نیچے
سال با سال منتقل ہوتا رہا



۴۔ عارضی ترقی پر میز پر سجانا

تین ماہ کی عارضی ترقی پر
خوشی سے میز پر سجایا گیا



۵۔ ترقی ختم، پھر فراموشی

تین ماہ بعد پرانی جگہ پر واپسی
کتبہ پھر الماری میں چلا گیا



۶۔ موت کے بعد قبر کا کتبہ بننا

میٹھ نے عبارت میں ترمیم کروائی
اور باپ کی قبر پر نصب کیا

کتبے کا سفر - شریف حسین کی زندگی کے مختلف موڑ



مختصر سوالات و جوابات

شریف حسین اپنے دفتر میں کس حیثیت سے ملازم تھا؟
شریف حسین اپنے دفتر میں درجہ دوم کے کلرک کی حیثیت سے ملازم تھا۔

کلرکوں کی ٹولیوں میں کس طرح کے لوگ شامل تھے؟
کلرکوں کی ٹولیوں میں سائیکل سوار سب سے سنورے لوگ، بے پروا اور بے ترتیب لباس والے، اور ہر عمر کے نوجوان و بوڑھے شامل تھے۔

شریف حسین نے سنگِ مرمر کا کتبہ کہاں سے اور کتنے میں خریدا؟
شریف حسین نے یہ کتبہ جامع مسجد کے قریب لگے پرانے سامان کے میلے سے صرف ایک روپے میں خریدا۔
شریف حسین نے سنگِ مرمر کے کتبے کا کیا استعمال سوچا تھا؟
اس نے سوچا تھا کہ ترقی پا کر اپنا مکان بنائے گا اور اس کتبے پر اپنا نام کندہ کروا کر دروازے کے باہر نصب کر دے گا۔

عارضی ترقی ملنے پر شریف حسین نے کیا کیا؟
عارضی ترقی ملنے پر اس نے میز کرسی خریدی اور کتبے کو نکال کر میز پر سجایا، مگر تین ماہ بعد اسے پرانی جگہ پر واپس آنا پڑا۔

شریف حسین کی موت کن حالات میں واقع ہوئی؟
ایک سردرات کو باہر نکلنے سے اسے نمونیا ہو گیا اور چار دن بیمار رہنے کے بعد وہ وفات پا گیا۔
شریف حسین کی موت کے بعد اس کے بیٹے نے سنگِ مرمر کے کتبے کو کس مصرف میں لایا؟
بیٹے نے کتبے کی عبارت میں تھوڑی سی ترمیم کروا کر اسی شام اپنے باپ کی قبر پر نصب کر دیا۔

افسانہ 'کتبہ' کس مجموعے سے ماخوذ ہے؟
افسانہ 'کتبہ' غلام عباس کے افسانوی مجموعے 'آندھی' سے ماخوذ ہے۔



تفصیلی سوالات و جوابات

افسانہ 'کتبہ' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

شریف حسین کو سنگِ مرمر کا کتبہ کیسے ملا؟

ایک شام تانگے سے اتر کر جامع مسجد کے میلے میں گھومتے ہوئے شریف حسین کو ایک نفیس سنگِ مرمر کا کتبہ نظر آیا، جو اس نے محض تجسس اور مول تول کے بعد صرف ایک روپے میں خرید لیا۔

کتبہ نے شریف حسین کے خیالوں میں کیسی ہلچل ڈالی؟

کتبہ نے اس کے ذہن میں ترقی کے سنہرے خواب جگا دیے۔ وہ سپرنٹنڈنٹ یا ہیڈ کلرک بن کر اپنا مکان بنانے اور اس پر اپنا نام کندہ کروا کر دروازے پر نصب کرنے کے خواب دیکھنے لگا۔

عارضی ترقی کے بعد شریف حسین کی زندگی میں کیا فرق آیا؟

بارہ برس بعد ملی عارضی ترقی نے اسے ایک بار پھر امید دلائی اور اس نے کتبہ میز پر سجایا، مگر تین ماہ بعد اصل کلرک کی واپسی پر اسے پھر مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔

افسانے کا اختتام کیسے ہوتا ہے؟

شریف حسین کی موت کے بعد اس کا بیٹا وہی فراموش شدہ کتبہ ڈھونڈ نکالتا ہے اور اس کی عبارت میں تھوڑی سی ترمیم کروا کر اسے اپنے باپ کی قبر پر نصب کر دیتا ہے۔

غلام عباس کی افسانہ نگاری کی خصوصیات اور 'کتبہ' کے پیغام پر روشنی ڈالیں۔

غلام عباس اردو افسانے کی روایت میں کیوں اہم مقام رکھتے ہیں؟

انھوں نے زندگی کی صداقت اور فن کی لطافت کو یک جا کر کے منشی پریم چند کی شروع کی ہوئی افسانوی روایت کو زندہ رکھا، اسی لیے انھیں اس روایت کا آخری چراغ کہا جاتا ہے۔



افسانہ 'کتبہ' میں طنز کس طرح پیدا کیا گیا ہے؟

ایک عام سے کلرک کے چھوٹے چھوٹے خوابوں اور ان کے بار بار ٹوٹنے کو دکھا کر، اور یہ کہ جو کتبہ زندگی بھر مکان کے دروازے کی زینت نہ بن سکا، وہی بالآخر قبر کا کتبہ بنا۔

افسانے کا مرکزی خیال یا پیغام کیا ہے؟

افسانے کا پیغام یہ ہے کہ عام آدمی کی زندگی میں بڑے خواب اکثر معمولی نوکری، محدود وسائل اور حالات کے ہاتھوں پورے نہیں ہو پاتے، اور انسان کی امیدیں اکثر موت کے بعد ہی کسی نہ کسی صورت میں پوری ہوتی ہیں۔ غلام عباس کے اسلوب کی کیا خوبی ہے؟

غلام عباس کا اسلوب وسیع مشاہدے اور باریک بینی کا حامل ہے۔ وہ عام کرداروں اور معمولی واقعات کو ایسی تفصیل سے بیان کرتے ہیں کہ قاری ان سے گہری وابستگی محسوس کرتا ہے۔

معروضی سوالات (MCQs)

شریف حسین کو تانگے میں سوار ہونے کا لطف کن دنوں میں ملتا تھا؟ (الف) مہینے کے آخری دنوں میں (ب) مہینے کے شروع کے چند دنوں میں (ج) مہینے کے وسط میں (د) ہر روز
درست جواب: (ب) مہینے کے شروع کے چند دنوں میں۔ شریف حسین کو مہینے کے شروع کے صرف چار پانچ روز ہی یہ لطف ملتا تھا۔

شریف حسین کی جیب میں اس دن زیادہ رقم اس لیے تھی کیوں کہ: (الف) اس نے بچت کی تھی (ب) اس کی بیوی بچے میکے گئے ہوئے تھے (ج) اسے قرض ملا تھا (د) اسے انعام ملا تھا
درست جواب: (ب) اس کی بیوی بچے میکے گئے ہوئے تھے۔ اس کی بیوی بچوں سمیت میکے گئی ہوئی تھی، اس لیے اس کے اخراجات کم تھے۔

شریف حسین نے سنگ مرمر کا کتبہ کتنے میں خریدا؟ (الف) تین روپے میں (ب) دو روپے میں (ج) ایک روپے میں (د) مفت میں

درست جواب: (ج) ایک روپے میں۔ مول تول کے بعد شریف حسین نے یہ کتبہ صرف ایک روپے میں خریدا۔



شریف حسین کے خیال میں سنگِ مرمر کے کتبے کا مصرف تھا کہ: (الف) کسی کو تحفہ دیا جائے (ب) اپنے مکان کے صدر دروازے پر لگایا جائے (ج) مطالعے کی میز پر رکھا جائے (د) بیچ دیا جائے درست جواب: (ب) اپنے مکان کے صدر دروازے پر لگایا جائے۔ شریف حسین کا خیال تھا کہ ترقی پا کر اپنا مکان بنائے گا اور اس کتبے پر نام کندہ کروا کر دروازے پر لگائے گا۔

شریف حسین کو عارضی ترقی کتنے عرصے کے لیے ملی؟ (الف) ایک ماہ (ب) تین ماہ (ج) چھ ماہ (د) ایک سال

درست جواب: (ب) تین ماہ۔ شریف حسین کو تین ماہ کے لیے عارضی طور پر درجہ اول کے کلرک کی جگہ دی گئی۔ شریف حسین کی موت کس بیماری سے ہوئی؟ (الف) ملیریا سے (ب) نمونیا سے (ج) طاعون سے (د) بڑھاپے سے

درست جواب: (ب) نمونیا سے۔ ایک سردرات کو باہر نکلنے سے نمونیا ہو گیا، جس کے باعث چار دن بعد وہ وفات پا گیا۔

شریف حسین کی موت کے بعد سنگِ مرمر کا کتبہ کس مصرف میں آیا؟ (الف) یوں ہی گھر میں پڑا رہا (ب) بیچ دیا گیا (ج) اس کی قبر کا کتبہ بنا (د) کسی کو تحفے میں دیا گیا درست جواب: (ج) اس کی قبر کا کتبہ بنا۔ بیٹے نے کتبے کی عبارت میں ترمیم کروا کر اسے اپنے باپ کی قبر پر نصب کر دیا۔

افسانہ 'کتبہ' کس مجموعے سے لیا گیا ہے؟ (الف) جاڑے کی چاندنی (ب) آندھی (ج) کن رس (د) دھنک

درست جواب: (ب) آندھی۔ افسانہ 'کتبہ' غلام عباس کے افسانوی مجموعے 'آندھی' سے لیا گیا ہے۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

• غلام عباس (1909ء-1982ء): مشہور افسانہ نگار، مجموعہ 'آندھی'، حکومتِ پاکستان کی طرف سے 'ستارہ امتیاز' کا اعزاز۔

• شریف حسین درجہ دوم کا کلرک، اکیلے دن گزارتے ہوئے میلے سے ایک روپے میں سنگِ مرمر کا کتبہ خریدتا ہے۔

• کتبے پر نام کندہ کروا کر ترقی اور اپنے مکان کے خواب دیکھتا ہے، مگر برسوں گھر میں مختلف جگہ پڑا رہتا ہے۔



- عارضی ترقی سے تھوڑی دیر کی خوشی ملتی ہے، مگر تین ماہ بعد پھر پرانی جگہ پر آنا پڑتا ہے۔
- شریف حسین کی موت کے بعد یٹا کتبے کی عبارت میں ترمیم کروا کر اسے باپ کی قبر پر نصب کر دیتا ہے۔
- افسانے کا طنزیہ اور المناک اختتام۔

امتحانی نکات

- مشر پارے کی تشریح لکھتے وقت ہمیشہ مصنف کا نام، سبق کا عنوان، مشکل الفاظ کے معنی، اور پھر تشریح۔
- اسی ترتیب سے لکھیں۔
- افسانے کے اہم واقعات (کتبے کی خریداری، نام کندہ کروانا، عارضی ترقی، موت، قبر کا کتبہ بننا) کو صحیح ترتیب سے یاد رکھیں۔
- غلام عباس کی ادبی خدمات اور ان کی مشہور کتابوں کے نام امتحان کے لیے یاد رکھیں۔
- افسانے کا طنزیہ اور المناک پیغام (چھوٹے خواب اور ان کا انجام) واضح الفاظ میں بیان کرنے کی مشق کریں۔
- خلاصہ لکھتے وقت افسانے کے تمام اہم موڑ ایک منطقی ترتیب سے مختصر بیان کریں۔



سبق 9: ابتدائی حساب (Ibtidai Hisab (Ibn-e-Insha))

یہ نوٹس پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ (PCTB) کے SNC نصاب کے تحت جماعت نہم کی کتاب اردو (لازمی) کے نویں سبق 'ابتدائی حساب' پر مبنی ہیں، جو ابن انشا کا لکھا ہوا ایک طنزیہ و مزاحیہ مضمون ہے، جو ان کی کتاب 'اردو کی آخری کتاب' سے لیا گیا ہے۔

یہ نوٹس اردو پیئرنگ اسکیم 2026ء کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں سبق کا خلاصہ، سیاق و سباق کے ساتھ نثر پاروں کی تشریح، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں تاکہ طلبہ گراف کی تشریح والے سوال کی تیاری کر سکیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

مصنف کا تعارف

ابن انشا کا اصل نام شیر محمد خاں تھا، مگر ان کا قلمی نام 'ابن انشا' اتنا مشہور ہوا کہ لوگ ان کا اصل نام بھول گئے۔ وہ ضلع جالندھر (مشرقی پنجاب، انڈیا) کی تحصیل نکودر کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں پیدا ہوئے، جہاں ان کے والد کھیتی باڑی کرتے تھے۔ لدھیانہ سے میٹرک پاس کیا؛ آگے تعلیم جاری رکھنے کی خواہش تھی مگر تنگ دستی کے باعث ملازمت اختیار کرنا پڑی، تاہم انھوں نے پرائیویٹ طور پر تعلیم جاری رکھی اور پنجاب یونیورسٹی سے بی اے کیا۔

قیام پاکستان کے بعد ابن انشا ہجرت کر کے لاہور آئے اور ریڈیو پاکستان سے وابستہ ہو گئے۔ اپنی محنت اور خداداد صلاحیتوں کی بدولت ترقی کرتے ہوئے وہ سرکاری ادارے 'پاکستان نیشنل سنٹر' کے سربراہ اور یونیسکو (UNESCO) کے پاکستان دفتر کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ یونیسکو سے وابستگی کے باعث انھیں مشرق و مغرب کے مختلف ممالک کے سفر کے موقع ملے، جس کے نتیجے میں اردو ادب میں کئی خوب صورت سفر ناموں کا اضافہ ہوا، جن میں 'آوارہ گرد کی ڈائری'، 'دنیا گول ہے'، 'ابن بطوطہ کے تعاقب میں' اور 'چلتے ہو تو چین کو چلیے' شامل ہیں۔

ان کی کتاب 'اردو کی آخری کتاب'، جو مولانا محمد حسین آزاد کی مشہور کتاب 'اردو کی پہلی کتاب' کی پیروڈیوں (تحریر نگاری) کا مجموعہ ہے، طنز و مزاح کے اعلیٰ نمونوں سے بھرپور ہے۔ ابن انشا نے خود لکھا ہے کہ یہ کتاب



ذہنی طور پر بالغ قارئین کے لیے ہے، کیوں کہ اسے پوری طرح سمجھنے کے لیے تاریخ، جغرافیائی سرحدوں اور معاشرتی حالات کا شعور درکار ہوتا ہے۔ زیرِ نصاب سبق 'ابتدائی حساب' اسی کتاب سے ماخوذ ہے۔ ابن انشا کا انتقال 1978ء میں ہوا۔

سبق کا خلاصہ

تعارف - ریاضی کی اصطلاحات میں سماجی طنز

ابن انشا اس مضمون میں ریاضی کے چار بنیادی قاعدوں - جمع، تفریق، ضرب، تقسیم - کے ساتھ ساتھ الجبرا اور جیومیٹری کی اصطلاحات کو محض ایک بہانہ بنا کر معاشرے، سیاست اور روزمرہ زندگی کی بے اعتدالیوں پر لطیف اور کاٹ دار طنز کرتے ہیں۔ ہر ریاضی اصطلاح کے پیچھے ایک سنجیدہ سماجی حقیقت چھپی ہوتی ہے۔

جمع کا قاعدہ

مصنف کے مطابق جمع کا قاعدہ ہر ایک کے لیے مختلف ہے - عام آدمی کے لیے مہنگائی کے باعث کچھ جمع ہی نہیں ہو پاتا، انکم ٹیکس والے آدھالے جاتے ہیں، تجارت کے قاعدے میں دس اور ایک مل کر گیارہ کے بجائے کچھ اور ہو جاتے ہیں اور رشوت کے قاعدے میں حاصل جمع اور بھی زیادہ نکل آتا ہے۔ ایک 'زبانی جمع خرچ' کا قاعدہ بھی ہے، جو محض ملکی مسائل حل کرنے کے وعدوں کے کام آتا ہے۔

تفریق کا قاعدہ

مصنف تفریق کو کسی کو سندھی، بنگالی یا مسلمان تسلیم کرنے سے انکار کر کے پیدا کی جانے والی نفرت اور امتیاز سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک جو لوگ زیادہ جمع کرتے ہیں وہی زیادہ تفریق بھی پیدا کرتے ہیں، اور عام آدمی اس قاعدے کو پسند نہیں کرتا کیوں کہ تفریق سے اسے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

ضرب کا قاعدہ

تیسرے قاعدے ضرب کی مصنف کئی قسمیں بتاتے ہیں - ضربِ خفیف، ضربِ شدید، ضربِ کاری - اور کہتے ہیں کہ حاصل ضرب کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ ضرب کس چیز سے لگائی گئی، پھر کی، لاٹھی کی یا بندوق کی - آدمی کو آدمی سے ضرب دیں تو حاصل ضرب بھی آدمی ہی ہوتا ہے، مگر ضروری نہیں کہ وہ زندہ ہو۔



تقسیم کا قاعدہ

مصنف کے نزدیک تقسیم حساب کا سب سے متنازع قاعدہ ہے، جس پر سب سے زیادہ جھگڑے ہوتے ہیں۔ اس کی مثالیں دیتے ہوئے وہ چوروں کے مال بانٹنے، اہل کاروں کی رشوت بانٹنے اور بالآخر یہ طنز کرتے ہیں کہ آسان تقسیم کا فارمولا یہ ہے کہ حقوق خود اپنے پاس رکھے جائیں اور فرائض دوسروں میں بانٹ دیے جائیں۔

ابتدائی الجبرا

مصنف الجبرا کو 'جبراً پڑھائے جانے والا حساب' قرار دیتے ہوئے اس کے سب سے مشہور لفظ 'لا' پر لفظی مزاح کرتے ہیں۔ جیسے لامکاں، لادوا، لاولد وغیرہ میں 'لا' نفی کے معنی دیتا ہے، مگر لاہور، لازمی جیسے الفاظ میں یہ استثنا کی صورت میں آجاتا ہے۔ وہ اسے آج کل کی عملی زندگی، خصوصاً دکان داروں کی پیسہ لا، اور لا' والی روزمرہ زبان سے بھی جوڑتے ہیں۔

ابتدائی جیومیٹری۔ خطوط کی اقسام

مصنف جیومیٹری کو 'لکڑیوں کا کھیل' کہتے ہوئے مختلف خطوط پر طنز کرتے ہیں: خطِ مستقیم (سیدھا آدمی نقصان اٹھاتا ہے)، خطِ تقدیر (جسے مٹانا مشکل ہے)، خطِ ڈاک (جس پر دگنے پیسے دینے پڑتے ہیں)، خطِ نسخہ (جو ڈاکٹروں کی بدینتی یا لاپرواہی کی علامت ہے) اور خطِ استوا (جہاں دن رات برابر ہونے کی طرح مساوات نظر آنی چاہیے)۔ متوازی خطوط پر بھی وہ طنزیہ تبصرہ کرتے ہیں کہ ان کے آپس میں کبھی نہ ملنے کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی۔

ابتدائی جیومیٹری۔ نقطہ، دائرہ اور مثلث

نقطے کے بارے میں مصنف طنزیہ کہتے ہیں کہ اگرچہ ایک نقطہ جگہ نہیں گھیرتا، مگر بہت سے نقطوں سے سارا ملک گھیرا جاسکتا ہے۔ دائرے پر تبصرہ کرتے ہوئے وہ 'دائرۂ اسلام' کی مثال دیتے ہیں کہ پہلے اس میں لوگوں کو داخل کیا جاتا تھا، اب صرف خارج کیا جاتا ہے۔ مثلث کے تین کونوں پر بھی مختصر طنزیہ اشارہ کرتے ہیں۔

سیاق و سباق کے ساتھ تشریح

نثر پارہ (موضوع: تفریق کے قاعدے کے ذریعے قومی و مذہبی امتیاز پر طنز) کی سیاق و سباق کے ساتھ تشریح کریں۔



مصنف کا نام: ابن انشا - سبق کا عنوان: ابتدائی حساب
مشکل الفاظ کے معنی: تفریق (فرق ڈالنا، جدائی پیدا کرنا)، آزمودہ (آزمایا ہوا، تجربے میں پرکھا ہوا)، حاصل تفریق (تفریق کرنے کا نتیجہ)

تشریح: زیر بحث نثر پارے میں ابن انشا حساب کے دوسرے قاعدے 'تفریق' کو معاشرتی امتیاز اور تعصب سے تعبیر کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ کسی کو یہ کہہ کر کہ 'تم سندھی ہو تو سندھی نہیں ہو، یا 'تم بنگالی ہو تو بنگالی نہیں ہو، یا 'تم مسلمان ہو تو مسلمان نہیں ہو' - اسی کو تفریق پیدا کرنا کہتے ہیں۔ وہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ جو لوگ زیادہ جمع کر لیتے ہیں وہی زیادہ تفریق بھی پیدا کرتے ہیں، اور عام آدمی اس قاعدے کو ناپسند کرتا ہے کیوں کہ اسے تفریق سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ یہ اقتباس نسلی، لسانی اور مذہبی بنیادوں پر پیدا کیے جانے والے تعصب پر ایک کاٹ دار طنز ہے۔

نثر پارہ (موضوع: دائرۃ اسلام کی مثال کے ذریعے اخراج و شمولیت کے رویے پر طنز) کی سیاق و سباق کے ساتھ تشریح کریں۔

مصنف کا نام: ابن انشا - سبق کا عنوان: ابتدائی حساب
مشکل الفاظ کے معنی: دائرہ (گول شکل، حلقہ)، داخل کرنا (شامل کرنا)، خارج کرنا (نکال باہر کرنا)
تشریح: اس اقتباس میں ابن انشا جیومیٹری کی اصطلاح 'دائرہ' کو 'دائرۃ اسلام' سے جوڑ کر ایک لطیف مگر گہرا طنز کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ پہلے زمانے میں لوگوں کو اس دائرے میں داخل کرنے کی کوشش کی جاتی تھی، مگر آج کل صرف خارج کرنے کا عمل جاری ہے۔ اس مختصر جملے کے ذریعے مصنف فرقہ وارانہ تنگ نظری اور دوسروں کو دین سے خارج قرار دینے کے رجحان پر گہرا اور مؤثر طنز کرتے ہیں۔

اہم الفاظ کے معنی

تفریق

فرق ڈالنا، جدائی پیدا کرنا۔

حاصل ضرب

ضرب دینے کا نتیجہ۔

آزمودہ

آزمایا ہوا، تجربے میں پرکھا ہوا۔



قناعت

تھوڑے پر صبر و اطمینان۔

مستثنیات

استثنا کی صورتیں، الگ سے قواعد۔

خطِ مستقیم

سیدھی لکیر۔

خطِ استوا

زمین کے وسط میں فرضی گولائی کی لکیر، Equator۔

متوازی خطوط

وہ لکیریں جو کبھی آپس میں نہ ملیں۔

پیروڈی (تحریف نگاری)

کسی مشہور تحریر کی طنزیہ نقل۔

طنز و مزاح

کسی خامی کی طرف ہنسی مذاق کے ذریعے اشارہ کرنا۔

خاکہ

حساب کی اصطلاحات میں چھپا سماجی طنز: مضمون میں بیان کیے گئے چھ حسابی قاعدوں پر مصنف کے طنزیہ نکتوں کا خاکہ۔



حساب کی اصطلاحات میں چھپا سماجی طنز

جمع	تفریق	ضرب
مہنگائی، انکم ٹیکس اور رسوت پر طنز	قومی، لسانی اور مذہبی امتیاز پر طنز	مختلف طرح کے تشدد اور طاقت پر طنز
تقسیم	الجبرا	جنومیں
حقوق اپنے پاس، فرائض دوسروں پر	جبراً پڑھایا جانے والا مضمون	دائرۂ اسلام کی مثال سے طنز

حساب کی اصطلاحات میں چھپا سماجی طنز

مختصر سوالات و جوابات

مصنف کے مطابق جمع کے قاعدے پر عمل کرنا آسان کیوں نہیں؟
مصنف کے مطابق مہنگائی کے باعث سب کچھ خرچ ہو جاتا ہے اور کچھ جمع نہیں ہو پاتا، اس لیے جمع کا قاعدہ آسان نہیں۔

مصنف کے نزدیک تفریق پیدا کرنے کا کیا مطلب ہے؟
مصنف کے نزدیک کسی کو سندھی، بنگالی یا مسلمان تسلیم کرنے سے انکار کرنا ہی تفریق پیدا کرنا ہے۔

ضرب کی کون کون سی قسمیں بیان کی گئی ہیں؟
ضربِ خفیف، ضربِ شدید اور ضربِ کاری جیسی قسمیں بیان کی گئی ہیں۔
تقسیم کے قاعدے پر سب سے زیادہ جھگڑے کیوں ہوتے ہیں؟
کیوں کہ تقسیم کا مطلب بانٹنا ہے اور مال، حقوق اور فرائض کی تقسیم پر اکثر اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔

الجبرا کو یہ نام کیوں دیا گیا؟
چوں کہ طلبہ اس سے گھبراتے ہیں اور یہ جبراً پڑھایا جاتا ہے، اسی لیے اسے الجبرا کہا جاتا ہے۔

مصنف کے مطابق خطِ تقدیر کی کیا خصوصیت ہے؟
خطِ تقدیر فرشتوں کی سیاہی سے کھینچا جاتا ہے اور اسے مٹانا مشکل ہوتا ہے۔

مصنف نے متوازی خطوط پر کیا طنز کیا ہے؟



مصنف کے مطابق متوازی خطوط کبھی آپس میں نہیں ملتے، اور کتابوں کے دعوے کے برعکس انھیں ملانے کی کوئی سنجیدہ کوشش کبھی نہیں کی گئی۔

دائرۂ اسلام کی مثال سے مصنف نے کیا طنز کیا ہے؟
مصنف نے طنز کیا ہے کہ پہلے لوگوں کو اس دائرے میں داخل کیا جاتا تھا، مگر اب صرف خارج کرنے کا عمل جاری ہے۔

تفصیلی سوالات و جوابات

مضمون 'ابتدائی حساب' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

مصنف نے جمع اور تفریق کے قاعدوں پر کیا طنز کیا ہے؟

مصنف نے جمع کو انکم ٹیکس اور رشوت جیسے معاشی مسائل سے، اور تفریق کو قومی، لسانی اور مذہبی امتیاز پیدا کرنے سے جوڑ کر طنز کیا ہے۔

ضرب اور تقسیم کے قاعدوں میں کیا سماجی حقیقتیں چھپی ہیں؟

ضرب مختلف قسم کے تشدد اور طاقت کے استعمال کی علامت ہے، جب کہ تقسیم میں مصنف حقوق اپنے پاس رکھنے اور فرائض دوسروں میں بانٹنے کے رویے پر طنز کرتے ہیں۔

الجبرا کے بارے میں مصنف کا کیا نقطہ نظر ہے؟

مصنف الجبرا کو جبراً پڑھائے جانے والے مضمون کے طور پر پیش کرتے ہیں اور اس کے لفظ 'لا' پر دل چسپ لفظی مزاح کرتے ہیں۔

جیومیٹری کے حوالے سے مصنف نے کیا خاص باتیں بیان کی ہیں؟

مصنف نے مختلف خطوط (تقدیر، ڈاک، نسخہ، استوا) اور دائرۂ اسلام کی مثال کے ذریعے سماجی و مذہبی رویوں پر بھرپور طنز کیا ہے۔



ابن انشا کی طنز و مزاح نگاری کی خصوصیات پر روشنی ڈالیں۔

ابن انشا کی کتاب 'اردو کی آخری کتاب' کی نوعیت کیا ہے؟

یہ کتاب مولانا محمد حسین آزاد کی 'اردو کی پہلی کتاب' کی پیروڈیوں کا مجموعہ ہے، جس میں طنز و مزاح کے اعلیٰ نمونے ملتے ہیں۔

ابن انشا اپنی تحریر میں مزاح کس تکنیک سے پیدا کرتے ہیں؟

وہ عام اصطلاحات (ریاضی، جیومیٹری) کو معاشرتی و سیاسی حقائق پر لاگو کر کے اور لفظی مشابہت سے دل چسپ مزاح پیدا کرتے ہیں۔

ابن انشا نے خود اپنی کتاب کے بارے میں کیا لکھا ہے؟

انہوں نے لکھا کہ یہ کتاب ذہنی طور پر بالغ قارئین کے لیے ہے، کیوں کہ اسے سمجھنے کے لیے تاریخ اور معاشرتی شعور درکار ہوتا ہے۔

'ابتدائی حساب' کا مجموعی پیغام کیا ہے؟

پیغام یہ ہے کہ روزمرہ کی سادہ اصطلاحات کے سچے بھی سنجیدہ سماجی و سیاسی حقیقتیں چھپی ہوتی ہیں، جنہیں مزاح کے پردے میں بے نقاب کیا جا سکتا ہے۔

معروضی سوالات (MCQs)

مصنف کے نزدیک زبانی جمع خرچ کا قاعدہ کس کام آتا ہے؟ (الف) بچوں کو بہلانے کے لیے (ب) دوستوں کو خوش کرنے کے لیے (ج) گھر کے مسائل حل کرنے کے لیے (د) ملکی مسائل حل کرنے کے لیے

درست جواب: (د) ملکی مسائل حل کرنے کے لیے۔ مصنف کے مطابق یہ آزمودہ قاعدہ ملکی مسائل حل کرنے کے کام آتا ہے۔

'میں سندھی ہوں تو سندھی نہیں ہے'۔ اسے کیا کہتے ہیں؟ (الف) جمع کرنا (ب) تفریق پیدا کرنا (ج) ضرب دینا (د) تقسیم کرنا



درست جواب: (ب) تفریق پیدا کرنا۔ مصنف کے مطابق کسی کی شناخت سے انکار کرنا تفریق پیدا کرنا کہلاتا ہے۔
 آدمی کو آدمی سے ضرب دیں تو حاصل ضرب کیا ہوتا ہے؟ (الف) گائے (ب) آدمی (ج) محاورہ (د) عدد
 درست جواب: (ب) آدمی۔ مصنف کے مطابق حاصل ضرب بھی آدمی ہی ہوتا ہے، مگر ضروری نہیں کہ وہ زندہ ہو۔

مصنف کے مطابق سب سے زیادہ جھگڑے کس قاعدے پر ہوتے ہیں؟ (الف) جمع کے قاعدے پر
 (ب) تفریق کے قاعدے پر (ج) ضرب کے قاعدے پر (د) تقسیم کے قاعدے پر
 درست جواب: (د) تقسیم کے قاعدے پر۔ مصنف کے مطابق سب سے زیادہ جھگڑے تقسیم کے قاعدے پر ہوتے ہیں۔

خط استوا کہاں ہوتا ہے؟ (الف) جہاں سمندر ہو (ب) جہاں دن رات برابر ہوں (ج) جہاں راتیں بڑی ہوں (د) جہاں دن بڑے ہوں
 درست جواب: (ب) جہاں دن رات برابر ہوں۔ مصنف کے مطابق خط استوا اس لیے ہوتا ہے تاکہ کہیں تو دن رات برابر ہوں اور مساوات نظر آئے۔

مصنف کے مطابق دائرے میں قطر کی لمبائی نصف قطر سے کتنی زیادہ ہوتی ہے؟ (الف) ڈگنی (ب) تگنی
 (ج) چار گنی (د) کئی گنا
 درست جواب: (الف) ڈگنی۔ مصنف طنزیہ لکھتے ہیں کہ دائرے میں قطر کی لمبائی ہمیشہ نصف قطر سے ڈگنی ہوتی ہے۔

‘ابتدائی حساب’ کس کتاب سے ماخوذ ہے؟ (الف) اردو کی پہلی کتاب (ب) اردو کی آخری کتاب (ج) دنیا گول ہے (د) چلتے ہو تو چین کو چلیے
 درست جواب: (ب) اردو کی آخری کتاب۔ یہ سبق ابن انشا کی کتاب ‘اردو کی آخری کتاب’ سے ماخوذ ہے۔

‘اردو کی آخری کتاب’ دراصل کس کتاب کی پیروڈی ہے؟ (الف) اردو کی پہلی کتاب از مولانا محمد حسین آزاد (ب) آبِ حیات از مولانا محمد حسین آزاد (ج) نیرنگ خیال از مولانا محمد حسین آزاد (د) دیوان غالب

درست جواب: (الف) اردو کی پہلی کتاب از مولانا محمد حسین آزاد۔ ‘اردو کی آخری کتاب’ مولانا محمد حسین آزاد کی ‘اردو کی پہلی کتاب’ کی پیروڈیوں کا مجموعہ ہے۔



تیز نظر ثانی خلاصہ

- ابن انشا (اصل نام شیر محمد خاں، 1927ء-1978ء): مشہور طنز و مزاح نگار اور سفر نامہ نگار، کتاب 'اردو کی آخری کتاب'۔
- جمع: مہنگائی، انکم ٹیکس اور رشوت پر طنز۔ تفریق: قومی، لسانی اور مذہبی امتیاز پر طنز۔
- ضرب: مختلف طرح کے تشدد و طاقت پر طنز۔ تقسیم: حقوق اپنے پاس، فرائض دوسروں پر۔ سب سے متنازع قاعدہ۔
- الجبرا: جبراً پڑھایا جانے والا مضمون، 'لا' کے لفظی مزاح کی مثالیں۔
- جیومیٹری: خطوط، نقطہ، دائرہ (دائرہ اسلام کی مثال) اور مثلث کے ذریعے سماجی و مذہبی رویوں پر طنز۔

امتحانی نکات

- مشر پارے کی تشریح لکھتے وقت ہمیشہ مصنف کا نام، سبق کا عنوان، مشکل الفاظ کے معنی، اور پھر تشریح۔ اسی ترتیب سے لکھیں۔
- مضمون کے چھ اہم حصوں (جمع، تفریق، ضرب، تقسیم، الجبرا، جیومیٹری) کی ترتیب اور ہر ایک میں چھپے طنز کو یاد رکھیں۔
- ابن انشا کی دیگر مشہور تصانیف، خصوصاً ان کے سفر نامے، امتحان کے لیے یاد رکھیں۔
- طنز و مزاح کی تعریف اور اس صنف کی خصوصیات واضح الفاظ میں بیان کرنے کی مشق کریں۔
- خلاصہ لکھتے وقت مضمون کے ہر حصے کا لب لباب ایک منطقی ترتیب سے مختصر بیان کریں۔



سبق 10: لڑی میں پروئے ہوئے منظر (Lari Mein Proye Huye)

(Manzar (Raza Ali Abidi)

یہ نوٹس پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ (PCTB) کے SNC نصاب کے تحت جماعت نہم کی کتاب اردو (لازمی) کے دسویں سبق 'لڑی میں پروئے ہوئے منظر' پر مبنی ہیں، جو رضا علی عابدی کا لکھا ہوا ایک سفرنامہ ہے، جو ان کی کتاب 'جرنیلی سڑک' سے لیا گیا ہے۔

یہ نوٹس اردو پیئرنگ اسکیم 2026ء کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں سبق کا خلاصہ، سیاق و سباق کے ساتھ نثر پاروں کی تشریح، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں تاکہ طلبہ پیراگراف کی تشریح والے سوال کی تیاری کر سکیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

مصنف کا تعارف

رضا علی عابدی روڈکی، ضلع ہری دوار (اتراکھنڈ، انڈیا) میں 30 نومبر 1935ء کو پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا تعلق لکھنؤ سے تھا۔ 1950ء میں وہ کراچی (پاکستان) آ گئے۔ انھیں بچپن ہی سے پڑھنے لکھنے کا شوق تھا اور طالب علمی کے زمانے ہی میں اپنے ذوق مطالعہ کی بدولت فنِ خبرنگاری سے مکمل واقف ہو چکے تھے۔ 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران وہ روزنامہ 'حریت' سے وابستہ رہے اور جنگ کے حالات و واقعات رپورٹ کرتے رہے۔

مزید تعلیم کے لیے وہ برطانیہ چلے گئے اور 1972ء میں بی بی سی سے منسلک ہو کر اپنے عملی سفر کا آغاز کیا۔ کچھ ہی عرصے میں بی بی سی اردو کے پروگراموں کو ایسے دل نشیں انداز میں پیش کیا کہ دنیا بھر کے اردو بولنے والوں کے دلوں میں اردو زبان کی قدر بڑھادی۔ ریڈیو کے دستاویزی پروگراموں کی بدولت خاصی شہرت پائی اور 1996ء میں بی بی سی سے ریٹائر ہوئے۔

رضا علی عابدی کو اردو، سندھی، عربی، فارسی اور انگریزی زبانوں پر عبور حاصل ہے۔ وہ دس سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں، جن میں 'جرنیلی سڑک'، 'شیر دریا'، 'جہازی بھائی'، 'ریل کہانی'، 'پہلا سفر' اور 'کتب خانہ' نمایاں ہیں۔ زیرِ نصاب سبق ان کے مشہور سفرنامے 'جرنیلی سڑک' سے ماخوذ ہے، جو موجودہ بنگلہ دیش سے افغانستان



تک جانے والی تاریخی گرینڈ ٹرنک روڈ (جی ٹی روڈ) کے موضوع پر لکھا گیا ہے۔ یہ سڑک شیر شاہ سوری (دورِ اقتدار 1540ء-1545ء) کے دور میں تعمیر کرائی گئی تھی۔ اس کتاب کی تیاری کے لیے مصنف نے سڑک پر ایک ماہ تک مسلسل سفر کیا اور راستے کی آبادیوں، ان کی وجہ تسمیہ اور ثقافت کا تذکرہ کیا۔

سبق کا خلاصہ

آغاز۔ پشاور سے روانگی اور بالا حصار کی تختی

مصنف پشاور سے سفر کا آغاز کرتے ہیں تو بالا حصار کے نیچے ایک پتھر پر 'شاہراہ پاکستان' اور کسی وزیر کا نام لکھا نظر آتا ہے۔ وہ اس پر تبصرہ کرتے ہیں کہ سڑک اور وزیر دونوں آنی جانی چیزیں ہیں۔ وادی پشاور اب بھی سرسبز نظر آرہی تھی، اور راستے میں کبھی ریلوے لائن، کبھی بجلی کے کھمبے سڑک کے ساتھ ساتھ چلتے رہے۔

نوشہرہ کی پہچان اور دریائے کابل

شدید گرمی کے عالم میں اچانک دریائے کابل نظر آتا ہے، جو نوشہرہ کے قریب آجانے کی علامت تھی۔ مصنف بتاتے ہیں کہ نوشہرہ شاید اکبر نے آباد کیا تھا اور یہاں کبھی نوشہرہ خورد اور نوشہرہ کلاں نامی دو گاؤں، ایک سرانے اور ایک قلعہ ہوا کرتے تھے، جو اب وقت کی گرد میں مل چکے ہیں۔

ہند۔ سکندر، چنگیز خان اور محمود غزنوی کی تاریخ

آگے چلتے ہوئے مصنف کو ہند نامی گاؤں ملتا ہے، جو کبھی گندھارا کا پایہ تخت تھا۔ یہیں سکندر اعظم نے دریائے سندھ عبور کیا، چنگیز خان دریا کا پاٹ دیکھ کر واپس چلا گیا، اور محمود غزنوی نے پنجاب کے راجا جے پال کو شکست دی۔ اسی لیے مؤرخوں نے اسے 'ہندوستان کا دروازہ' کہا۔ آج یہ صرف ایک گم نام سا گاؤں رہ گیا ہے۔

خیر آباد، دریائے سندھ اور قلعہ اٹک

خیر آباد پہنچ کر دریائے سندھ کے کنارے عظیم الشان قلعہ اٹک نظر آتا ہے، جو اکبر اعظم نے بنوایا تھا۔ انگریزوں کا بنایا لوہے کا پرانا پل اب بھی ریل گاڑیوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جب کہ نیا پل موٹر گاڑیوں کے لیے بنایا گیا۔ قلعہ اٹک کئی بار مغلوں، سکھوں اور انگریزوں کے درمیان چھینا جھپٹی کا شکار رہا، مگر آج تک کھڑا ہے۔



اکبر کے ناموں کی دل چسپ کہانیاں – واہ، اٹک، خیر آباد

مصنف بتاتے ہیں کہ اکبر کو جگہوں کے نام رکھنے کا بڑا شوق تھا۔ ایک خوب صورت منظر دیکھ کر منہ سے نکلی 'واہ' کی صدا سے ایک مقام کا نام 'واہ' پڑ گیا، دریا کے کنارے آکر رکنے پر 'اٹک'، اور خیریت سے پار ہونے پر 'خیر آباد' کہلایا۔ ایک اور روایت کے مطابق شیر شاہ سوری نے بہار سے پنجاب تک اپنی مملکت کے دونوں سروں پر 'روہتاس' نام کے قلعے بنائے تھے، اسی طرز پر اکبر نے بھی اپنی مملکت کے کناروں کو ملتان اور اٹک کا نام دیا۔

حسن ابدال – تاریخی و مذہبی اہمیت

حسن ابدال کبھی لاہور سے کابل جانے والی شاہراہ کی حسین ترین منزل سمجھا جاتا تھا۔ یہاں سکھوں کا مشہور گردوارہ پنچ صاحب اور بابا ولی قندھاری کی چلہ گاہ واقع ہیں۔ روایت کے مطابق بابا ولی قندھاری نے ایک چٹان پہاڑی سے لڑھکائی تھی جسے بابا گرو نانک نے اپنے ہاتھ سے روک لیا، اور چٹان پر آج بھی ہاتھ کا نشان موجود ہے۔ قریب ہی مغل دور کا ایک باغ اور ایک مغل شہزادی کی قبر بھی ہے۔

سرائے کالا اور ٹیکسلا کے کھنڈرات

آگے سرائے کالا نامی قصبہ آتا ہے، جہاں کالے پتھر کی رنگین کونڈیاں فروخت ہوتی ہیں۔ مصنف بتاتے ہیں کہ شیر شاہ اور مغلوں کے دور کی ہزاروں سرائیں وقت کے ساتھ آبادیوں میں تبدیل ہو گئیں، مگر ان کے ناموں کے ساتھ 'سرائے' کا لفظ آج بھی باقی ہے۔ قریب ہی وہ تاریخی ٹیکسلا کے کھنڈرات ہیں، جو کبھی علم و حکمت کا عظیم مرکز تھا۔

مارگلہ کا درہ اور تاریخی گزرگاہ

سرائے کالا سے آگے مارگلہ کی پہاڑی ایک دیوار کی طرح کھڑی نظر آتی ہے، جس میں ایک قدرتی شکاف صدیوں سے قافلوں اور لشکروں کا راستہ رہا ہے۔ مصنف افسوس کا اظہار کرتے ہیں کہ پتھر کاٹنے والی جدید مشینیں اس تاریخی درے کو تیزی سے نقصان پہنچا رہی ہیں۔ بعد میں انگریزوں نے جی ٹی روڈ کی تعمیر کے دوران یہاں گہرا درہ کاٹا جس سے آمد و رفت آسان ہو گئی۔



اختتام - پرانی گلی اور بچوں کی معصومیت پر دعا

سفر کے اختتام پر مصنف مری روڈ پر ایک ایسی گلی میں پہنچتے ہیں جو انھوں نے چوتھائی صدی پہلے بھی دیکھی تھی۔ پورا شہر بدل چکا تھا مگر گلی میں کھلتے معصوم بچے ویسے ہی بے خبر اور بے نیاز تھے۔ مصنف دعا مانگتے ہیں کہ یہ ہاتھ کبھی نہ چھوٹیں، یہ ہمسائیگی کے رشتے کبھی نہ ٹوٹیں، اور یہ گلیاں یوں ہی آباد اور بچے یوں ہی شاد رہیں۔

سیاق و سباق کے ساتھ تشریح

نثر پارہ (موضوع: اکبر بادشاہ کا جگہوں کے نام رکھنے کا شوق - واہ، اٹک اور خیر آباد کی وجہ تسمیہ) کی سیاق و سباق کے ساتھ تشریح کریں۔

مصنف کا نام: رضا علی عابدی - سبق کا عنوان: لڑی میں پروئے ہوئے منظر
مشکل الفاظ کے معنی: بے ساختہ (خود بخود، بغیر ارادے کے)، مملکت (بادشاہت، سلطنت)، وجہ تسمیہ (نام رکھے جانے کی وجہ)

تشریح: زیر بحث نثر پارے میں رضا علی عابدی اکبر بادشاہ کے جگہوں کے نام رکھنے کے شوق کا دل چسپ تذکرہ کرتے ہیں۔ ایک خوب صورت منظر دیکھ کر اکبر کے منہ سے بے ساختہ 'واہ' نکلی تو اس مقام کا نام 'واہ' رکھ دیا گیا۔ آگے چل کر اس کا قافلہ دریائے سندھ کے کنارے پہنچ کر رک گیا، تو وہ جگہ 'اٹک' کہلائی، اور خیریت سے دریا پار کرنے پر اگلا مقام 'خیر آباد' کہلایا۔ مصنف اس کی ایک اور تاریخی توجیہ بھی بیان کرتے ہیں: شیر شاہ سوری نے اپنی مملکت کے دونوں کناروں پر 'روہتاس' نام کے دو قلعے بنائے تھے، اسی طرز پر اکبر نے بھی اپنی مملکت کے دو کناروں کو ملتان اور اٹک کا نام دیا۔

نثر پارہ (موضوع: پرانی گلی میں کھلتے بچوں کی معصومیت پر مصنف کی دعا) کی سیاق و سباق کے ساتھ تشریح کریں۔

مصنف کا نام: رضا علی عابدی - سبق کا عنوان: لڑی میں پروئے ہوئے منظر
مشکل الفاظ کے معنی: عالم (دنیا، جہان)، بے نیاز (بے پروا، لاتعلق)، شاد (خوش)

تشریح: یہ اقتباس سفر نامے کے اختتام کا ہے، جہاں مصنف مری روڈ پر ایک ایسی گلی میں پہنچتے ہیں جسے انھوں نے چوتھائی صدی پہلے بھی دیکھا تھا۔ پورا شہر تبدیل ہو چکا تھا، مگر گلی میں کھلتے چھوٹے بچے، جو تمام عالم سے بے خبر اور تمام زمانے سے بے نیاز ہاتھوں میں ہاتھ دیے کھیل میں مگن تھے، نہیں بدلے تھے۔ مصنف دلی جذبات کے ساتھ دعا مانگتے ہیں کہ یہ ہاتھ کبھی نہ چھوٹیں، ہمسائیگی کے یہ رشتے کبھی نہ ٹوٹیں، اور یہ گلیاں یوں ہی آباد اور بچے



یوں ہی شاد رہیں۔ یہ اقتباس وقت کی تبدیلی کے باوجود قائم رہنے والی معصومیت اور انسانی رشتوں کی خوب صورتی کی عکاسی کرتا ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

بالاحصار

پشاور کا ایک تاریخی قلعہ۔

تمازت

دھوپ کی شدت، گرمی۔

شاہانہ

بادشاہوں کی طرح، پُر شکوہ۔

عالم فانی

فنا ہونے والی دنیا، یہ جہان۔

مستعدی

چوکسی، تیاری۔

چشم دید

آنکھوں دیکھا۔

پایہ تخت

دارالحکومت، تخت کا مقام۔

وجہ تسمیہ

نام رکھے جانے کی وجہ۔

باؤلی

زیر زمین سیڑھیوں والا پرانا کنواں۔

درہ



پہاڑوں کے درمیان راستہ، گھاٹی۔

خاکہ

جرنیلی سڑک کا سفر۔ پشاور سے راولپنڈی تک: سبق میں بیان کیے گئے سفر کے اہم پڑاؤں اور ان کی تاریخی اہمیت کا خاکہ۔



جر نیلی سڑک کا سفر – پشاور سے راولپنڈی تک

۱۔ پشاور

بالا حصار کی تختی سے آغاز،
سر سبز وادی پشاور

۲۔ نوشہرہ

دریائے کابل کا نظارہ،
پرانی سرائے اور قلعے کے آثار

۳۔ ہنڈ

سلکندر، چنگیز خان اور محمود
غزنوی کی تاریخ کا گواہ

۴۔ اٹک

دریائے سندھ پر اکبر کا
مخطیم الشان قلعہ

۵۔ حسن ابدال

پنجہ صاحب اور بابا ولی
قندھاری کی روایت

۶۔ سرائے کالہ و ٹیکسلا

رنگین کونڈیاں اور
قدیم تہذیب کے کھنڈرات

۷۔ راولپنڈی

مری روڈ کی پرانی گلی،
بچوں کے کھیل پر دعا



مختصر سوالات و جوابات

مصنف کو بالاحصار کے نیچے کیا لکھا ہوا نظر آیا؟

مصنف کو ایک پتھر پر بڑے حروف میں 'شاہراہ پاکستان' اور کسی وزیر کا نام لکھا نظر آیا۔

وادی پشاور مصنف کو کیسی نظر آرہی تھی؟

وادی پشاور اب بھی بہت سرسبز نظر آرہی تھی۔

مورخوں نے ہند (ہنڈ) کو کیا کہا تھا اور کیوں؟

مورخوں نے ہند کو 'ہندوستان' کا دروازہ کہا تھا کیوں کہ یہیں سکندر نے دریائے سندھ عبور کیا اور محمود غزنوی نے راجا جے پال کو شکست دی۔

اٹک کا نام کس بادشاہ نے رکھا تھا؟

روایت کے مطابق اٹک کا نام اکبر بادشاہ نے رکھا تھا۔

سکھوں کا مشہور گردوارہ پنجہ صاحب کہاں واقع ہے؟

سکھوں کا مشہور گردوارہ پنجہ صاحب حسن ابدال میں واقع ہے۔

سرائے کالا کی پہچان کیا ہے؟

سرائے کالا کی پہچان وہاں فروخت ہونے والی کالے پتھر کی رنگین کونڈیاں ہیں۔

مارگلہ کے تاریخی درے کی کیا اہمیت ہے؟

صدیوں سے قافلے اور لشکر مارگلہ کے اس قدرتی شگاف کے راستے آتے جاتے رہے، اور بعد میں انگریزوں نے یہاں گہرا درہ کاٹ کر آمد و رفت آسان بنائی۔

سفر کے اختتام پر مصنف نے کیا دعا مانگی؟

مصنف نے دعا مانگی کہ گلی میں کھلتے بچوں کے ہاتھ کبھی نہ چھوٹیں، ہمسائیگی کے رشتے کبھی نہ ٹوٹیں اور گلیاں یوں ہی آباد رہیں۔



تفصیلی سوالات و جوابات

سبق، لڑی میں پروئے ہوئے منظر کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

مصنف کا سفر کہاں سے شروع ہوتا ہے اور راستے میں کیا نظر آتا ہے؟

مصنف کا سفر پشاور سے شروع ہوتا ہے، جہاں بالاحصار کے قریب ایک پتھر پر 'شاہراہ پاکستان' لکھا نظر آتا ہے، اور آگے سرسبز وادی پشاور اور دریائے کابل کا نظارہ ہوتا ہے۔

راستے میں ہنڈ اور اٹک کی کیا تاریخی اہمیت بیان کی گئی ہے؟

ہنڈ وہ مقام ہے جہاں سکندر نے دریا عبور کیا اور محمود غزنوی نے راجا جے پال کو شکست دی، جب کہ اٹک میں اکبر اعظم کا تعمیر کردہ عظیم الشان قلعہ دریائے سندھ کے کنارے واقع ہے۔

حسن ابدال کے سفر میں کون سی روایات بیان ہوئی ہیں؟

حسن ابدال میں گردوارہ پنچہ صاحب اور بابا ولی قندھاری کی چٹان کی روایت بیان کی گئی ہے، جس پر بابا گرو نانک کے ہاتھ کا نشان آج بھی موجود بتایا جاتا ہے۔

سفر کا اختتام کس منظر پر ہوتا ہے؟

سفر کا اختتام مری روڈ کی ایک پرانی گلی پر ہوتا ہے جہاں بچے معصومانہ کھیل میں مگن ہیں، اور مصنف ان کی معصومیت اور ہمسائیگی کے رشتوں کی سلامتی کے لیے دعا مانگتے ہیں۔

رضا علی عابدی کی سفر نامہ نگاری کی خصوصیات اور جرنیلی سڑک کی تاریخی اہمیت پر روشنی ڈالیں۔

رضا علی عابدی کی ادبی خدمات کیا ہیں؟

وہ بی بی سی اردو سے وابستہ ایک مشہور نشریاتی شخصیت اور دس سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں، جن میں 'جرنیلی سڑک'، 'شیر دریا' اور 'ریل کہانی' نمایاں ہیں۔



جرنیل سڑک کی تاریخی اہمیت کیا ہے؟

یہ سڑک شیر شاہ سوری کے دور میں تعمیر ہوئی اور موجودہ بنگلہ دیش سے افغانستان تک قافلوں، فوجوں اور تہذیبوں کی گزرگاہ رہی ہے۔

مصنف کا اسلوب اس سفر نامے میں کیسا ہے؟

مصنف کا اسلوب مشاہدے کی گہرائی، تاریخی معلومات اور طنز و مزاح، اداسی اور خوشی کے ملے جلے رنگوں سے مزین ہے۔

اس سبق کا مجموعی پیغام کیا ہے؟

پیغام یہ ہے کہ ایک سڑک محض راستہ نہیں بلکہ صدیوں کی تاریخ، تہذیب اور انسانی رشتوں کی امین ہوتی ہے، جو وقت کے ساتھ بدلتے مناظر کے باوجود ایک لڑی میں پروئی رہتی ہے۔

معروضی سوالات (MCQs)

مصنف کو بالا حصار کے نیچے پتھر پر کیا لکھا نظر آیا؟ (الف) شاہراہ عظیم (ب) شاہراہ پاکستان (ج) شاہراہ قدیم (د) شاہراہ جرنیل

درست جواب: (ب) شاہراہ پاکستان۔ مصنف کو پتھر پر بڑے حروف میں 'شاہراہ پاکستان' لکھا نظر آیا۔

وادی پشاور مصنف کو کیسی نظر آرہی تھی؟ (الف) ریگزار (ب) مرغزار (ج) ویران (د) سرسبز

درست جواب: (د) سرسبز۔ وادی پشاور مصنف کو اب بھی بہت سرسبز نظر آرہی تھی۔

مؤرخوں نے کس مقام کو 'ہندوستان کا دروازہ' کہا؟ (الف) لنڈی کوتل کو (ب) پشاور کو (ج) ہند کو (د) نوشہرہ کو

درست جواب: (ج) ہند کو۔ مؤرخوں نے ہند (ہنڈ) کو ہندوستان کا دروازہ کہا تھا۔

روایت کے مطابق اٹک کا نام کس نے رکھا؟ (الف) محمود غزنوی نے (ب) شہاب الدین غوری نے (ج) اکبر اعظم نے (د) شیر شاہ سوری نے

درست جواب: (ج) اکبر اعظم نے۔ روایت کے مطابق اٹک کا نام اکبر اعظم نے رکھا تھا۔



سکھوں کا مشہور گردوارہ کہاں واقع ہے؟ (الف) نوشہرہ میں (ب) اٹک میں (ج) حسن ابدال میں (د) واہ میں

درست جواب: (ج) حسن ابدال میں۔ سکھوں کا مشہور گردوارہ پنچہ صاحب حسن ابدال میں واقع ہے۔

نوشہرہ کے قریب آجانے کی پہچان کیا تھی؟ (الف) دریائے سندھ (ب) دریائے کابل (ج) دریائے ہرد (د) دریائے سون

درست جواب: (ب) دریائے کابل۔ دریائے کابل کا نظر آنا نوشہرہ کے قریب آجانے کی پہچان تھی۔

سبق 'لڑی میں پروئے ہوئے منظر' کس کتاب سے ماخوذ ہے؟ (الف) شیر دریا (ب) جرنیلی سڑک (ج) ریل کہانی (د) پہلا سفر

درست جواب: (ب) جرنیلی سڑک۔ یہ سبق رضا علی عابدی کے سفر نامے 'جرنیلی سڑک' سے ماخوذ ہے۔

جرنیلی سڑک کس بادشاہ کے دور میں تعمیر ہوئی؟ (الف) اکبر اعظم (ب) شیر شاہ سوری (ج) محمود غزنوی (د) شہاب الدین غوری

درست جواب: (ب) شیر شاہ سوری۔ جرنیلی سڑک شیر شاہ سوری کے دور اقتدار میں تعمیر کرائی گئی تھی۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

• رضا علی عابدی (پیدائش 30 نومبر 1935ء): معروف صحافی، بی بی سی اردو سے وابستگی، سفر نامہ 'جرنیلی سڑک'۔

• سفر پشاور کے بالا حصار سے شروع ہو کر نوشہرہ (دریائے کابل)، ہنڈ (سکندر، چنگیز خان، محمود غزنوی کی تاریخ) سے گزرتا ہے۔

• اٹک کا قلعہ اور دریائے سندھ، اکبر کے واہ / اٹک / خیر آباد ناموں کی کہانیاں۔

• حسن ابدال میں پنچہ صاحب و بابا ولی قندھاری کی روایت، سرانے کالا اور ٹیکسلا کے کھنڈرات، مارگلہ کا تاریخی درہ۔

• اختتام: مری روڈ کی پرانی گلی، معصوم بچوں کا کھیل، اور ہمسائیگی کے رشتوں کی سلامتی کے لیے دعا۔



امتحانی نکات

- مہر پارے کی تشریح لکھتے وقت ہمیشہ مصنف کا نام، سبق کا عنوان، مشکل الفاظ کے معنی، اور پھر تشریح۔ اسی ترتیب سے لکھیں۔
- سفر کے تمام اہم پڑاؤ (پشاور، نوشہرہ، ہنڈ، اٹک، حسن ابدال، سرانے کالا، ٹیکسلا، مارگلہ، راولپنڈی) کی صحیح ترتیب یاد رکھیں۔
- رضا علی عابدی کی دیگر مشہور کتابوں کے نام امتحان کے لیے یاد رکھیں۔
- ہر پڑاؤ سے جڑی تاریخی شخصیت یا واقعہ (سکندر، چنگیز خان، محمود غزنوی، اکبر، شیر شاہ سوری) کو مقام کے ساتھ یاد رکھیں۔
- خلاصہ لکھتے وقت سفر کے تمام اہم مقامات ایک منطقی ترتیب سے مختصر بیان کریں۔



سبق 11: بھیریا (Bhediya (Farooq Sarwar))

یہ نوٹس پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ (PCTB) کے SNC نصاب کے تحت جماعت نہم کی کتاب اردو (لازمی) کے گیارھویں سبق 'بھیریا' پر مبنی ہیں، جو فاروق سرور کا لکھا ہوا ایک علامتی افسانہ ہے۔ یہ افسانہ اصل میں پشتو زبان میں لکھا گیا تھا اور مصنف نے خود اسے اردو میں ترجمہ کیا۔

یہ نوٹس اردو پیئرنگ اسکیم 2026ء کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں سبق کا خلاصہ، سیاق و سباق کے ساتھ نثر پاروں کی تشریح، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں تاکہ طلبہ ایگراف کی تشریح والے سوال کی تیاری کر سکیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

مصنف کا تعارف

فاروق سرور 25 مئی 1923ء کو صوبہ بلوچستان کے دارالحکومت کوئٹہ میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ سے ایم اے انگلش کیا اور گورنمنٹ لاء کالج کوئٹہ سے ایل ایل بی کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد کوئٹہ میں قانون کی پریکٹس شروع کی اور سیشن کورٹ کوئٹہ اور بلوچستان ہائی کورٹ کوئٹہ میں بطور ایڈووکیٹ کام کرتے رہے۔

فاروق سرور کو بچپن ہی سے کہانیاں لکھنے کا شوق تھا۔ اب تک ان کی سترہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں، جن میں بارہ کتابیں پشتو زبان میں، چار اردو میں اور ایک انگریزی میں ہے۔ اپنی ادبی خدمات کے صلے میں انھیں تین بار حکومت بلوچستان کی طرف سے بہترین کتاب کا انعام اور حکومت پاکستان کی جانب سے پرائیڈ آف پرفارمنس مل چکا ہے، اور اکادمی ادبیات، اسلام آباد کی طرف سے 'خوش حال خان خٹک ایوارڈ' بھی ان کے نام ہے۔

فاروق سرور یک وقت افسانہ نگار، ناول نگار، کالم نگار، مترجم اور ریڈیو وی ڈراموں کے فن کار ہیں۔ ان کے پشتو افسانوں کے اردو ترجمے پر مشتمل کتاب کا نام 'ندی کی پیاس' ہے، اور زیر نصاب سبق 'بھیریا' اسی کتاب سے لیا گیا ہے۔ یہ ایک علامتی افسانہ ہے جس میں انسانی جذبات کا خوب صورت اظہار کیا گیا ہے۔ اس افسانے کو اتنی پذیرائی ملی کہ مصنف نے اس کا انگریزی ترجمہ بھی خود کیا۔ ان کی دیگر تصانیف میں 'دریا'، 'لیوہ'، 'سکروائی'، 'ادب سرا'، 'ساگوان' اور 'مجرم' شامل ہیں۔



سبق کا خلاصہ

آغاز۔ بے شمار درختوں میں چھپے خوف زدہ لوگ

کہانی کا راوی خود کو ایک عجیب منظر میں پاتا ہے: اس کے چاروں طرف بے شمار درخت ہیں اور ہر درخت میں کوئی نہ کوئی شخص پناہ لیے بیٹھا ہے، جب کہ نیچے اس کا اپنا بھیڑیا کھڑا اسے گھور رہا ہے۔ راوی خود بھی بہت دیر سے ایک درخت پر پناہ گزین ہے اور تھک چکا ہے، مگر نیچے کھڑا بھیڑیا اسے اترنے نہیں دیتا۔

جادوئی درخت کی ہر خواہش پوری کرنے والی آسائشیں

راوی بتاتا ہے کہ جس درخت پر وہ رہ رہا ہے وہ ایک عجیب و غریب، جادوئی درخت ہے۔ یہاں جو بھی خواہش کی جائے وہ فوراً پوری ہو جاتی ہے۔ نرم بستر، جدید سہولتوں والا ٹی وی سیٹ، من پسند کھانا، سب کچھ حاضر ہو جاتا ہے۔ اسے ہر طرح کی آسائش میسر ہے۔

سب کچھ ہونے کے باوجود آزادی کی کمی اور قربانی کا تقاضا

اتنی سہولتوں کے باوجود راوی کو جس چیز کی کمی محسوس ہوتی ہے وہ آزادی ہے۔ وہ آزادی کے لیے تڑپتا ہے، مگر یہ آزادی اس سے قربانی کا مطالبہ کرتی ہے۔ یعنی درخت سے نیچے اتر کر بھیڑیے کا مقابلہ کرنا۔ خوف اور بھیڑیے کی طاقت کے آگے راوی میں یہ جرات نہیں ہوتی۔

دن کا سکون اور راتوں کی اذیت بھری بے خوابی

دن کے وقت راوی کسی نہ کسی مصروفیت میں لگا رہتا ہے، مگر رات ہوتے ہی اس پر عجیب اذیت طاری ہو جاتی ہے۔ خوف ناک خواب اسے ڈراتے ہیں، تھکن اور سنسنی جسم میں دوڑ جاتی ہے، اور وہ سوچتا رہتا ہے کہ آخر یہ عذاب کب تک جاری رہے گا۔

ایک ہم درد اجنبی کی موجودگی کا احساس

ایک صبح راوی کو اپنے درخت پر کسی اور کی موجودگی کا احساس ہوتا ہے۔ خوف زدہ ہونے کے بعد اسے پتا چلتا ہے کہ یہ کوئی بھیڑیا نہیں بلکہ اس جیسا ہی ایک اجنبی شخص ہے، جو اپنے بھیڑیے کے خوف سے اسی درخت پر پناہ لیے ہوئے ہے۔ دونوں اپنے اپنے بھیڑیوں سے خوف زدہ نکلتے ہیں۔



مشترکہ عذاب اور دونوں بھیڑیوں کا آپس میں لا تعلق رہنا

دونوں افراد اپنے اپنے بھیڑیوں کے خوف میں ایک جیسی زندگی گزار رہے ہیں۔ تمام آسائشوں کے باوجود بے چین، نیند سے محروم۔ ایک دل چسپ بات یہ ہے کہ دونوں بھیڑیے آپس میں بالکل لا تعلق رہتے ہیں، ہر بھیڑیا صرف اپنے ہی آدمی سے سروکار رکھتا ہے، جو دونوں کو حیران کرتا ہے۔

نیچے اترنے کا مشترکہ فیصلہ اور ساتھی کی جرأت مندانہ کامیابی

بہت غور و فکر کے بعد دونوں یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ نیچے اتر کر اپنے اپنے بھیڑیے کا مقابلہ کریں گے۔ راوی کا ساتھی ہمت کر کے کود جاتا ہے، جب کہ راوی خوف کے باعث ایسا نہیں کر پاتا۔ ساتھی اپنے بھیڑیے کو ایک پتلی شاخ سے مار ڈالتا ہے اور آزاد ہو جاتا ہے۔

تنہا رہ جانے والے راوی کا بڑھتا خوف، سکڑتا درخت اور دیو ہیکل بنتا بھیڑیا

ساتھی کی آزادی کے بعد راوی کا اپنا بھیڑیا مزید وحشی ہو جاتا ہے اور بار بار درخت سے ٹکراتا ہے۔ اچانک درخت سکڑنے لگتا ہے اور بھیڑیا ہاتھی جتنا بڑا ہونے لگتا ہے۔ راوی خوف کے مارے موت کے لیے ذہنی طور پر تیار ہو جاتا ہے، مگر نیچے سے ساتھی کی آواز مسلسل حوصلہ دیتی رہتی ہے۔

آخری ہمت، بھیڑیے پر فتح اور آزادی کا حصول

بالآخر راوی ہمت کر کے درخت سے نیچے کود جاتا ہے۔ بھیڑیا حملہ کرتا ہے، مگر اس سے پہلے ہی راوی اسے ایک پتلی سی شاخ سے مار ڈالتا ہے۔ ہاتھی جیسا بڑا بھیڑیا زمین پر گر کر مر جاتا ہے، اور راوی آخر کار آزاد ہو جاتا ہے۔ خوشی سے دیوانوں کی طرح ناچتا اور اچھلتا ہے۔

ساتھی کا پراسرار طور پر غائب ہونا اور دوسروں کو بیدار کرنے کا عزم

کچھ دیر بعد جب راوی اپنے ساتھی کا شکریہ ادا کرنے کے لیے دیکھتا ہے تو وہ وہاں موجود نہیں ہوتا۔ چاروں طرف پھر وہی بے شمار درخت نظر آتے ہیں، جن میں لوگ اپنے اپنے بھیڑیوں سے خوف زدہ چھپے بیٹھے ہیں۔ راوی زور زور سے چلاتا ہوا ان سادہ اور معصوم لوگوں کی طرف بڑھتا ہے جو ناحق اپنے بھیڑیوں سے خوف زدہ ہیں۔



سیاق و سباق کے ساتھ تشریح

نثر پارہ (موضوع: درخت کی تمام آسانشوں کے باوجود آزادی کی کمی اور قربانی کا تقاضا) کی سیاق و سباق کے ساتھ تشریح کریں۔

مصنف کا نام: فاروق سرور۔ سبق کا عنوان: بھیڑیا
مشکل الفاظ کے معنی: آسانش (آرام و راحت کا سامان)، قربانی (کسی بڑے مقصد کے لیے کچھ چھوڑ دینا)، تقاضا (مطالبہ، طلب)

تشریح: زیر بحث نثر پارے میں راوی اس جادوئی درخت کی تمام آسانشوں کا ذکر کرتا ہے، جہاں ہر خواہش فوراً پوری ہو جاتی ہے۔ اس کے باوجود وہ محسوس کرتا ہے کہ یہاں جس چیز کی کمی ہے اور جس کے لیے وہ تڑپ رہا ہے، وہ آزادی ہے۔ مگر یہ آزادی مفت نہیں ملتی۔ یہ راوی سے قربانی کا تقاضا کرتی ہے، یعنی نیچے اتر کر بھیڑیے کا سامنا کرنا۔ راوی میں ابھی اتنی جرأت نہیں کہ وہ یہ قربانی دے سکے، کیوں کہ وہ بھیڑیے سے خوف زدہ ہے اور اسے اپنے سے زیادہ طاقتور سمجھتا ہے۔ یہ اقتباس کہانی کے مرکزی خیال کی بنیاد رکھتا ہے: مادی آسانش اور حقیقی آزادی کا فرق۔

نثر پارہ (موضوع: آخری لمحات میں موت کا انتظار اور ساتھی کی حوصلہ افزائی) کی سیاق و سباق کے ساتھ تشریح کریں۔

مصنف کا نام: فاروق سرور۔ سبق کا عنوان: بھیڑیا
مشکل الفاظ کے معنی: جلاد (سزائے موت دینے والا شخص)، سنسنی (خوف یا اضطراب کی لہر جو جسم میں دوڑ جائے)، بالآخر (آخر کار)

تشریح: یہ اقتباس کہانی کے عروج کا لمحہ ہے، جہاں درخت تیزی سے سکڑ رہا ہے اور بھیڑیا ہاتھی جتنا بڑا ہو چکا ہے۔ راوی خود کو ذہنی طور پر موت کے لیے تیار کر لیتا ہے اور اپنے ارد گرد کی چیزوں کو الوداعی نظروں سے دیکھتا ہے۔ بالکل اس مجرم کی طرح جو پھانسی کے تختے پر جلاد کے لیور کھینچنے کا منتظر ہو۔ اسی لمحے اسے نیچے سے صرف اپنے ساتھی کی آواز سنائی دیتی ہے، جو بار بار یقین دلاتا ہے کہ بھیڑیا محض ایک خوف ہے، 'رائی کا پہاڑ' ہے، جسے ایک ہی ٹھوک سے ہٹایا جاسکتا ہے۔ یہی حوصلہ افزائی راوی کو آخری فیصلہ کن ہمت عطا کرتی ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

آسانش



آرام و راحت کا سامان۔

جرات

ہمت، بہادری۔

علامتی

کسی اور بات کی طرف اشارہ کرنے والا، تمثیلی۔

قربانی

کسی بڑے مقصد کے لیے کچھ چھوڑ دینا۔

بے سود

بے فائدہ، فضول۔

سنسنی

خوف یا اضطراب کی لہر جو جسم میں دوڑ جائے۔

جلاد

سزائے موت دینے والا شخص۔

راتی کا پہاڑ

کسی چھوٹی سی بات کو بہت بڑا سمجھ لینا (محاورہ)۔

ہلاک کرنا

مار ڈالنا۔

مسکن

رہنے کی جگہ، ٹھکانہ۔

خاکہ

کہانی، بھیڑیا کا علامتی سفر۔ خوف سے آزادی تک: کہانی کے چھ اہم مراحل کا خاکہ، درخت پر پناہ سے لے کر بھیڑیے پر فتح اور آزادی تک۔



بھیڑیا - خوف سے آزادی تک کا علامتی سفر

۱۔ درخت میں پناہ

بھیڑیے کے خوف سے درخت پر
پناہ، تھکن اور بے قراری



۲۔ آسائش مگر آزادی نہیں

ہم خواہش پوری، مگر آزادی
کی کمی اور قربانی کا تقاضا



۳۔ اجنبی ساتھی کی آمد

دوسرا خوف زدہ شخص بھی
اپنے بھئیڑیے سے پناہ لے لیں



۴۔ مشترکہ فیصلہ و ساتھی کی فتح

دونوں کا نیچے اترنے کا عزم،
ساتھی بھئیڑیے کو مار دیتا ہے



۵۔ تباہ خوف - سکڑتا درخت

درخت سکڑتا، بھئیڑیا باقی
جتنا بڑا، موت کا سامنا



۶۔ فتح اور آزادی

آخری چھلانگ، بھئیڑیے کی ہلاکت،
آزادی کی خوشی میں رقص

کہانی 'بھیڑیا' کا علامتی سفر - خوف سے آزادی تک



مختصر سوالات و جوابات

درختوں کے نیچے کیا کھڑے تھے؟

درختوں کے نیچے بھیڑیے کھڑے تھے، جو نیچے اترنے والے کا انتظار کر رہے تھے۔

اس کہانی میں بلند درخت کس بات کی علامت ہے؟

بلند درخت مادی آسائش اور جھوٹی پناہ گاہ کی علامت ہے، جو حقیقی آزادی نہیں دیتی۔

جب درخت میں کسی اور کی موجودگی کا احساس ہوتا ہے تو راوی کو کیا پتا چلتا ہے؟

راوی کو پتا چلتا ہے کہ یہ کوئی بھیڑیا نہیں بلکہ اس جیسا ہی ایک اجنبی شخص ہے، جو اپنے بھیڑیے کے خوف سے وہاں پناہ لیے بیٹھا ہے۔

اس کہانی میں بھیڑیا کس بات کی علامت ہے؟

بھیڑیا خوف کی علامت ہے، جو حقیقت میں اتنا طاقت ور نہیں ہوتا جتنا انسان اسے سمجھ بیٹھتا ہے۔

راوی کا ساتھی اپنے بھیڑیے کو کس چیز سے ہلاک کرتا ہے؟

راوی کا ساتھی اپنے بھیڑیے کو درخت سے توڑی ہوئی ایک پتلی سی شاخ سے ہلاک کرتا ہے۔

راوی بالآخر اپنے بھیڑیے سے کیسے نجات پاتا ہے؟

راوی ہمت کر کے درخت سے نیچے کودتا ہے اور اسی طرح ایک پتلی شاخ سے اپنے بھیڑیے کو مار ڈالتا ہے۔

آزادی حاصل کرنے کے بعد راوی کیا کرتا ہے؟

آزادی حاصل کرنے کے بعد راوی خوشی سے دیوانوں کی طرح ناچتا اور اچھلتا ہے۔

کہانی کے اختتام پر راوی کیا کرنے کا عزم کرتا ہے؟

راوی زور زور سے چلاتا ہوا ان سادہ اور معصوم لوگوں کی طرف بڑھنے کا عزم کرتا ہے جو ناحق اپنے بھیڑیوں سے خوف زدہ ہیں۔



تفصیلی سوالات و جوابات

سبق 'بھیریا' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

کہانی کا آغاز کیسے ہوتا ہے اور راوی کس حالت میں ہے؟

راوی خود کو ایک درخت پر پناہ گزین پاتا ہے، جہاں نیچے ایک بھیریا کھڑا اس کے اترنے کا انتظار کر رہا ہے، اور اس جیسے بے شمار لوگ دوسرے درختوں پر بھی اپنے اپنے بھیریوں سے خوف زدہ چھپے ہیں۔

جادوئی درخت کن آسائشوں سے بھرپور ہے، لیکن اس میں کس چیز کی کمی ہے؟

درخت پر ہر خواہش فوراً پوری ہو جاتی ہے۔ بستر، ٹی وی، کھانا، سب کچھ میسر ہے۔ لیکن یہاں جس چیز کی کمی ہے وہ آزادی ہے، جو نیچے اتر کر بھیریے کا مقابلہ کرنے کی قربانی مانگتی ہے۔

راوی کو ایک اجنبی ساتھی کیسے ملتا ہے، اور دونوں کا مشترکہ مسئلہ کیا ہے؟

ایک صبح راوی کو اپنے درخت پر کسی اور کی موجودگی کا احساس ہوتا ہے، جو اس جیسا ہی ایک شخص نکلتا ہے، اپنے بھیریے کے خوف سے پناہ لیے ہوئے۔ دونوں آسائشوں کے باوجود بے چین اور نیند سے محروم ہیں۔

کہانی کا اختتام کس طرح ہوتا ہے؟

دونوں نیچے اترنے کا فیصلہ کرتے ہیں، ساتھی پہلے کود کر اپنے بھیریے کو مار ڈالتا ہے، اور بعد میں راوی بھی ہمت کر کے اپنے بھیریے پر فتح پا لیتا ہے، اور آزاد ہو کر دوسرے خوف زدہ لوگوں کی طرف بڑھتا ہے۔

کہانی 'بھیریا' میں مصنف نے کیا علامتی پیغام دیا ہے؟ وضاحت کریں۔

درخت اور بھیریا کس چیز کی علامت ہیں؟

درخت مادی آسائش اور جھوٹی پناہ گاہ کی علامت ہے، جب کہ بھیریا انسان کے اندرونی خوف کی علامت ہے، جو حقیقت میں اتنا طاقتور نہیں ہوتا جتنا سمجھا جاتا ہے۔



ساتھی کی مدد اور مشترکہ جدوجہد کی کیا اہمیت اجاگر کی گئی ہے؟

کہانی بتاتی ہے کہ اکیلے میں انسان اپنے خوف سے مرعوب رہتا ہے، مگر کسی ہم درد ساتھی کی حوصلہ افزائی اور مثال سے ہمت پیدا ہوتی ہے اور خوف پر قابو پانا ممکن ہو جاتا ہے۔

کہانی خوف پر قابو پانے کے بارے میں کیا سبق دیتی ہے؟

کہانی سکھاتی ہے کہ خوف اکثر حقیقت سے بڑھ کر محسوس ہوتا ہے۔ جسے 'رائی کا پہاڑ' کہا گیا ہے۔ اور جرأت مندی سے اس کا سامنا کرنے پر وہ آسانی سے شکست کھا جاتا ہے۔

کہانی کا اختتامی پیغام کیا ہے؟

اختتامی پیغام یہ ہے کہ آزادی حاصل کرنے والے کو دوسروں کو بھی یقین دہانہ کرنا چاہیے، تاکہ وہ لوگ بھی اپنے بے جا خوف سے نجات پاسکیں۔

معروضی سوالات (MCQs)

ہم دونوں کے _____ اکثر اپنی جگہ خاموش بیٹھے رہتے تھے۔ (الف) اڑوے (ب) مینڈھے (ج) بھیڑیے (د) چیتے

درست جواب: (ج) بھیڑیے۔ 'ہم دونوں کے بھیڑیے اکثر اپنی جگہ خاموش بیٹھے رہتے ہیں۔'

ایک دن کافی _____ کے بعد دونوں نے نیچے اترنے کا فیصلہ کیا۔ (الف) سمجھ بوجھ (ب) تردد (ج) غور و فکر (د) سوچ بچار

درست جواب: (د) سوچ بچار۔ 'ایک دن کافی سوچ بچار کے بعد ہم دونوں یہ فیصلہ کرتے ہیں۔'

_____ جیسا بڑا بھیڑیا دھڑام سے نیچے گر کر مر گیا۔ (الف) گھوڑے (ب) ہاتھی (ج) شیر (د) چیتے

درست جواب: (ب) ہاتھی۔ 'ہاتھی جیسا بڑا بھیڑیا دھڑام سے نیچے گرتا ہے اور مر جاتا ہے۔'

راوی کا ساتھی بھیڑیے کو کس چیز سے مارتا ہے؟ (الف) بندوق سے (ب) چھوٹی سی شاخ سے (ج) تیر کمان سے (د) لٹھی سے



درست جواب: (ب) چھوٹی سی شاخ سے۔ ساتھی نے درخت سے توڑی ہوئی ایک چھوٹی سی شاخ سے بھیڑیے کو مارا۔

راوی کے ساتھی نے آزادی کس طرح حاصل کی؟ (الف) بہادری سے (ب) عقل مندی سے (ج) منت سماجت سے (د) مستقل مزاجی سے

درست جواب: (الف) بہادری سے۔ ساتھی نے اپنی بہادری سے آزادی حاصل کی۔

سبق 'بھیڑیا' کس زبان سے اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے؟ (الف) فارسی (ب) پشتو (ج) بلوچی (د) سندھی
درست جواب: (ب) پشتو۔ یہ افسانہ اصل میں پشتو زبان میں لکھا گیا تھا۔

سبق 'بھیڑیا' کس کتاب سے لیا گیا ہے؟ (الف) شیردیا (ب) لیوہ (ج) ندی کی پیاس (د) مجرم
درست جواب: (ج) ندی کی پیاس۔ یہ سبق فاروق سرور کی کتاب 'ندی کی پیاس' سے لیا گیا ہے۔

فاروق سرور کس شہر میں پیدا ہوئے؟ (الف) پشاور (ب) کوئٹہ (ج) لاہور (د) کراچی
درست جواب: (ب) کوئٹہ۔ فاروق سرور صوبہ بلوچستان کے دارالحکومت کوئٹہ میں پیدا ہوئے۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

• فاروق سرور: کوئٹہ سے تعلق، وکالت اور افسانہ نگاری دونوں شعبوں سے وابستگی، سترہ کتابوں کے مصنف (12 پشتو، 4 اردو، 1 انگریزی)۔

• 'بھیڑیا' ایک علامتی افسانہ ہے، اصل پشتو میں لکھا گیا، مصنف نے خود اردو میں ترجمہ کیا، مجموعہ 'ندی کی پیاس' سے ماخوذ۔

• درخت = مادی آسائش اور جھوٹی پناہ گاہ کی علامت؛ بھیڑیا = خوف کی علامت، جو حقیقت سے بڑھ کر محسوس ہوتا ہے۔

• کہانی کا مرکزی خیال: آزادی حاصل کرنے کے لیے خوف کا مقابلہ اور قربانی ضروری ہے۔
• ساتھی کی مدد اور اجتماعی جدوجہد کی اہمیت، اور کہانی کے اختتام پر دوسروں کو بیدار کرنے کا عزم۔

امتحانی نکات

• علامتی افسانہ پڑھتے وقت کرداروں اور اشیاء (درخت، بھیڑیا) کی علامتی حیثیت ہمیشہ ذہن میں رکھیں۔



• خلاصہ لکھتے وقت کہانی کے تمام اہم مراحل (پناہ، آسائش، ساتھی کی آمد، فیصلہ، فتح، آزادی) ترتیب سے بیان کریں۔

• ترجمہ شدہ افسانوں میں اصل زبان اور مترجم کا نام لازمی یاد رکھیں (یہاں: پشتو سے اردو، مترجم خود مصنف)۔

• کہانی کا مرکزی پیغام (خوف پر قابو پا کر آزادی حاصل کرنا) امتحان میں تفصیلی سوال کا اہم حصہ ہو سکتا ہے۔
• مشکل الفاظ اور محاورات (رائی کا پہاڑ) کے معنی یاد رکھیں۔



سبق 12: محنت کی برکات (Mehnat ki Barkaat) (Khawaja Altaf Hussain)

((Hali

یہ نوٹس پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ (PCTB) کے SNC نصاب کے تحت جماعت نہم کی کتاب اردو (لازمی) کے بارہویں سبق 'محنت کی برکات' پر مبنی ہیں، جو خواجہ الطاف حسین حالی کی معروف طویل نظم 'مسدس حالی' سے ایک اقتباس ہے۔

یہ نوٹس اردو پیئرنگ اسکیم 2026ء کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں بند وار تشریح، اصنافِ نظم کی تعریفات، دو معنی الفاظ، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

شاعر کا تعارف

خواجہ الطاف حسین، تخلص 'حالی'، پانی پت (ہریانہ، بھارت) کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد خواجہ عزت بخش حافظ قرآن تھے اور ان کی تلاوت کی شہرت دور دور تک تھی۔ حالی کم عمری ہی میں والدین کے سائے سے محروم ہو گئے۔ مزید علم کے حصول کی خواہش انھیں دہلی لے گئی، جہاں معاشی مشکلات کے باوجود انھوں نے نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ اور مرزا غالب جیسی علمی شخصیات سے فیض حاصل کیا۔

1857ء کی جنگ آزادی کے کچھ عرصہ بعد حالی لاہور آئے اور گورنمنٹ بک ڈپو میں ملازمت اختیار کی۔ یہیں انھوں نے مولانا محمد حسین آزاد کے ساتھ مل کر غزل کے بجائے نظم نگاری کی بنیاد ڈالی، اور انجمن پنجاب لاہور کے پلیٹ فارم سے اپنی چار طویل نظمیں (ثنویاں) 'برکھارت'، 'نشاطِ امید'، 'حبِ وطن' اور 'مناظرۂ رسم و انصاف' پیش کیں۔ وہ سرسید تحریک سے وابستہ رہے، اور اردو کے پہلے نقاد اور پہلے سوانح نگار تصور کیے جاتے ہیں۔

مولانا حالی کا سب سے بڑا ادبی کارنامہ ان کی طویل نظم 'ندو جزر اسلام' ہے، جو عام طور پر 'مسدس حالی' کے نام سے معروف ہوئی اور بے پناہ مقبولیت حاصل کی۔ سرسید احمد خان اس نظم کی تخلیق کو اپنے سب سے بڑے



نیک اعمال میں شمار کیا کرتے تھے۔ زیرِ نصابِ نظم، محنت کی برکات، اسی مسدس حالی سے ایک اقتباس ہے، جس میں محنت کرنے والوں کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔

اصنافِ نظم – تعریفات

قصیدہ

مدح و ستائش پر مبنی نظم کی صنف، عربی لفظ 'قصد' سے ماخوذ۔ عموماً چار حصوں – تشبیب، گریز، مدح اور دعا – میں تقسیم ہوتا ہے۔ مرزا محمد رفیع سودا اور شیخ ابراہیم ذوق اردو قصیدہ گوئی میں خاص طور پر معروف ہیں۔

غزل

عشق و محبت کے اظہار کی صنف، اردو شاعری میں سب سے اہم اور وسیع صنف ہے۔ روایتی طور پر عشقیہ موضوعات کے لیے مخصوص، مگر اقبال، ظفر علی خاں اور فیض احمد فیض جیسے شعرا نے اس کا دامن ہر طرح کے افکار و خیالات کے لیے وسیع کر دیا۔

مرثیہ

کسی کی وفات پر اس کے اوصاف اور غم کے اظہار کی صنف۔ اردو میں زیادہ تر اہل بیت اور واقعہ کربلا سے متعلق لکھا گیا۔ میر انیس اور مرزا دبیر اردو مرثیہ نگاری میں سب سے زیادہ معروف ہیں۔

شعری

وہ صنف جس میں ہر شعر کے دونوں مصرع آپس میں ہم قافیہ ہوں، مگر ہر شعر کا قافیہ الگ ہو۔ اس آزادی کی بدولت طویل قصے اور تاریخی واقعات آسانی سے نظم کیے جاسکتے ہیں۔ علامہ اقبال کی 'ساقی نامہ' اس صنف کی معروف مثال ہے۔

رباعی

چار مصرعوں پر مشتمل نظم جس میں ایک مکمل خیال بیان کیا جاتا ہے۔ عام طور پر پہلا، دوسرا اور چوتھا مصرع ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ رباعی میں اکثر صوفیانہ اور اخلاقی خیالات بیان کیے جاتے ہیں۔

قطعہ

دو یا زیادہ ایسے اشعار جو موضوع کے اعتبار سے ایک دوسرے سے جڑے ہوں۔ قطعہ دو شعروں سے کم کا نہیں ہوتا، اور اس میں عموماً مطلع شامل نہیں ہوتا۔



مسدس

وہ نظم جس کا ہر بند چھ مصرعوں پر مشتمل ہو۔ پہلے چار مصرعے آپس میں ہم قافیہ ہوتے ہیں جبکہ پانچواں اور چھٹا مصرع الگ قافیہ کے حامل ہوتے ہیں۔ علامہ اقبال کی 'شکوہ' اور 'جوابِ شکوہ' نیز مولانا حالی کی 'مسدس حالی' اسی ہیئت میں ہیں۔

دو معنی الفاظ

آب

پانی۔ چمک دمک

تکیہ

سرہانہ۔ بھروسا

طاق

خانہ (الماری وغیرہ کا)۔ ایسا عدد جو دو پر تقسیم نہ ہو

ظرف

برتن۔ حوصلہ

بار

بوجھ۔ باری

عرصہ

مدت۔ میدان

عرض

گزارش۔ چوڑائی

بیت

گھر۔ شعر

کان



معنیات نکلنے کی جگہ۔ جسمِ انسانی کا حصہ

نظم کا تعارف

زیرِ نصاب نظم، محنت کی برکات، مولانا حالی کی طویل نظم، مسدس حالی سے ایک اقتباس ہے، جس میں شاعر محنت اور مشقت کرنے والوں کی خوبیاں بیان کرتے ہیں اور کابلی کو ذلت و رسوائی کا سبب قرار دیتے ہیں۔ نظم مسدس کی ہیئت میں ہے، یعنی ہر بند چھ مصرعوں پر مشتمل ہے، جن میں سے پہلے چار مصرعے ہم قافیہ اور آخری دو مصرعے الگ قافیہ کے حامل ہیں۔

بند و ار تشریح

بند اول: کابلی کی ذلت اور محنت کی فضیلت

پہلے بند میں شاعر بیان کرتے ہیں کہ کابل اور سست لوگوں کو دنیا میں ہمیشہ ذلت ہی نصیب ہوئی ہے، اور محنت کے بغیر کسی کو فضیلت، عزت یا حکمرانی حاصل نہیں ہوئی۔ ہر انسان میں پوشیدہ صلاحیتیں (جوہر) دراصل خدا کی امانت ہیں، جنہیں محنت سے بروئے کار لانا ضروری ہے، ورنہ وہ ضائع ہو کر رہ جاتی ہیں۔

بند دوم: مسلسل کوشش کی ضرورت

دوسرے بند میں شاعر کہتے ہیں کہ شکار آسانی سے ہاتھ نہیں آتا، اس کے لیے تیزی سے کوشش کرنا پڑتی ہے۔ اگر بوجھ بھاری ہو تو پیٹھ جانے کے بجائے زیادہ محنت سے راستہ طے کرنا چاہیے۔ اگر زمانہ ہم سے مقابلہ کرے تو ہمیں بھی پوری قوت سے مقابلہ کرنا چاہیے۔

بند سوم: خود انحصاری اور خدا پر بھروسہ

تیسرے بند میں شاعر نصیحت کرتے ہیں کہ انسان کو ہمت نہیں ہارنی چاہیے اور جہاں تک ممکن ہو اپنے معاملات خود سنوارنے چاہئیں۔ خدا کے سوا دنیاوی سہاروں پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ عارضی اور کمزور ہوتے ہیں۔ انسان کو اپنی زندگی کی گاڑی خود چلانی چاہیے۔



بند چہارم: محنت میں پوشیدہ طاقت

چوتھے اور آخری بند میں شاعر بیان کرتے ہیں کہ اگر انسان خود کو شش کرے تو اپنی مشکلات آسان کر سکتا ہے، اپنے دکھ کا علاج ڈھونڈ سکتا ہے اور اپنی منزل کا سامان خود مہیا کر سکتا ہے۔ محنت میں بہت طاقت پوشیدہ ہے، اور یہ ایک مشہور حقیقت ہے کہ خدا انہی کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔

مرکزی خیال

اس نظم کا مرکزی خیال یہ ہے کہ محنت اور خود انحصاری ہی انسان کے لیے عزت، کامیابی اور خدا کی مدد کا ذریعہ ہیں، جبکہ کاہلی اور سستی ذلت اور نقصان کا باعث بنتی ہے۔ انسان میں چھپی صلاحیتیں خدا کی امانت ہیں، جنہیں مسلسل محنت سے بروئے کار لا کر ہی سنوارا جاسکتا ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

مشقت

سخت محنت، مزدوری۔

جوہر

پوشیدہ صلاحیت، خوبی۔

امانت

کسی کی سپرد کی ہوئی چیز جسے حفاظت سے رکھنا ضروری ہو۔

ودیعت

امانت، سپرد کی ہوئی چیز۔

فضیلت

برتری، بزرگی۔

زور آزما

طاقت کا مقابلہ کرنے والا۔



درماں

علاج، چارہ۔

سرپٹ

بہت تیز رفتاری سے (گھوڑے کا دوڑنا)۔

تلف

ضائع، برباد۔

مسدس

چھ مصرعوں پر مشتمل بند والی نظم کی ہیئت۔

خاکہ

محنت کی برکات – چار بندوں کا خلاصہ: نظم کے چاروں بندوں کے مرکزی مضامین کو مختصراً دکھانے والا خاکہ۔

محنت کی برکات – چار بندوں کا خلاصہ

بند اول: کاپی کی ذلت	بند دوم: مسلسل کوشش
محنت کے بغیر عزت و فضیلت نہیں ملتی، جوہر خدا کی امانت	شکار آسانی سے ہاتھ نہیں آتا، پوری قوت سے کوشش لازم
بند سوم: خود انحصاری	بند چہارم: طاقت محنت
خدا کے سوا سہارے عارضی، اپنی گاڑی خود چلائی ہے	خود کوشش سے مشکل آسان، خدا اپنی مدد آپ کرنے والوں کا مددگار

محنت کی برکات – چار بندوں کا خلاصہ

مختصر سوالات و جوابات

انسان کو فضیلت، عزت اور فرماں روائی کب ملتی ہے؟



انسان کو فضیلت، عزت اور فرماں روائی صرف محنت سے ملتی ہے، کاہلی سے کبھی نہیں۔

اگر پوشیدہ صلاحیتوں (جوہر) کی خبر نہ لی جائے تو کیا ہونے کا امکان ہے؟
اگر جوہر کی خبر نہ لی جائے تو ان کے ضائع ہو کر مٹی میں مل جانے کا امکان ہے۔

اگر زور آزمائی کا سفر درپیش ہو تو سوار پر کیا لازم آتا ہے؟
ایسی صورت میں سوار پر لازم آتا ہے کہ وہ گھوڑوں کو تیزی سے دوڑائے اور پوری قوت سے کوشش کرے۔

بشر کے لیے سب سے بڑا اور مستقل سہارا کس کا ہے؟
بشر کے لیے سب سے بڑا اور مستقل سہارا خدا کا ہے، باقی سب سہارے عارضی اور کمزور ہیں۔

شاعر کے مطابق انسان کو اپنی زندگی کی گاڑی کون چلانی چاہیے؟
شاعر کے مطابق انسان کو اپنی زندگی کی گاڑی خود چلانی چاہیے۔

نظم، محنت کی برکات، کس نظم سے اقتباس ہے؟
یہ نظم مولانا حالی کی طویل نظم 'مسدس حالی' (مدو جزر اسلام) سے اقتباس ہے۔

سر سید احمد خان مسدس حالی کی تخلیق کو کیا سمجھتے تھے؟
سر سید احمد خان مسدس حالی کی تخلیق کو اپنے سب سے بڑے نیک اعمال میں شمار کرتے تھے۔

صنف کے اعتبار سے نظم، محنت کی برکات، کیا کہلائے گی؟
صنف کے اعتبار سے یہ نظم 'مسدس' کہلائے گی۔

تفصیلی سوالات و جوابات

نظم، محنت کی برکات، کامرکزی خیال اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

پہلے بند میں شاعر کیا بیان کرتے ہیں؟

پہلے بند میں شاعر کاہلوں کو ملنے والی ذلت اور محنت کے بغیر عزت و فضیلت نہ ملنے کی بات کرتے ہیں، اور انسان میں پوشیدہ صلاحیتوں کو خدا کی امانت قرار دیتے ہیں۔



دوسرے اور تیسرے بند میں شاعر کیا نصیحت کرتے ہیں؟

شاعر مسلسل کوشش اور محنت کی ضرورت پر زور دیتے ہیں، اور خدا کے سوا دیگر دنیاوی سہاروں کو عارضی و کمزور قرار دے کر خود انحصاری کی تلقین کرتے ہیں۔

چوتھے بند کا مضمون کیا ہے؟

چوتھے بند میں محنت میں پوشیدہ طاقت کا بیان ہے، اور یہ کہ خدا انہی کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔

نظم کا مجموعی پیغام کیا ہے؟

نظم کا مجموعی پیغام یہ ہے کہ محنت اور خود انحصاری ہی عزت، کامیابی اور خدا کی مدد کا ذریعہ ہیں، جبکہ کاہلی ذلت اور نقصان کا باعث بنتی ہے۔

مولانا حالی کی ادبی خدمات اور 'مسدس حالی' کی اہمیت پر روشنی ڈالیں۔

مولانا حالی کی ادبی حیثیت کیا تھی؟

مولانا حالی اردو کے پہلے نقاد اور پہلے سوانح نگار مانے جاتے ہیں، اور انھیں قدیم و جدید اردو شاعری کا سنگم کہا جاتا ہے۔

مولانا حالی نے کن نظموں سے شہرت پائی؟

انھوں نے انجمن پنجاب لاہور کے پلیٹ فارم سے چار طویل نظمیں پیش کیں: 'برکھارت'، 'نشاطِ امید'، 'حبِ وطن' اور 'مناظرۂ رسم و انصاف'۔

'مسدس حالی' کیا ہے اور اسے کیوں اہمیت حاصل ہے؟

یہ حالی کی طویل نظم 'مدو جزر اسلام' ہے، جو بے پناہ مقبول ہوئی اور سرسید احمد خان نے اسے اپنے نیک اعمال میں شمار کیا۔



نظم، محنت کی برکات، کا مسدس حالی سے کیا تعلق ہے؟
یہ نظم اسی مسدس حالی سے ایک اقتباس ہے جس میں محنت کرنے والوں کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں۔

معروضی سوالات (MCQs)

خواجہ الطاف حسین کا تخلص کیا تھا؟ (الف) نظیر (ب) حالی (ج) آزاد (د) شیفتہ
درست جواب: (ب) حالی۔ خواجہ الطاف حسین کا تخلص 'حالی' تھا۔

مولانا حالی کہاں پیدا ہوئے؟ (الف) دہلی (ب) لاہور (ج) پانی پت (د) علی گڑھ
درست جواب: (ج) پانی پت۔ مولانا حالی پانی پت (ہریانہ) میں پیدا ہوئے۔

مولانا حالی کے والد کیا تھے؟ (الف) حافظ قرآن (ب) شاعر (ج) صحافی (د) استاد
درست جواب: (الف) حافظ قرآن۔ ان کے والد خواجہ عزت بخش حافظ قرآن تھے۔

مولانا حالی نے کس کے ساتھ مل کر نظم نگاری کی بنیاد ڈالی؟ (الف) مرزا غالب (ب) سر سید احمد خان (ج) مولانا محمد حسین آزاد (د) نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ
درست جواب: (ج) مولانا محمد حسین آزاد۔ انھوں نے مولانا محمد حسین آزاد کے ساتھ مل کر غزل کے بجائے نظم نگاری کی بنیاد ڈالی۔

'مسدس حالی' کا اصل نام کیا ہے؟ (الف) برکھارت (ب) مدو جزر اسلام (ج) نشاطِ امید (د) حبِ وطن
درست جواب: (ب) مدو جزر اسلام۔ 'مسدس حالی' کا اصل نام 'مدو جزر اسلام' ہے۔

نظم، محنت کی برکات، صنف کے اعتبار سے کیا کہلائے گی؟ (الف) غزل (ب) رباعی (ج) مسدس (د) قطعہ
درست جواب: (ج) مسدس۔ یہ نظم صنف کے اعتبار سے 'مسدس' کہلائے گی۔

مسدس میں پہلے کتنے مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں؟ (الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) چھ
درست جواب: (ج) چار۔ مسدس میں پہلے چار مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں، جبکہ آخری دو الگ قافیے کے حامل ہوتے ہیں۔



مولانا حالی کس تحریک سے وابستہ تھے؟ (الف) خلافت تحریک (ب) سرسید تحریک (ج) تحریک پاکستان (د) تحریک ریشمی رومال
درست جواب: (ب) سرسید تحریک۔ مولانا حالی سرسید تحریک سے وابستہ رہے۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- مولانا حالی (1837ء-1914ء): پانی پت میں پیدائش، اردو کے پہلے نقاد و سوانح نگار، سرسید تحریک سے وابستگی۔
- 'مسدس حالی' (اصل نام: مدو جزر اسلام) حالی کا سب سے بڑا کارنامہ، سرسید احمد خان کی نظر میں ان کا نیک عمل۔
- اصنافِ نظم: قصیدہ (مدح)، غزل (عشق)، مرثیہ (غم)، شنوی (طویل قصہ)، رباعی (چار مصرع)، قطعہ (مربوط اشعار)، مسدس (چھ مصرع فی بند)۔
- نظم، محنت کی برکات 'مسدس حالی سے اقتباس، چار بند: کاہلی کی ذلت، مسلسل کوشش کی ضرورت، خود انحصاری، محنت میں پوشیدہ طاقت۔
- مرکزی خیال: محنت اور خود انحصاری ہی عزت، کامیابی اور خدا کی مدد کا ذریعہ ہیں۔
- دو معنی الفاظ کی مثالیں یاد رکھیں: آب (پانی / چمک)، بار (بوجھ / باری)، بیت (گھر / شعر)، کان (معدن / جسم کا حصہ)۔

امتحانی نکات

- بند و ارتحیح کی مشق کریں۔ ہر بند کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھنے کی عادت ڈالیں۔
- اصنافِ نظم کی تعریفات (بالخصوص مسدس، چونکہ یہ نظم خود مسدس کی ہیئت میں ہے) مثال کے ساتھ یاد رکھیں۔
- دو معنی الفاظ کے کم از کم 8-10 جوڑے یاد رکھیں۔ یہ اکثر معروضی سوالات میں پوچھے جاتے ہیں۔
- مولانا حالی کی نظموں کے نام اور 'مسدس حالی' کا اصل نام (مدو جزر اسلام) یاد رکھیں۔
- مسدس کی ہیئت (پہلے چار مصرع ہم قافیہ، آخری دو الگ قافیہ کے) کی وضاحت اکثر امتحان میں پوچھی جاتی ہے۔



سبق 13: جاوید کے نام (Javed ke Naam (Allama Muhammad Iqbal))

یہ نوٹس پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ (PCTB) کے SNC نصاب کے تحت جماعت نہم کی کتاب اردو (لازمی) کے تیرھویں سبق 'جاوید کے نام' پر مبنی ہیں، جو مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال کے شعری مجموعے 'بال جبریل' سے ایک مختصر نظم ہے۔

یہ نوٹس اردو پیئرنگ اسکیم 2026ء کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں شعروار تشریح، مرکزی خیال (خودی کا پیغام)، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

شاعر کا تعارف

علامہ محمد اقبال سیالکوٹ، پنجاب میں 1877ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد شیخ نور محمد بڑے پریزگار اور عبادت گزار شخص تھے، اور والدہ امام بی بی بھی نیک سیرت اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ ابتدائی تعلیم سید میر حسن کی درس گاہ سے حاصل کی، جسے علامہ اقبال ہمیشہ اپنی کامیابی کا سبب سمجھتے تھے۔

علامہ اقبال نے ایف اے سیالکوٹ سے، جبکہ بی اے اور ایم اے (فلسفہ) گورنمنٹ کالج لاہور سے کیا، جہاں نامور فلسفہ دان پروفیسر تھامس آرنلڈ نے ان کی صلاحیتوں کو نکھارا۔ 1905ء سے 1908ء تک یورپ میں مقیم رہ کر لندن سے بار ایٹ لا اور جرمنی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ وطن واپسی پر لاہور ہائی کورٹ میں وکالت بھی کی، مگر شاعری ہی ان کا اصل میدان تھی۔

علامہ اقبال مسلمانوں کے زوال پر رنجیدہ تھے اور انھیں دوبارہ عروج پر دیکھنا چاہتے تھے، اسی لیے اپنی شاعری کے ذریعے خواب غفلت میں سوئے مسلمانوں کو بیدار کرنے کی کوشش کی اور 'مرد مومن' و 'شاہین' جیسی علامتوں سے نوجوانوں میں نئی روح پھونکی۔ انھوں نے تصور پاکستان بھی پیش کیا۔ ان کے شعری مجموعوں میں 'بانگ درا'، 'بال جبریل'، 'ضرب کلیم' اور 'ارمغانِ حجاز' شامل ہیں، جو 'کلیاتِ اقبال' کی صورت میں یکجا شائع ہو چکے ہیں۔



اصطلاحات - تعریفات

خودی

علامہ اقبالؒ کے فلسفے کی بنیادی اصطلاح، جس سے مراد انسان کا اپنی ذات، صلاحیتوں اور وقار کا شعور ہے۔ اقبال کے نزدیک خودی کو مضبوط بنا کر ہی انسان کامیابی اور عزت حاصل کر سکتا ہے۔

نظم بہ پیشتِ غزل

بعض نظمیں غزل کی پیشت (یعنی ایک ہی بحر اور قافیہ ردیف کے تسلسل) میں لکھی جاتی ہیں، مگر موضوع کے اعتبار سے ایک ہی خیال کو تسلسل سے بیان کیا جاتا ہے، اس لیے انہیں نظم شمار کیا جاتا ہے۔ 'جاوید کے نام' اسی طرز کی نظم ہے۔

قافیہ

شعر کے مصرعوں کے آخر میں آنے والے وہ ہم آواز الفاظ جو ردیف سے پہلے آتے ہیں۔

ردیف

شعر میں قافیہ کے بعد ہر مصرعے کے آخر میں دہرایا جانے والا ایک جیسا لفظ یا الفاظ۔

نظم کا تعارف

زیرِ نصاب نظم 'جاوید کے نام' کا پس منظر یہ ہے کہ جب علامہ اقبالؒ دوسری گول میز کانفرنس میں شرکت کے لیے لندن گئے ہوئے تھے تو ان کے کم سن بیٹے جاوید اقبال نے انہیں پہلا خط لکھ کر گراموفون لانے کی فرمائش کی۔ علامہ اقبالؒ بیٹے کے لیے گراموفون تو نہ لاسکے، مگر جاوید کے نام منسوب کر کے یہ نظم لکھی، جس میں دراصل عالم اسلام کے تمام نوجوانوں کو خودی کا پیغام دیا گیا ہے۔ نظم مجموعہ 'بالِ جبریل' میں شامل ہے۔



شعر واد تشریح

شعر اول: اپنا مقام خود پیدا کرو

پہلے شعر میں شاعر نوجوان کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ عشق کی دنیا میں اپنا الگ اور منفرد مقام خود پیدا کرے، اور پرانی روش پر چلنے کے بجائے ایک نئے زمانے، نئی صبح و شام کی بنیاد ڈالے۔ یعنی زمانے کے پیچھے چلنے کے بجائے خود زمانہ ساز بنے۔

شعر دوم: فطرت کی خاموشی سے کلام پیدا کرو

دوسرے شعر میں شاعر کہتے ہیں کہ اگر خدا نے تمہیں فطرت کو سمجھنے والا دل عطا کیا ہے تو پھول اور غنچے کی خاموشی میں سے بھی معنی اور کلام پیدا کر لو۔ یعنی صاحب بصیرت انسان قدرت کی ہر خاموش نشانی سے بھی سبق اور حکمت اخذ کر لیتا ہے۔

شعر سوم: خود انحصاری اپناؤ، احسان نہ اٹھاؤ

تیسرے شعر میں شاعر مغرب کے شیشہ سازوں کے احسانات تلے دبنے سے منع کرتے ہیں، اور نصیحت کرتے ہیں کہ اپنے ہی وطن (ہندوستان) کی سادہ مٹی سے اپنا پیالہ اور جام خود بنا لو۔ یعنی مغربی وسائل پر انحصار چھوڑ کر اپنے وسائل پر بھروسہ کرو اور خود انحصار بنو۔

شعر چہارم: اپنی سوچ سے نئی روح پیدا کرو

چوتھے شعر میں شاعر خود کو انگور کی بیل کی شاخ اور اپنی شاعری کو اسی شاخ کا ثمر (پھل) قرار دیتے ہیں، اور نوجوان کو کہتے ہیں کہ اسی ثمر سے ایک نئی، تازہ اور رنگین مے (فکر) پیدا کرے۔ یعنی میری شاعری کو محض سن کر نہ رہ جاؤ بلکہ اس سے اپنی نئی سوچ اور عمل کو جنم دو۔

شعر پنجم: خودی مت بیچو، فقیری میں نام پیدا کرو

پانچویں اور آخری شعر میں شاعر اعلان کرتے ہیں کہ ان کا راستہ دولت و امارت کا نہیں بلکہ درویشی اور قناعت (فقیری) کا ہے، اور نوجوان کو نصیحت کرتے ہیں کہ اپنی خودی کبھی نہ بیچے، بلکہ غربت اور مشکل حالات میں بھی اپنا نام اور وقار پیدا کرے۔



مرکزی خیال

اس نظم کا مرکزی خیال خودی کا پیغام ہے۔ اگرچہ یہ نظم بظاہر علامہ اقبالؒ نے اپنے بیٹے جاوید کے نام لکھی ہے، مگر درحقیقت وہ اس کے ذریعے ہر مسلم نوجوان سے مخاطب ہیں۔ شاعر نوجوانوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ اپنا مقام خود پیدا کریں، فطرت سے سبق حاصل کریں، مغرب کے احسانات کے بجائے خود انحصاری اپنائیں، اپنی سوچ سے نئی راہیں تراشیں، اور کبھی بھی مادی آسائش کی خاطر اپنی خودی اور وقار کو نہ بیچیں۔

اہم الفاظ کے معنی

دیارِ عشق

عشق کی دنیا، عشق کا میدان۔

دل فطرت شناس

وہ دل جو فطرت اور قدرت کے اسرار کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

سکوتِ لالہ و گل

پھول اور غنچے کی خاموشی۔

شیشہ گرانِ فرنگ

یورپ (مغرب) کے شیشہ بنانے والے کاریگر۔

سفالِ ہند

ہندوستان کی سادہ مٹی، کچی مٹی۔

مینا و جام

شراب کی صراحی اور پیالہ۔

شاخِ تاک

انگور کی پیل کی شاخ۔

لالہ فام

لالہ کے پھول جیسی سرخ رنگت والا۔



خودی

اپنی ذات، صلاحیتوں اور وقار کا شعور، اقبال کے فلسفے کی بنیادی اصطلاح۔

فقیری

درویشی، دنیاوی مال و دولت سے بے نیازی اور قناعت۔

خاکہ

جاوید کے نام۔ خودی کے پانچ اسباق: نظم کے پانچوں اشعار میں بیان کردہ خودی کے پیغام کو مختصراً دکھانے والا خاکہ۔

جاوید کے نام۔ خودی کے پانچ اسباق

۱۔ اپنا مقام خود پیدا کرو

۲۔ فطرت کی خاموشی سے کلام پیدا کرو

۳۔ خود انحصاری اپناؤ، احسان نہ اٹھاؤ

۴۔ اپنی سوچ سے نئی روح پیدا کرو

۵۔ خودی مت بچو، فقیری میں نام پیدا کرو

جاوید کے نام۔ خودی کے پانچ اسباق

مختصر سوالات و جوابات

نظم 'جاوید کے نام' علامہ اقبال نے کس کے نام معنون کی، اور حقیقتاً وہ کس سے مخاطب ہیں؟
یہ نظم بظاہر جاوید اقبال کے نام معنون ہے، لیکن حقیقتاً علامہ اقبال اس کے ذریعے ہر مسلم نوجوان سے مخاطب ہیں۔



جاوید اقبال نے اپنے خط میں علامہ اقبال سے کیا فرمائش کی تھی؟
جاوید اقبال نے اپنے خط میں گراموفون لانے کی فرمائش کی تھی۔

‘دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر’ سے علامہ اقبال کی کیا مراد ہے؟
مراد یہ ہے کہ نوجوان کو زمانے کے سچھے چلنے کے بجائے اپنی محنت اور استقامت سے اپنا منفرد مقام اور نیا دور خود تخلیق کرنا چاہیے۔

‘سفال ہند سے مینا و جام پیدا کر’ کہہ کر شاعر کیا نصیحت کرتے ہیں؟
شاعر نصیحت کرتے ہیں کہ مغربی وسائل پر انحصار کرنے کے بجائے اپنے وطن کے سادہ وسائل سے خود کچھ تخلیق کیا جائے، یعنی خود انحصاری اپنائی جائے۔

شاعر خود کو ‘شاخِ تاک’ اور اپنی شاعری کو کیا قرار دیتے ہیں؟
شاعر خود کو انگور کی بیل کی شاخ اور اپنی شاعری (غزل) کو اسی شاخ کا ثمر (پھل) قرار دیتے ہیں۔

‘میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے’ سے علامہ اقبال کی کیا مراد ہے؟
مراد یہ ہے کہ ان کا راستہ دولت و امارت کا نہیں بلکہ درویشی، قناعت اور خودداری کا ہے۔

علامہ اقبال کے مطابق خودی کو کس صورت میں بھی نہیں پہچنا چاہیے؟
علامہ اقبال کے مطابق خودی کو غربت اور مشکل حالات میں بھی کبھی نہیں پہچنا چاہیے، بلکہ غریبی میں بھی اپنا نام اور وقار پیدا کرنا چاہیے۔

نظم ‘جاوید کے نام’ علامہ اقبال کے کس شعری مجموعے میں شامل ہے؟
یہ نظم علامہ اقبال کے شعری مجموعے ‘بالِ جبریل’ میں شامل ہے۔

تفصیلی سوالات و جوابات

نظم ‘جاوید کے نام’ کا مرکزی خیال اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

پہلے اور دوسرے شعریں شاعر کیا نصیحت کرتے ہیں؟

پہلے شعریں شاعر نوجوان کو اپنا مقام خود پیدا کرنے کی تلقین کرتے ہیں، اور دوسرے شعریں فطرت کی خاموشی سے بھی سبق اور کلام اخذ کرنے کی نصیحت کرتے ہیں۔



تیسرے اور چوتھے شعر کا مضمون کیا ہے؟

تیسرے شعر میں مغرب کے احسانات کے بجائے خود انحصاری اپنانے کی بات ہے، جبکہ چوتھے شعر میں شاعر اپنی شاعری کو ثمر قرار دے کر نوجوان کو اس سے نئی سوچ پیدا کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

پانچویں شعر میں شاعر کیا پیغام دیتے ہیں؟

پانچویں شعر میں شاعر اپنے آپ کو فقیر (درویش) قرار دیتے ہوئے نوجوان کو نصیحت کرتے ہیں کہ خودی کبھی نہ بیچے اور غربت میں بھی اپنا وقار برقرار رکھے۔

نظم کا مجموعی پیغام کیا ہے؟

نظم کا مجموعی پیغام یہ ہے کہ ہر مسلم نوجوان کو اپنی خودی مضبوط بنا کر، خود انحصاری اور خودداری کے ساتھ اپنا مقام خود پیدا کرنا چاہیے، نہ کہ مغرب کی تقلید یا مادی آسائش کے پیچھے بھاگنا چاہیے۔

نظم 'جاوید کے نام' کے پس منظر اور علامہ اقبال کی شخصیت پر روشنی ڈالیں۔

یہ نظم لکھنے کا پس منظر کیا ہے؟

علامہ اقبال جب دوسری گول میز کانفرنس کے سلسلے میں لندن گئے ہوئے تھے تو ان کے کم سن بیٹے جاوید اقبال نے خط میں گراموفون کی فرمائش کی، جس کے جواب میں اقبال نے گراموفون کے بجائے یہ نظم لکھ کر بھیجی۔

علامہ اقبال کی ابتدائی تعلیم و تربیت کیسی تھی؟

علامہ اقبال نیک والدین کے زیر سایہ پروان چڑھے اور ابتدائی تعلیم سید میر حسن کی درس گاہ سے حاصل کی، جسے وہ ہمیشہ اپنی کامیابی کا سبب سمجھتے تھے۔

علامہ اقبال کی شاعری کا بنیادی مقصد کیا تھا؟

علامہ اقبال کی شاعری کا بنیادی مقصد مسلمانوں کے زوال پر افسوس کا اظہار اور انھیں خودی و خود شناسی کے ذریعے دوبارہ عروج کی راہ پر گامزن کرنا تھا۔



علامہ اقبال کے شعری مجموعوں کے نام بتائیں۔

ان کے شعری مجموعوں میں 'بانگ درا'، 'بالِ جبریل'، 'ضربِ کلیم' اور 'ارمغانِ حجاز' شامل ہیں، جو 'کلیاتِ اقبال' کی صورت میں یکجا شائع ہو چکے ہیں۔

معروضی سوالات (MCQs)

علامہ محمد اقبال کہاں پیدا ہوئے؟ (الف) لاہور (ب) سیالکوٹ (ج) دہلی (د) امرتسر
درست جواب: (ب) سیالکوٹ۔ علامہ محمد اقبال سیالکوٹ، پنجاب میں پیدا ہوئے۔

علامہ اقبال کی پیدائش و وفات کے سن کیا ہیں؟ (الف) 1877ء-1938ء (ب) 1857ء-1908ء (ج)
1900ء-1970ء (د) 1877ء-1947ء

درست جواب: (الف) 1877ء-1938ء۔ علامہ اقبال 1877ء میں پیدا ہوئے اور 1938ء میں وفات پائی۔

علامہ اقبال نے بی اے اور ایم اے (فلسفہ) کہاں سے کیا؟ (الف) علی گڑھ یونیورسٹی (ب) گورنمنٹ کالج لاہور (ج) پنجاب یونیورسٹی (د) کیمبرج یونیورسٹی
درست جواب: (ب) گورنمنٹ کالج لاہور۔ علامہ اقبال نے بی اے اور ایم اے (فلسفہ) گورنمنٹ کالج لاہور سے کیا۔

یورپ میں قیام کے دوران علامہ اقبال نے کون سی ڈگریاں حاصل کیں؟ (الف) صرف ڈاکٹریٹ (ب)
بار ایٹ لا (لندن) اور ڈاکٹریٹ (جرمنی) (ج) صرف بار ایٹ لا (د) ایم اے اور پی ایچ ڈی دونوں لندن سے

درست جواب: (ب) بار ایٹ لا (لندن) اور ڈاکٹریٹ (جرمنی)۔ علامہ اقبال نے لندن سے بار ایٹ لا اور جرمنی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

نظم 'جاوید کے نام' علامہ اقبال کے کس شعری مجموعے میں شامل ہے؟ (الف) بانگ درا (ب) بالِ جبریل (ج) ضربِ کلیم (د) ارمغانِ حجاز
درست جواب: (ب) بالِ جبریل۔ یہ نظم شعری مجموعے 'بالِ جبریل' میں شامل ہے۔

نظم 'جاوید کے نام' دراصل کن سے مخاطب ہے؟ (الف) صرف جاوید اقبال سے (ب) تمام مسلم نوجوانوں سے (ج) صرف طلبہ سے (د) صرف شاعروں سے



درست جواب: (ب) تمام مسلم نوجوانوں سے۔ یہ نظم بظاہر جاوید کے نام ہے مگر دراصل ہر مسلم نوجوان سے مخاطب ہے۔

شاعر نے خود کو کیا قرار دیا ہے؟ (الف) پھول (ب) شاخ تاک (ج) ستارہ (د) دریا
 درست جواب: (ب) شاخ تاک۔ شاعر نے خود کو انگور کی پیل کی شاخ (شاخ تاک) قرار دیا ہے۔
 شاعر کے مطابق ان کا طریق کیا ہے؟ (الف) امیری (ب) فقیری (ج) بادشاہی (د) تجارت
 درست جواب: (ب) فقیری۔ شاعر کہتے ہیں کہ ان کا طریق امیری نہیں بلکہ فقیری ہے۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- علامہ محمد اقبال (1877ء-1938ء): سیالکوٹ میں پیدائش، مفکر پاکستان، خودی کے فلسفے کے بانی۔
- نظم 'جاوید کے نام' کا پس منظر: جاوید اقبال کی گراموفون کی فرمائش، جواب میں یہ نظم تحریر۔
- نظم بظاہر جاوید کے نام مگر حقیقتاً ہر مسلم نوجوان سے خطاب، شعری مجموعہ 'بال جبریل' میں شامل۔
- پانچ اشعار کا خلاصہ: اپنا مقام خود بناؤ، فطرت سے سیکھو، خود انحصار بنو، اپنی سوچ سے نئی روح پیدا کرو، خودی مت بیچو۔
- مرکزی خیال: خودی کا پیغام۔ خود انحصاری، خودداری اور وقار کبھی مادی آسائش پر قربان نہ کرو۔
- اہم اصطلاحات یاد رکھیں: خودی، فقیری، شاخ تاک، سفال ہند، دل فطرت شناس۔

امتحانی نکات

- شعروار تشریح کی مشق کریں۔ ہر شعر کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھنے کی عادت ڈالیں۔
- 'خودی' کی اصطلاح اور اس کا مفہوم اچھی طرح یاد رکھیں۔ یہ علامہ اقبال کے کلام میں بار بار پوچھی جاتی ہے۔
- مشکل تراکیب (شیشہ گرانِ فرنگ، سفال ہند، شاخ تاک، دل فطرت شناس) کے معنی اور تلفظ یاد رکھیں۔
- نظم کا پس منظر (جاوید کا خط اور گراموفون کی فرمائش) امتحان میں اکثر پوچھا جاتا ہے۔
- علامہ اقبال کے شعری مجموعوں کے نام (بانگ درا، بال جبریل، ضربِ کلیم، ارمغانِ حجاز) ترتیب سے یاد رکھیں۔



سبق 14: پیامِ لطیف (Shah Abdul Latif Bhittai, trans) Payam-e-Lateef.

((Shaikh Ayaz

یہ نوٹس پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ (PCTB) کے SNC نصاب کے تحت جماعت نہم کی کتاب اردو (لازمی) کے چودھویں سبق 'پیامِ لطیف' پر مبنی ہیں، جو سندھ کے عظیم صوفی شاعر شاہ عبد اللطیف بھٹائی کے کلام 'شاہ جو رسالو' کے ایک حصے کا منظوم اردو ترجمہ ہے، جو شیخ ایاز نے کیا۔

یہ نوٹس اردو پیئرنگ اسکیم 2026ء کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں بند و ارتشیح، مرکزی خیال، علمِ بدیل کی اصطلاحات، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

شاعر و مترجم کا تعارف

شاعر: شاہ عبد اللطیف بھٹائی

شاہ عبد اللطیف بھٹائی (1689ء-1752ء) سندھ کے عظیم ترین صوفی بزرگوں اور شاعروں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نے اپنے کردار، عمل اور سندھی کلام کے ذریعے سرزمینِ سندھ کے لوگوں کی روحانی و فکری تربیت کی اور محبت، امن، رواداری اور بھائی چارے کا درس دیا۔

آپ نے جس ریتیلے ٹیلے کو اپنا مسکن بنایا، وہ آج دنیا بھر میں 'بھٹ شاہ' کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کے سندھی کلام کا مجموعہ 'شاہ جو رسالو' کہلاتا ہے، جسے سندھی ادب کا سب سے بڑا شعری خزانہ تصور کیا جاتا ہے۔ یہ سبق دراصل 'شاہ جو رسالو' کے ایک حصے کا منظوم اردو ترجمہ ہے۔

مترجم: شیخ ایاز

شیخ ایاز، جن کا اصل نام شیخ مبارک علی تھا، 1923ء میں سندھ کے شہر شکارپور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم شکارپور میں حاصل کی، پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے کراچی گئے، جہاں بعد ازاں قانون کی تعلیم مکمل کر کے وکالت اختیار کی۔



شیخ ایاز جدید سندھی ادب کے بانیوں میں شمار ہوتے ہیں اور شاہ عبد اللطیف بھٹائی کے کلام 'شاہ جو رسالو' کے منظوم اردو مترجم کی حیثیت سے معروف ہیں۔ حکومت پاکستان نے ادبی خدمات کے اعتراف میں انھیں 'ستارہ امتیاز' سے نوازا۔ آپ کا انتقال 1997ء میں کراچی میں ہوا، اور شاہ عبد اللطیف بھٹائی سے عقیدت کے باعث آپ کو بھٹ شاہ ہی میں سپرد خاک کیا گیا۔

اصطلاحات – تعریفات

منظوم ترجمہ

کسی زبان کے شعری کلام کو دوسری زبان میں شعر ہی کی پست میں (وزن، بحر اور قافیہ کا خیال رکھتے ہوئے) منتقل کرنے کے عمل کو منظوم ترجمہ کہتے ہیں۔ ہر زبان کا اپنا مزاج ہوتا ہے، اس لیے ترجمہ کرتے وقت دونوں زبانوں کے مزاج کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

علم بدیل

اردو ادب کی اصطلاح میں علم بدیل اس علم کو کہتے ہیں جس سے کلام کی تحسین و تزئین (خوبصورتی) کے طریقے معلوم ہوتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں: صنائع لفظی اور صنائع معنوی۔

صنعتِ تلمیح

کلام میں کسی مشہور قصے، واقعے، شخصیت، جگہ یا روایت کی طرف اشارہ کرنے کو صنعتِ تلمیح کہتے ہیں۔

صنعتِ تکرار

جب کسی مصرعے یا شعر میں ایک ہی لفظ بار بار (دو یا زیادہ مرتبہ) استعمال کیا جائے تو اسے صنعتِ تکرار کہتے ہیں، جیسے 'کیسے کیسے'، 'رفتہ رفتہ'۔

صنعتِ تضاد

کلام میں دو ایسے الفاظ استعمال کرنا جو ایک دوسرے کے متضاد یا الگ معنی رکھتے ہوں، جیسے ہنسنا اور رونا، سیاہ اور سفید۔ اسے صنعتِ تضاد کہتے ہیں۔

تلخیص نگاری



کسی اقتباس یا عبارت کا خلاصہ اس طرح بیان کرنا کہ اس کا مفہوم مختصر اور جامع الفاظ میں ظاہر ہو جائے، تلخیص کہلاتا ہے۔ تلخیص اصل عبارت کے ایک تہائی سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے، اور اس میں تشبیہ و مثال شامل نہیں کی جاتی۔

نظم کا تعارف

زیرِ نصاب نظم 'پیامِ لطیف' دراصل سندھ کے عظیم صوفی شاعر شاہ عبد اللطیف بھٹائی کے کلام 'شاہ جو رسالو' کے ایک حصے کا منظوم اردو ترجمہ ہے، جو شیخ ایاز نے کیا۔ اس نظم میں پہلے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، قدرت اور بزرگی کا بیان (حمد) ملتا ہے، پھر نبی کریم ﷺ کی محبت اور عظمت کا اقرار (نعت) کیا گیا ہے، اور آخر میں شاعر اپنی غفلت اور دنیاوی لغزشوں پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے اللہ سے رجوع (مناجات) کرتا ہے۔

بند و ار تشریح

بند اول: حمد۔ اللہ کی وحدانیت اور بزرگی کا بیان

پہلے بند میں شاعر اللہ تعالیٰ کی ازلیت اور ابدیت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ وہی ہمیشہ سے قائم اور قدیم ہے اور اسی کا سہارا و آسرا حقیقی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اعلیٰ اور علیم (سب کچھ جاننے والا) اور پوری کائنات کا رازق و رحیم قرار دیا گیا ہے۔ اسے چھ سمتوں کا مالک و حاکم (والی شش جہات) اور یکتا و بے مثل ذات کہا گیا ہے، جس کی مکمل تعریف بیان کرنا انسانی بس سے باہر ہے۔

بند دوم: نعت۔ نبی کریم ﷺ سے محبت اور عقیدت کا اظہار

دوسرے بند میں شاعر دل سے مان کر اور زبان سے اقرار کر کے نبی کریم ﷺ کے بلند مرتبے کو تسلیم کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کو کائنات کی تخلیق کا سبب اور اللہ کی توحید (وحدہ لاشریک) کے سچے پیامبر کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ شاعر کے نزدیک ایمانِ کامل کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے والوں ہی کو دوسروں پر فوقیت (برتری) حاصل ہوتی ہے۔



بند سوم: مناجات - ندامت اور توبہ کا اظہار

تیسرے اور آخری بند میں شاعر اپنی غفلت پر نادم ہو کر اعتراف کرتا ہے کہ اس نے گوہر بے بہا (روحانی قیمتی متاع) کو نظر انداز کر کے بے وقعت سگ ریزوں سے اپنا دامن بھر لیا۔ گناہ کے طوفان کی موج نے اس کی زندگی کی کشتی کا رخ موڑ دیا، اور شاعر اپنے اللہ سے کیے گئے عہد کی یاد دلا کر اس کی رحمت اور مغفرت کا طلب گار ہے۔

مرکزی خیال

اس نظم کا مرکزی خیال یہ ہے کہ انسان کو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، عظمت اور قدرت پر کامل ایمان رکھنا چاہیے، پھر نبی کریم ﷺ سے دلی محبت اور عقیدت کا اظہار کرنا چاہیے، اور اپنی زندگی میں غفلت و کوتاہی پر ندامت محسوس کرتے ہوئے ہمیشہ اللہ کی طرف رجوع کرتے رہنا چاہیے۔ یہ نظم دراصل حمد، نعت اور مناجات - تینوں کا حسین امتزاج ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

قدیم

ازل سے موجود، ہمیشہ سے چلا آنے والا۔

رب کریم

کرم کرنے والا رب، بہت مہربان اللہ تعالیٰ۔

رازق کائنات

پوری کائنات کو رزق دینے والا، اللہ تعالیٰ۔

والی شش جہات

چھ سمتوں (اوپر، نیچے، آگے، پیچھے، دائیں، بائیں) کا مالک و حاکم، یعنی اللہ تعالیٰ۔

وحدہ لاشریک

وہ ذات جو یکتا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی صفت۔



فوقیت

برتری، دوسروں پر سبقت۔

گوہر بے بہا

انمول موتی، ایسی قیمتی چیز جس کی کوئی قیمت مقرر نہ کی جاسکے۔

سگ ریزے

بے وقعت کنکر پتھر، حقیر چیزیں۔

موج طوفانِ معصیت

گناہ کے طوفان کی لہر۔

ندامت

پشیمانی، شرمندگی۔

خاکہ

پیامِ لطیف – حمد، نعت اور مناجات کا پیغام: نظم کے تین بندوں (حمد، نعت، مناجات) میں بیان کردہ روحانی پیغام کو مختصراً دکھانے والا خاکہ۔



پیامِ لطیف - حمد، نعت اور مناجات کا پیغام

۱۔ حمد - اللہ کی وحدانیت

اللہ کی ازلیت، عظمت، رازقیت
اور سس جہات پر حکمرانی کا بیان



۲۔ نعت - نبی کریم ﷺ سے محبت

دل و زبان سے اقرار، ایمان کامل
ہی سے دوسروں پر فوقیت



۳۔ مناجات - ندامت اور توبہ

گوہر بے بہا چھوڑ کر سنگ ریزوں
سے دامن بھرنے پر ندامت

پیامِ لطیف - حمد، نعت اور مناجات کا پیغام

مختصر سوالات و جوابات

نظم 'پیامِ لطیف' دراصل کس کلام کا منظوم اردو ترجمہ ہے؟
یہ شاہ عبد اللطیف بھٹائی کے کلام 'شاہ جو رسالو' کے ایک حصے کا منظوم اردو ترجمہ ہے۔

نظم 'پیامِ لطیف' کا منظوم اردو ترجمہ کس نے کیا؟
اس کا منظوم اردو ترجمہ شیخ ایاز نے کیا۔

نظم کے پہلے بند میں شاعر نے کس کی وحدانیت اور عظمت کا بیان کیا ہے؟
پہلے بند میں شاعر نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، ازلیت اور عظمت کا بیان کیا ہے۔

شاعر کے نزدیک سب سے بڑا سہارا اور آسرا کون ہے؟
شاعر کے نزدیک اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا سہارا اور آسرا ہے۔



نظم کے دوسرے بند میں شاعر نے کس سے محبت اور عقیدت کا اظہار کیا ہے؟
دوسرے بند میں شاعر نے نبی کریم ﷺ سے محبت اور عقیدت کا اظہار کیا ہے۔

شاعر کے نزدیک دوسروں پر فوقیت کن لوگوں کو حاصل ہوتی ہے؟
شاعر کے نزدیک ایمانِ کامل رکھنے والوں اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے والوں کو دوسروں پر فوقیت حاصل ہوتی ہے۔

نظم کے تیسرے بند میں شاعر کس بات پر ندامت کا اظہار کرتا ہے؟
تیسرے بند میں شاعر اپنی غفلت پر ندامت کا اظہار کرتا ہے کہ اس نے گوہرِ بے بہا (روحانی قیمتی متاع) کو چھوڑ کر بے وقعت چیزوں سے دامن بھر لیا۔

شاہ عبداللطیف بھٹائی کے سندھی کلام کا مجموعہ کس نام سے مشہور ہے؟
آپ کے سندھی کلام کا مجموعہ 'شاہ جو رسالو' کے نام سے مشہور ہے۔

تفصیلی سوالات و جوابات

نظم 'پیامِ لطیف' کا مرکزی خیال اپنے الفاظ میں بیان کریں۔
پہلے بند کا خلاصہ کیا ہے؟

پہلے بند میں شاعر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، ازلیت، عظمت اور رازقیت کا بیان کرتے ہوئے اسے اپنا واحد سہارا اور آسرا قرار دیتا ہے۔

دوسرے بند کا خلاصہ کیا ہے؟

دوسرے بند میں شاعر نبی کریم ﷺ سے دلی محبت اور کامل ایمان کا اظہار کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ ایمانِ کامل رکھنے والوں کو ہی دوسروں پر فوقیت حاصل ہوتی ہے۔

تیسرے بند کا خلاصہ کیا ہے؟

تیسرے بند میں شاعر اپنی غفلت اور دنیاوی لغزشوں پر نادم ہو کر اللہ سے رجوع کرتا ہے اور اعتراف کرتا ہے کہ اس نے قیمتی روحانی متاع کو نظر انداز کر کے بے وقعت چیزوں کو ترجیح دی۔



نظم کا مجموعی پیغام کیا ہے؟

نظم کا مجموعی پیغام یہ ہے کہ انسان کو اللہ کی وحدانیت پر کامل ایمان، نبی کریم ﷺ سے محبت، اور اپنی کوتاہیوں پر ہمیشہ ندامت و توبہ کا جذبہ رکھنا چاہیے۔

نظم 'پیام لطیف' کے پس منظر اور شاعر و مترجم کے تعارف پر روشنی ڈالیں۔
اصل نظم کس زبان میں اور کس شاعر نے لکھی؟

اصل نظم شاہ عبد اللطیف بھٹائی نے سندھی زبان میں اپنے کلام 'شاہ جو رسالو' میں لکھی۔
اس نظم کا اردو منظوم ترجمہ کس نے اور کیوں کیا؟

اس کا اردو منظوم ترجمہ شیخ ایاز نے کیا تاکہ اردو داں طبقہ بھی شاہ عبد اللطیف بھٹائی کے صوفیانہ پیغام سے مستفید ہو سکے۔

شاہ عبد اللطیف بھٹائی کی زندگی اور خدمات کے بارے میں بتائیں۔

شاہ عبد اللطیف بھٹائی سندھ کے عظیم صوفی بزرگ اور شاعر تھے، جنہوں نے اپنے کردار اور کلام سے محبت، امن اور رواداری کا درس دیا اور بھٹ شاہ کو اپنا مسکن بنایا۔

شیخ ایاز کی ادبی خدمات کے بارے میں بتائیں۔

شیخ ایاز جدید سندھی ادب کے بانیوں میں شمار ہوتے ہیں، وکالت بھی کی، اور 'شاہ جو رسالو' کے منظوم اردو ترجمے کی بدولت معروف ہوئے، جس پر حکومت پاکستان نے انہیں ستارہ امتیاز سے نوازا۔

معروضی سوالات (MCQs)

شاہ عبد اللطیف بھٹائی کا تعلق کس صوبے سے تھا؟ (الف) پنجاب (ب) سندھ (ج) بلوچستان (د) خیبر پختونخوا

درست جواب: (ب) سندھ۔ آپ کا تعلق سندھ سے تھا۔



شاہ عبد اللطیف بھٹائی کے سندھی کلام کا مجموعہ کیا کہلاتا ہے؟ (الف) دیوانِ لطیف (ب) شاہ جو رسالو (ج) کلیاتِ لطیف (د) بانگِ درا

درست جواب: (ب) شاہ جو رسالو۔ ان کے کلام کا مجموعہ 'شاہ جو رسالو' کہلاتا ہے۔

پیامِ لطیف کا منظوم اردو ترجمہ کس نے کیا؟ (الف) علامہ اقبال (ب) شیخ ایاز (ج) حالی (د) ابن انشا درست جواب: (ب) شیخ ایاز۔ اس کا منظوم اردو ترجمہ شیخ ایاز نے کیا۔

شیخ ایاز کہاں پیدا ہوئے؟ (الف) کراچی (ب) حیدر آباد (ج) شکارپور (د) سکھر درست جواب: (ج) شکارپور۔ شیخ ایاز شکارپور میں پیدا ہوئے۔

شیخ ایاز کو حکومتِ پاکستان نے کس اعزاز سے نوازا؟ (الف) نشانِ حیدر (ب) ستارۂ امتیاز (ج) ہلالِ امتیاز (د) نشانِ امتیاز درست جواب: (ب) ستارۂ امتیاز۔ شیخ ایاز کو 'ستارۂ امتیاز' سے نوازا گیا۔

نظمِ پیامِ لطیف کتنے بندوں پر مشتمل ہے؟ (الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ درست جواب: (ب) تین۔ نظم تین بندوں پر مشتمل ہے: حمد، نعت اور مناجات۔

نظم کے تیسرے بند میں شاعر کس جذبے کا اظہار کرتا ہے؟ (الف) فخر (ب) ندامت (ج) خوشی (د) غصہ

درست جواب: (ب) ندامت۔ تیسرے بند میں شاعر اپنی غفلت پر ندامت کا اظہار کرتا ہے۔

شیخ ایاز کا انتقال کہاں ہوا؟ (الف) حیدر آباد (ب) کراچی (ج) شکارپور (د) لاہور درست جواب: (ب) کراچی۔ شیخ ایاز کا انتقال کراچی میں ہوا۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- شاہ عبد اللطیف بھٹائی (1689ء-1752ء): سندھ کے عظیم صوفی شاعر، کلام 'شاہ جو رسالو'۔
- شیخ ایاز (1923ء-1997ء): شکارپور میں پیدائش، 'شاہ جو رسالو' کے منظوم اردو مترجم، 'ستارۂ امتیاز' یافتہ۔
- نظم 'پیامِ لطیف' تین بندوں پر مشتمل: حمد، نعت اور مناجات۔
- مرکزی خیال: اللہ کی وحدانیت پر ایمان، نبی کریم ﷺ سے محبت، اور اپنی کوتاہیوں پر ندامت و توبہ۔
- اہم اصطلاحات یاد رکھیں: منظوم ترجمہ، علمِ بدیل، صنعتِ تکرار، صنعتِ تضاد، تلخیص نگاری۔



• اہم الفاظ: والی شش جہات، وحدہ لا شریک، گوہر بے بہا، موجِ طوفانِ معصیت۔

امتحانی نکات

- بند وار تشریح کی مشق کریں۔ ہر بند (حمد، نعت، مناجات) کا الگ الگ مفہوم لکھنے کی عادت ڈالیں۔
- شاہ عبد اللطیف بھٹائی اور شیخ ایاز دونوں کے حالاتِ زندگی الگ الگ یاد رکھیں۔ امتحان میں دونوں سے متعلق سوالات آسکتے ہیں۔
- علمِ بدیل کی تین صنعتوں (تلمیح، تکرار، تضاد) کی تعریفات اور مثالیں اچھی طرح یاد رکھیں۔
- تلخیص نگاری کے اصول (ایک تہائی سے زیادہ نہ ہو، مترادف الفاظ نہ ہوں، تشبیہ نہ ہو) یاد رکھیں۔
- مشکل تراکیب (والی شش جہات، وحدہ لا شریک، گوہر بے بہا، موجِ طوفانِ معصیت) کے معنی و تلفظ یاد رکھیں۔



سبق 15: کرکٹ اور مشاعرہ (Cricket Aur Mushaira (Dilawar Figar))

یہ نوٹس پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ (PCTB) کے SNC نصاب کے تحت جماعت نہم کی کتاب اردو (لازمی) کے پندرہویں سبق 'کرکٹ اور مشاعرہ' پر مبنی ہیں، جو طنز و مزاح کے معروف شاعر دلاور فگار کی نظم ہے اور اردو کے چھ نظمی اسباق میں سے آخری سبق ہے۔

یہ نوٹس اردو پیئرنگ اسکیم 2026ء کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں نکتہ وار تشریح، مرکزی خیال، علم بیان کی اصطلاحات، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

شاعر کا تعارف

دلاور فگار (اصل نام دلاور حسین) 1929ء میں بدایوں (یوپی، بھارت) میں پیدا ہوئے، جہاں ان کے والد ایک مقامی سکول میں استاد تھے۔ شعر کہنے کا شوق بچپن سے تھا۔ والد کی وفات کے بعد پہلے محکمہ ڈاک میں ملازمت اختیار کی، مگر تعلیم جاری رکھی، بی اے کے بعد تدریس کے پیشے سے وابستہ ہوئے، اور آگرہ یونیورسٹی سے اردو اور معاشیات میں ایم اے کیا۔ بعد ازاں کراچی منتقل ہو گئے، جہاں تدریس کے علاوہ کراچی ڈویلپمنٹ اتھارٹی (KDA) میں بھی ملازمت کی۔

دلاور فگار نے ابتدا میں سنجیدہ شاعری کی، جس کا مجموعہ 'حادثے' کے نام سے شائع ہوا۔ دوستوں کی فرمائش پر مزاحیہ نظمیں کہنا شروع کیں تو بے حد پسند کی گئیں اور یہی ان کی پہچان بن گئیں۔ ان کے مزاحیہ شعری مجموعوں میں 'انگلیاں فگار اپنی'، 'ستم ظریفیاں'، 'شامت اعمال' اور 'خدا جھوٹ نہ بلوائے' شامل ہیں، جو سب 'کلیات فگار' کی صورت میں یکجا شائع ہوئے۔ انھوں نے امریکی صدر جمی کارٹر کی کتاب 'Why Not the Best؟' کا اردو ترجمہ 'خوب تر کہاں' کے نام سے بھی کیا۔

دلاور فگار کو ان کی مزاحیہ شاعری کی بنا پر 'شہنشاہ ظرافت' اور 'اکبر ثانی' کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ حکومت پاکستان نے ان کی علمی و ادبی خدمات کے اعتراف میں بعد از وفات انھیں تمغہ حسن کارکردگی سے نوازا۔



اصطلاحات - تعریفات

طنز و مزاح

طنز سے مراد تلخ اور طعنہ آمیز انداز میں خامیوں پر گرفت کرنا ہے، جبکہ مزاح ہلکے پھلکے، خوش گوار انداز میں ہنسانے کا فن ہے۔ دونوں کا مقصد زندگی کے پہلوؤں پر لطیف گرفت کرتے ہوئے قاری کو محفوظ کرنا ہے۔

مجاز مرسل

جب کوئی لفظ اپنے حقیقی معنوں کے بجائے مجازی معنوں میں اس طرح استعمال ہو کہ اس میں تشبیہ کے علاوہ کوئی اور تعلق (جیسے جزو کل، ظرف و مظروف) پایا جائے تو اسے مجاز مرسل کہتے ہیں۔

کنایہ

کسی لفظ یا فقرے سے وہ بات مراد لینا جو اس کے حقیقی معنوں کی لازمی صفت ہو، براہِ راست بیان کے بجائے اشارے سے بات کہنے کا فن کنایہ کہلاتا ہے۔

جملہ اسمیہ

وہ جملہ جس میں مسند الیہ اور مسند دونوں اسم ہوں اور آخر میں فعل ناقص آئے، جیسے 'حمید ذہین ہے'۔

جملہ فعلیہ

وہ جملہ جس میں مسند الیہ اسم اور مسند فعل ہو، جیسے 'جمیل پڑھتا ہے'۔ اس کے تین اجزاء ہوتے ہیں: فاعل، مفعول اور فعل تام۔

نظم کا تعارف

زیرِ نصاب نظم، کرکٹ اور مشاعرہ 'دلاور فگار کے مزاحیہ شعری مجموعے' خدا جھوٹ نہ بلوائے' میں شامل ہے۔ اس نظم میں شاعر نے حقیقتِ حال کو دل آویز مزاحیہ انداز میں بیان کرتے ہوئے کرکٹ کے کھیل کا موازنہ مشاعرے سے کیا ہے۔ کھلاڑی سے شاعر، امپائر سے صدرِ محفل اور کرکٹ کے قواعد سے مشاعرے کے آداب تک، ہر جگہ ایک لطیف مماثلت دکھائی گئی ہے، جس میں کئی انگریزی کرکٹ اصطلاحات بھی برتی گئی ہیں۔



نکتہ وار تشریح

نکتہ اول: کھلاڑی، امپائر اور کھیل کی روح

شاعر بتاتے ہیں کہ جس طرح کرکٹ میں کھلاڑیوں کی ٹیم اور فیصلہ کرنے والا امپائر ہوتا ہے، اسی طرح مشاعرے میں شعرا 'کھلاڑی' کا کردار ادا کرتے ہیں اور صدرِ محفل امپائر کی طرح فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے۔ یعنی دونوں میدانوں میں ایک منظم کھیل اور اس کا نگران موجود ہوتا ہے۔

نکتہ دوم: مشق، مبہم شعر اور اختلافی فیصلے

جس طرح کرکٹ کا کھلاڑی مسلسل مشق سے کھیل نکھارتا ہے، اسی طرح شاعر ترنم اور مطالعے سے اپنا کلام سنوارتا ہے۔ کرکٹ میں فاؤل یا نو بال کی طرح مشاعرے میں مبہم یا کمزور شعر کو 'فاؤل' قرار دیا جاتا ہے، اور جس طرح ایل بی ڈبلیو ایک اختلافی فیصلہ ہوتا ہے، اسی طرح مشاعرے میں بھی بعض اوقات یہ طے کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ کوئی خوب صورت شعری خیال اصل ہے یا کہیں سے مستعار۔

نکتہ سوم: طاقتور کا غلبہ اور نوآموزوں کی مشکل

شاعر لطیف طنز کرتے ہیں کہ جس طرح کرکٹ بسا اوقات با اثر و طاقتور لوگوں کا کھیل بن جاتا ہے، اسی طرح مشاعرے میں بھی غیر تربیت یافتہ اور نووارد شعرا ('گلی کے' کھلاڑی) اکثر نظر انداز ہو جاتے ہیں۔

نکتہ چہارم: کپتانی کی روایت اور شعرا کی انفرادیت

کرکٹ میں ایک ہی کپتان پوری ٹیم کی روح ہوتا ہے، مگر شاعر مزاحیہ انداز میں بتاتے ہیں کہ مشاعرے میں ہر شاعر خود کو اپنا کپتان سمجھتا ہے۔ یعنی انفرادیت اور خود پسندی نمایاں ہوتی ہے۔ کچھ 'کپتان' (سینئر شعرا) بغیر کسی خاص حاصل کے دیر تک کلام سناتے چلے جاتے ہیں، بالکل اس بلے باز کی طرح جو رنز تو نہیں بناتا مگر میدان چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتا۔

نکتہ پنجم: زیرو اسکور، جھوٹی داد اور رن آؤٹ

شاعر بتاتے ہیں کہ جس طرح زیرو اسکور والا کھلاڑی بھی بعض اوقات مداحوں میں ہیرو بن جاتا ہے، اسی طرح مشاعرے میں کمزور کلام سنانے والے کو بھی چا پلوس دوست داد دے کر ہیرو بنا دیتے ہیں۔ اور جس طرح رن



آؤٹ ہونا کرکٹ میں بد قسمتی ہے، اسی طرح مشاعرے میں بھی بعض اچھے شعرا کو محض بد قسمتی سے وہ داد نہیں ملتی جس کے وہ حق دار ہوتے ہیں۔ آخر میں شاعر فیصلہ اہل نظر پر چھوڑتے ہوئے کہتے ہیں کہ طرح دار مشاعرہ بھی ایک طرح کا کرکٹ میچ ہی ہے۔

مرکزی خیال

اس نظم کا مرکزی خیال یہ ہے کہ دلاور فگار نے مزاحیہ اور دل آویز پیرائے میں مشاعرے کی روایات، رویوں اور کمزوریوں کا کرکٹ کے کھیل سے تفصیلی موازنہ کیا ہے۔ کھلاڑی و شاعر، امپائر و صدرِ محفل، فاؤل و مبہم شعر، کپتانی و انفرادیت، اور زیرو اسکور و جھوٹی داد جیسی مثالوں کے ذریعے شاعر نے ادبی محفلوں میں پائی جانے والی چاپلوسی، اثر و رسوخ اور خود پسندی جیسی خامیوں پر لطیف طنز کیا ہے، ساتھ ہی یہ بھی دکھایا ہے کہ عام فہم غیر ملکی الفاظ کا برتاؤ اردو زبان کو نقصان نہیں پہنچاتا۔

اہم الفاظ کے معنی

تفریح

دل بہلانے کا سامان، کھیل تماشا۔

اناڑی

نا تجربہ کار، غیر ماہر۔

اہل نظر

بصیرت اور سوچھ بوجھ رکھنے والے لوگ، صاحبِ فہم ناقدین۔

عندلیب

بلبل، ایک خوش الحان پرندہ جو اردو شاعری میں عاشق کی علامت کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

ریاض مسلسل

مسلسل مشق و محنت۔

بد نصیب

بد قسمت۔



مقدر
قسمت، نصیب۔

طرح دار مشاعرہ

وہ مشاعرہ جس میں شعرا کو پہلے سے ایک مصرع (طرح) دے دیا جاتا ہے اور وہ اسی زمین میں اپنا کلام کہتے ہیں۔

شہنشاہِ ظرافت

مزاح کا بادشاہ، وہ لقب جو دلاور فگار کو ان کی مزاحیہ شاعری کی بنا پر دیا گیا۔

تشاعر

وہ شخص جو شاعر نہ ہو مگر شاعر ہونے کا دعویٰ یا دکھاوا کرے۔

خاکہ

کرکٹ اور مشاعرہ۔ مزاحیہ موازنے کا خاکہ: نظم میں بیان کردہ کرکٹ اور مشاعرے کے آٹھ اہم مزاحیہ موازنوں کو دکھانے والا خاکہ۔

کرکٹ اور مشاعرہ۔ مزاحیہ موازنے کا خاکہ			
کھلاڑی	امسائر	مشق	فاؤل / توپال
مشاعرے میں شاعر	مشاعرے میں صدرِ محفل	ترنم و مطالعے کی مشق	مبہم یا کمزور شعر
کپتان	زیرِ اسکور	رن، آؤٹ	ٹیم
ہر شاعر خود اپنا کپتان	کمزور کلام، جھوٹی داد	بد قسمتی سے داد ملنا	مشاعرے کے تمام شعرا

کرکٹ اور مشاعرہ۔ مزاحیہ موازنے کا خاکہ

مختصر سوالات و جوابات

شاعر نے کرکٹ کو مشاعرے کے مماثل کیوں قرار دیا ہے؟

شاعر نے مزاحیہ انداز میں یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ مشاعرے کے کھلاڑی (شعرا)، اصول اور رویے کرکٹ کے کھیل سے ملتے جلتے ہیں، اسے مشاعرے کے مماثل قرار دیا ہے۔



کرکٹ کے امپائر کو مشاعرے میں کس سے تشبیہ دی گئی ہے؟
کرکٹ کے امپائر کو مشاعرے کے صدرِ محفل (صدر) سے تشبیہ دی گئی ہے۔

شاعر کے نزدیک کرکٹ کے ایل بی ڈبلیو ہونے والے کھلاڑی کا مشاعرے میں کیا ہم پلہ ہے؟
شاعر کے نزدیک ایل بی ڈبلیو کا ہم پلہ مشاعرے میں وہ الجھن ہے جب یہ طے نہ ہو سکے کہ کوئی خوب صورت
شعری خیال اصل ہے یا مستعار۔

شاعر نے کرکٹ کے اناڑی کھلاڑیوں کو مشاعرے کے کن لوگوں سے تشبیہ دی ہے؟
شاعر نے انھیں مشاعرے کے متشاعروں سے تشبیہ دی ہے، یعنی وہ لوگ جو شاعر نہ ہو کر بھی شاعری کا دعویٰ
کریں۔

مشاعرے میں 'رن آؤٹ' ہونے سے شاعر کی کیا مراد ہے؟
شاعر کی مراد یہ ہے کہ بعض اوقات اچھے شعرا کو بھی بد قسمتی سے مشاعرے میں وہ داد اور پذیرائی نہیں ملتی جس
کے وہ حق دار ہوتے ہیں۔

نظم کے مطابق کرکٹ میں ایک کپتان پوری ٹیم کی جان ہوتا ہے، مگر مشاعرے میں کیا صورتِ حال
ہے؟

مشاعرے میں ہر شاعر خود کو اپنا کپتان سمجھتا ہے، یعنی انفرادیت اور خود پسندی نمایاں ہوتی ہے۔

'زیرو اسکور' والے کھلاڑی کو مشاعرے میں کس سے تشبیہ دی گئی ہے؟

کمزور کلام سننے والے اس شاعر سے، جسے چاپلوس دوست پھر بھی 'ہیرو' بنا کر پیش کرتے ہیں۔

نظم، کرکٹ اور مشاعرہ 'دلاور فگار' کے کس شعری مجموعے میں شامل ہے؟

یہ نظم ان کے مجموعے 'خدا جھوٹ نہ بلوائے' میں شامل ہے۔



تفصیلی سوالات و جوابات

نظم، کرکٹ اور مشاعرہ 'کامرکزی خیال' اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

شاعر نے کرکٹ اور مشاعرے کا موازنہ کن پہلوؤں سے کیا ہے؟

شاعر نے کھلاڑی / شاعر، امپائر / صدر، مشق / ترنم، اور فاؤل / مبہم شعر جیسے پہلوؤں سے کرکٹ اور مشاعرے کا مزاحیہ موازنہ کیا ہے۔

نظم میں طاقتور اور کمزور کے حوالے سے کیا بات کہی گئی ہے؟

شاعر بتاتے ہیں کہ جس طرح کرکٹ میں بااثر لوگوں کا کھیل ہوتا ہے، اسی طرح مشاعرے میں بھی نوآموز اور کمزور شعرا کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

کپتانی کے حوالے سے شاعر نے کیا نکتہ بیان کیا؟

شاعر بتاتے ہیں کہ کرکٹ میں ایک کپتان پوری ٹیم کی قیادت کرتا ہے، مگر مشاعرے میں ہر شاعر خود کو اپنا کپتان سمجھ کر انفرادیت اور خود پسندی کا مظاہرہ کرتا ہے۔

نظم کا مجموعی پیغام کیا ہے؟

نظم کا مجموعی پیغام یہ ہے کہ مشاعرے کی روایات، رویے اور کمزوریاں دراصل کرکٹ کے کھیل سے ملتی جلتی ہیں، اور شاعر نے مزاحیہ سیرائے میں معاشرتی و ادبی رویوں پر لطیف طنز کیا ہے۔

دلاور فگار کی زندگی اور ادبی خدمات پر روشنی ڈالیں۔

دلاور فگار کہاں اور کب پیدا ہوئے؟

دلاور فگار (1929ء-1998ء) بدایوں، یوپی، انڈیا میں پیدا ہوئے۔



دلاور فگار نے تعلیم اور ملازمت کا آغاز کیسے کیا؟

والد کی وفات کے بعد پہلے محکمہ ڈاک میں ملازمت کی، مگر تعلیم جاری رکھ کر بی اے اور پھر آگرہ یونیورسٹی سے اردو اور معاشیات میں ایم اے کیا، اور بعد میں تدریس اور کراچی ڈیولپمنٹ اتھارٹی سے وابستہ رہے۔

دلاور فگار مزاحیہ شاعری کی طرف کیسے مائل ہوئے؟

ابتداء میں سنجیدہ شاعری کرتے تھے، مگر دوستوں کی فرمائش پر مزاحیہ نظمیں کہنا شروع کیں اور اسی میں شہرت پائی۔
دلاور فگار کو کن القابات اور اعزازات سے نوازا گیا؟

انھیں 'شہنشاہِ ظرافت' اور 'اکبرِ ثانی' کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے، اور حکومتِ پاکستان نے بعد از وفات انھیں تمغہ حسنِ کارکردگی سے نوازا۔

معروضی سوالات (MCQs)

دلاور فگار کہاں پیدا ہوئے؟ (الف) بدایوں (ب) لکھنؤ (ج) دہلی (د) آگرہ
درست جواب: (الف) بدایوں۔ دلاور فگار بدایوں (یوپی، انڈیا) میں پیدا ہوئے۔

دلاور فگار نے ایم اے کن مضامین میں کیا؟ (الف) اردو اور تاریخ (ب) اردو اور معاشیات (ج)
فارسی اور عربی (د) انگریزی اور فلسفہ

درست جواب: (ب) اردو اور معاشیات۔ انھوں نے آگرہ یونیورسٹی سے اردو اور معاشیات میں ایم اے کیا۔

دلاور فگار نے کس امریکی صدر کی کتاب کا ترجمہ کیا؟ (الف) جمی کارٹر (ب) رونا لڈ ریگن (ج) جان
کینیڈی (د) بل کلنٹن

درست جواب: (الف) جمی کارٹر۔ انھوں نے جمی کارٹر کی کتاب 'Why Not the Best' کا ترجمہ 'خوب تر کہاں' کے نام سے کیا۔

دلاور فگار کو کس لقب سے یاد کیا جاتا ہے؟ (الف) شہنشاہِ ظرافت (ب) شاعرِ مشرق (ج) مصوّر
فطرت (د) شاعرِ انقلاب

درست جواب: (الف) شہنشاہِ ظرافت۔ انھیں 'شہنشاہِ ظرافت' اور 'اکبرِ ثانی' کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔



نظم، کرکٹ اور مشاعرہ میں کرکٹ کا امپائر مشاعرے میں کس سے تشبیہ رکھتا ہے؟ (الف) شاعر
(ب) سامع (ج) صدرِ محفل (د) منتظم

درست جواب: (ج) صدرِ محفل۔ امپائر کو مشاعرے کے صدرِ محفل سے تشبیہ دی گئی ہے۔

نظم کے مطابق مشاعرے میں ہر شاعر خود کو کیا سمجھتا ہے؟ (الف) کھلاڑی (ب) کپتان (ج) امپائر (د) ہیرو

درست جواب: (ب) کپتان۔ نظم کے مطابق ہر شاعر خود کو اپنا کپتان سمجھتا ہے۔

نظم، کرکٹ اور مشاعرہ، دلاور فگار کے کس مجموعے میں شامل ہے؟ (الف) حادثے (ب) خدا جھوٹ نہ بلوائے (ج) ستم ظریفیاں (د) چراغِ خنداں

درست جواب: (ب) خدا جھوٹ نہ بلوائے۔ یہ نظم ان کے مجموعے 'خدا جھوٹ نہ بلوائے' میں شامل ہے۔

دلاور فگار کو حکومتِ پاکستان نے کون سا اعزاز دیا؟ (الف) نشانِ امتیاز (ب) ستارہ امتیاز (ج) تمغہ حسنِ کارکردگی (د) ہلالِ امتیاز

درست جواب: (ج) تمغہ حسنِ کارکردگی۔ انھیں بعد از وفات تمغہ حسنِ کارکردگی سے نوازا گیا۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- دلاور فگار (1929ء-1998ء): بدایوں میں پیدائش، کراچی میں وفات، 'شہنشاہِ ظرافت' کہلائے۔
- ابتدا میں سنجیدہ شاعری، بعد میں دوستوں کی فرمائش پر مزاحیہ شاعری کی طرف مائل ہوئے۔
- نظم، کرکٹ اور مشاعرہ، مجموعہ 'خدا جھوٹ نہ بلوائے' میں شامل، کرکٹ اور مشاعرے کا مزاحیہ موازنہ۔
- اہم مماثلتیں: کھلاڑی= شاعر، امپائر= صدر، مشق= ترنم، فاؤل= مبہم شعر، رن آؤٹ= بد قسمتی سے داد نہ ملنا۔
- مرکزی خیال: مشاعرے کے رویے اور کمزوریاں کرکٹ کے کھیل سے ملتی جلتی ہیں۔ لطیف طنز و مزاح۔
- علم بیان کی اصطلاحات یاد رکھیں: مجاز مرسل، کنایہ، جملہ اسمیہ، جملہ فعلیہ۔

امتحانی نکات

نکتہ وار تشریح کی مشق کریں۔ نظم کے ہر موازنے (کھلاڑی/ شاعر، امپائر/ صدر وغیرہ) کو الگ الگ یاد رکھیں۔



• دلاور فگار کے حالاتِ زندگی، خصوصاً ان کے القابات اور اعزاز کے بارے میں سوالات اکثر پوچھے جاتے ہیں۔

• نظم میں استعمال ہونے والی انگریزی اصطلاحات (Aim, Game, Umpire, No ball, LBW, Team, Player, Run, Score, Zero, Hero, Run out) اور ان کے اردو متبادل یاد رکھیں۔

• مجاز مرسل اور کنایہ کی تعریفات اور مثالیں اچھی طرح یاد رکھیں۔
• جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ کے فرق اور مثالیں یاد رکھیں۔ امتحان میں ترکیبِ نحوی پوچھی جاسکتی ہے۔



سبق 16: فقیرانہ آئے، صدا کر چلے (Faqirana Aaye Sada Kar Chale)

((Ghazal - Mir Taqi Mir))

یہ نوٹس پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ (PCTB) کے SNC نصاب کے تحت جماعت نہم کی کتاب اردو (لازمی) کے سولہویں سبق پر مبنی ہیں، جو اردو کے عظیم شاعر میر تقی میر کی مشہور غزل 'فقیرانہ آئے، صدا کر چلے' ہے اور کتاب کی چار غزلوں میں سے پہلی غزل ہے۔

یہ نوٹس اردو پیئرنگ اسکیم 2026ء کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں شعروار تشریح، غزل کی اصطلاحات (مطلع، مقطع، قافیہ، ردیف)، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

شاعر کا تعارف

میر تقی میر (اصل نام میر محمد تقی) 1723ء میں آگرہ (اکبر آباد) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد میر متقی ایک درویش نش، عاشق صادق اور شب بیدار صوفی تھے، جن کا سایہ میر کے سر سے اس وقت اٹھ گیا جب ان کی عمر محض گیارہ برس تھی، مگر ان کی نصیحتیں عمر بھر میر کے دل پر نقش رہیں۔ اپنی خودنوشت 'ذکر میر' میں میر نے اپنے والد کی وہ نصیحت رقم کی ہے جس میں انھیں عشق اختیار کرنے کی تلقین کی گئی تھی۔ والد کی وفات کے بعد تلاش معاش انھیں آگرہ سے دہلی لے آئی، جہاں پہلے ایک نواب کے ہاں ملازم رہے، پھر اپنے ماموں سراج الدین خان آرزو کے زیر دست کام کیا، مگر ان کی بدسلوکی سے دل برداشتہ ہو گئے۔

احمد شاہ ابدالی کے پے در پے حملوں نے دہلی کو تباہ و برباد کر دیا اور بے شمار لوگوں کو ترک سکونت پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ میر تقی میر بھی قریب ساٹھ برس کی عمر میں دہلی چھوڑ کر لکھنؤ منتقل ہو گئے اور زندگی کے باقی ایام وہیں گزار کر 1810ء میں وہیں انتقال کیا۔ انھیں 'خدائے سخن' اور 'غزل کا بادشاہ' کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے، کیونکہ انھوں نے تقریباً ہر صنفِ سخن میں طبع آزمائی کی، مگر ان کی اصل شناخت غزل سے ہے۔ ان کے سادہ، فصیح اور پرسوز اندازِ بیان نے بعد میں آنے والے بڑے بڑے شاعروں - ناسخ، ذوق، غالب، حسرت، مجروح اور اکبر الہ آبادی - کو ان کی عظمت تسلیم کرنے اور انھیں استاد ماننے پر مجبور کیا۔



میر کی عظمت کا اعتراف خود بعد کے استادوں نے بھی کیا۔ استاد ابراہیم ذوق نے اعتراف کیا کہ باوجود کوشش کے وہ میر کا اندازِ سخن حاصل نہ کر سکے، اور مرزا غالب نے بھی اپنے ایک شعر میں تسلیم کیا کہ رختے (اردو) کے واحد استاد وہ خود نہیں بلکہ پرانے زمانے میں میر جیسا کوئی اور بھی استاد گزرا ہے۔ یہ دونوں تاریخی حوالے میر کی شاعرانہ عظمت کی گواہی ہیں۔

اصطلاحاتِ غزل

غزل

عربی زبان کا لفظ، جس کے لغوی معنی 'عورتوں سے باتیں کرنا' یا عاشقانہ گفتگو کے ہیں؛ اصطلاح میں وہ صنفِ سخن جس میں چند اشعار ایک ہی بحر، قافیہ اور ردیف میں مگر ہر شعر جداگانہ خیال کے ساتھ کہے جائیں۔

شعر

غزل کی بنیادی اکائی، دو مصرعوں پر مشتمل؛ مطلع کے سوا ہر شعر کا دوسرا مصرعہ قافیہ و ردیف کا حامل ہوتا ہے۔

مطلع

غزل کا پہلا شعر، جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف ہوتے ہیں۔

مقطع

غزل کا آخری شعر، جس میں شاعر اپنا تخلص (قلمی نام) شامل کرتا ہے۔

قافیہ

وہ ہم آواز الفاظ جو ردیف سے پہلے آتے اور ہر شعر میں بدلتے رہتے ہیں۔

ردیف

وہ لفظ یا الفاظ جو قافیہ کے بعد ہر شعر کے آخر میں بلا تبدیلی دہرائے جاتے ہیں۔

تخلص

شاعر کا قلمی یا فنی نام، جو عموماً مقطع میں استعمال ہوتا ہے۔



غزل کا تعارف

زیرِ نصاب غزل، کلیاتِ غزلیاتِ میر، سے لی گئی ہے۔ اس غزل میں میر تقی میر نے فقیرانہ سادگی، عشق، بندگی اور رضا بہ قضا جیسے موضوعات کو نہایت مؤثر اور سادہ پیرائے میں بیان کیا ہے۔ غزل سات اشعار پر مشتمل ہے: ایک مطلع، پانچ درمیانی اشعار، اور ایک مقطع، جس میں شاعر کا تخلص 'میر' شامل ہے۔

شعر وار تشریح

شعر اول (مطلع): فقیرانہ آمد اور دعا

غزل کے مطلع میں شاعر اپنی زندگی کو ایک فقیر کی سی سادگی سے تعبیر کرتے ہیں، جو دنیا میں آیا، اپنی صدا بلند کی۔ یعنی اپنا وجود اور بیغام درج کروایا۔ اور دنیا والوں کے لیے نیک تمنائیں چھوڑ کر رخصت ہو گیا۔ گویا آمد و رفت میں کوئی شکوہ نہیں، صرف عاجزی اور خیر خواہی کا اظہار ہے۔

شعر دوم: عہدِ وفا کی تکمیل

شاعر بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کبھی کہا تھا کہ تیرے بغیر جینا ممکن نہیں، اور اب زندگی سے رخصت ہو کر اسی عہد کو نبھا رہے ہیں۔ یعنی موت کو محبوب سے کیے گئے وعدے کی تکمیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جو عاشقانہ صداقت کی انتہا ہے۔

شعر سوم: تقدیر میں شفا نہ ہونا

شاعر بیان کرتے ہیں کہ ان کی تقدیر میں شفا لکھی ہی نہ تھی، اگرچہ حسبِ استطاعت علاج و دوا میں کوئی کسر نہ چھوڑی گئی۔ یعنی انسانی کوشش اپنی جگہ، مگر انجام تقدیر کے تابع ہوتا ہے۔ یہ شعر تصوف کے رنگ کی عکاسی کرتا ہے۔

شعر چہارم: بے خودی اور جدائی کی کیفیت

شاعر کہتے ہیں کہ محبوب کا دیدار ایسا حیرت انگیز تھا کہ وہ خود اپنے آپ سے بھی جدا ہو گئے۔ یعنی عشق کی شدت نے انہیں خودی کے احساس سے بھی محروم کر دیا، جو صوفیانہ فنا کی کیفیت سے مشابہ ہے۔



شعر پنجم: بندگی کی تکمیل

شاعر بیان کرتے ہیں کہ عمر بھر سجدہ ریزی میں گزری، یہاں تک کہ حق بندگی پوری طرح ادا ہو گیا۔ یعنی زندگی کو عبادت و فرماں برداری میں صرف کرنے کا اظہار کیا گیا ہے۔

شعر ششم: غم سے نجات پر شکر

شاعر شکر ادا کرتے ہیں کہ انھوں نے دنیاوی غم و ستم نہیں دیکھا، بلکہ اپنا زخم (تکلیف) خود دکھا کر رخصت ہوئے۔ یعنی صبر و رضا کے ساتھ زندگی کی مشکلات کا سامنا کرنے کا اظہار ہے۔

شعر ہفتم (مقطع): زندگی کے حاصل پر خود سوالی

غزل کے مقطع میں شاعر اپنے تخلص 'میر' کے ساتھ ایک گہرا سوال اٹھاتے ہیں کہ اگر کوئی پوچھے کہ تم دنیا میں کیا کرنے آئے تھے اور کیا کر کے گئے، تو اس کا جواب کیا ہو گا۔ یہ شعر انسانی زندگی کے حاصل اور مقصد پر ایک فلسفیانہ اور خود احتسابی سوال ہے۔

غزل کا مجموعی تاثر

اس غزل کا مجموعی تاثر یہ ہے کہ میر تقی میر نے زندگی، عشق، بندگی اور رخصت کے موضوعات کو ایک فقیرانہ سادگی اور گہرے تصوف آمیز انداز میں بیان کیا ہے۔ ہر شعر اپنی جگہ ایک مکمل خیال رکھتا ہے، مگر مجموعی طور پر یہ غزل انسان کی رضا، قضا، عاجزی، صبر اور اپنی زندگی کے حاصل پر خود احتسابی کے جذبات کی عکاسی کرتی ہے۔ خصوصاً مقطع میں اٹھایا گیا سوال کہ انسان دنیا میں کیا کر کے جاتا ہے۔ میر کی شاعری کے فلسفیانہ پہلو کو نمایاں کرتا ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

شفا

بیماری سے صحت یابی، آرام۔

تقدیر

قسمت، مقدر، وہ امر جو پہلے سے طے شدہ ہو۔



عہد

وعدہ، قول و قرار۔

صدا

آواز، پکار۔

داغ

زخم کا نشان، رنج و غم کی علامت۔

غم و ستم

رنج و تکلیف اور ظلم و زیادتی۔

سجدہ

پیشانی زمین پر رکھ کر عبادت کرنا، بندگی کا اظہار۔

جبیں

پیشانی، ماتھا۔

خاکہ

غزل کی ساخت: غزل کے تین بنیادی اجزا – مطلع، درمیانی اشعار اور مقطع – کو دکھانے والا خاکہ۔



غزل کی ساخت - مطلع، درمیانی اشعار اور مقطع

۱۔ مطلع - غزل کا پہلا شعر

دونوں مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف
غزل کا رنگ و آہنگ متعین کرتا ہے



۲۔ درمیانی اشعار - جداگانہ خیالات

ہر شعر آزاد و مکمل خیال کا حامل
دوسرا مصرعہ قافیہ و ردیف کا حامل



۳۔ مقطع - غزل کا آخری شعر

شاعر کا تخلص شامل ہوتا ہے
اکثر خودکلامی یا دعا کے انداز میں

غزل کی ساخت

مختصر سوالات و جوابات

شاعر نے فقیرانہ انداز میں دنیا سے کیا کہتے ہوئے رخصت لی؟
شاعر نے فقیرانہ انداز میں اپنی صدا بلند کی اور دنیا والوں کے لیے خوشی و بھلائی کی دعا کرتے ہوئے رخصت لی۔

شاعر نے کون سا عہد نبھایا؟
شاعر نے وہ عہد نبھایا جو انھوں نے محبوب کے بغیر نہ جینے کا کیا تھا۔ یعنی رخصت کو اسی عہد کی تکمیل کے طور پر پیش کیا۔

شاعر کو بھرپور دوا کے باوجود شفا کیوں نہ ملی؟
کیونکہ ان کی تقدیر میں شفا لکھی ہی نہ تھی؛ انسانی کوشش اپنی جگہ، انجام تقدیر کے تابع تھا۔



شاعر کے نزدیک بندگی کس طرح ادا ہوتی؟
زندگی بھر سجدہ ریزی میں گزری، یہاں تک کہ حق بندگی پوری طرح ادا ہو گیا۔

شاعر نے کس بات کا شکر ادا کیا؟
شاعر نے شکر ادا کیا کہ انھوں نے دنیاوی غم و ستم نہیں دیکھا، اور اپنا زخم خود دکھا کر رخصت ہوئے۔

غزل کے مقطع میں شاعر نے کیا سوال اٹھایا؟
شاعر نے سوال اٹھایا کہ اگر کوئی پوچھے کہ تم دنیا میں کیا کرنے آئے تھے، تو اس کا جواب کیا ہوگا۔

یہ غزل میر تقی میر کے کس مجموعے سے لی گئی ہے؟
یہ غزل 'کلیات غزلیات میر' سے لی گئی ہے۔

میر تقی میر کو کن القاب سے یاد کیا جاتا ہے؟
انھیں 'خدائے سخن' اور 'غزل کا بادشاہ' کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔

تفصیلی سوالات و جوابات

غزل میں مطلع اور مقطع سے کیا مراد ہے؟ اس غزل کی مثال سے واضح کریں۔
مطلع کسے کہتے ہیں؟

غزل کے پہلے شعر کو مطلع کہتے ہیں، جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف ہوتے ہیں۔
اس غزل کا مطلع کیا بیان کرتا ہے؟

اس غزل کے مطلع میں شاعر اپنی زندگی کو فقیرانہ سادگی سے تعبیر کرتے ہوئے، دنیا میں اپنی صدا بلند کرنے اور
خیر خواہی کی دعا دیتے ہوئے رخصت ہونے کا ذکر کرتے ہیں۔

مقطع کسے کہتے ہیں؟

غزل کے آخری شعر کو مقطع کہتے ہیں، جس میں شاعر اپنا تخلص شامل کرتا ہے۔



اس غزل کا مقطع کیا بیان کرتا ہے؟

اس غزل کے مقطع میں شاعر اپنے تخلص 'میر' کے ساتھ زندگی کے حاصل اور مقصد پر ایک گہرا فلسفیانہ سوال اٹھاتے ہیں۔

قافیہ اور ردیف سے کیا مراد ہے؟ اس غزل میں ان کی نشان دہی کریں۔
قافیہ کی تعریف کریں۔

قافیہ وہ ہم آواز الفاظ ہیں جو ردیف سے پہلے آتے اور ہر شعر میں بدلتے رہتے ہیں۔

اس غزل میں قافیہ کی مثالیں دیں۔

اس غزل میں 'صدا، دعا، وفا، دوا، جدا، ادا، دکھا، کیا' جیسے ہم آواز الفاظ قافیہ کے طور پر استعمال ہوئے ہیں۔
ردیف کی تعریف کریں۔

ردیف وہ لفظ یا الفاظ ہیں جو قافیہ کے بعد ہر شعر کے آخر میں بلا تبدیلی دہرائے جاتے ہیں۔

اس غزل کی ردیف کیا ہے؟

اس غزل کی ردیف 'کر چلے' ہے، جو ہر شعر کے دوسرے مصرعے کے آخر میں دہرائی گئی ہے۔

میر تقی میر کی زندگی اور شاعری پر روشنی ڈالیں۔

میر تقی میر کہاں اور کب پیدا ہوئے؟

میر تقی میر 1723ء میں آگرہ (اکبر آباد) میں پیدا ہوئے۔

میر تقی میر کو دہلی چھوڑ کر کہاں جانا پڑا اور کیوں؟

احمد شاہ ابدالی کے حملوں سے دہلی تباہ ہونے پر میر تقی میر قریب ساٹھ برس کی عمر میں لکھنؤ منتقل ہو گئے۔



میر تقی میر کو کن القاب سے یاد کیا جاتا ہے؟

انھیں 'خدائے سخن' اور 'غزل کا بادشاہ' کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔

میر تقی میر کے اندازِ بیان کی کیا خصوصیت ہے؟

ان کا انداز سادہ، فصیح اور پرسوز ہے، جس میں عاشقانہ مضامین اور تصوف کا امتزاج پایا جاتا ہے۔

معروضی سوالات (MCQs)

میر تقی میر کہاں پیدا ہوئے؟ (الف) آگرہ (ب) دہلی (ج) لکھنؤ (د) لاہور

درست جواب: (الف) آگرہ۔ میر تقی میر 1723ء میں آگرہ (اکبر آباد) میں پیدا ہوئے۔

میر تقی میر کا انتقال کہاں ہوا؟ (الف) آگرہ (ب) دہلی (ج) لکھنؤ (د) کراچی

درست جواب: (ج) لکھنؤ۔ میر تقی میر کا انتقال 1810ء میں لکھنؤ میں ہوا۔

میر تقی میر کی خودنوشت کا نام کیا ہے؟ (الف) ذکرِ میر (ب) تذکرہ گلشنِ بے خار (ج) آبِ حیات (د) نکاتِ الشعرا

درست جواب: (الف) ذکرِ میر۔ میر تقی میر کی خودنوشت کا نام 'ذکرِ میر' ہے۔

میر تقی میر کو کس لقب سے یاد کیا جاتا ہے؟ (الف) شاعرِ مشرق (ب) خدائے سخن (ج) مصوّرِ فطرت (د) شاعرِ انقلاب

درست جواب: (ب) خدائے سخن۔ انھیں 'خدائے سخن' اور 'غزل کا بادشاہ' کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔

غزل کے پہلے شعر کو کیا کہتے ہیں؟ (الف) مقطع (ب) مطلع (ج) ردیف (د) قافیہ

درست جواب: (ب) مطلع۔ غزل کے پہلے شعر کو مطلع کہتے ہیں، جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف ہوتے ہیں۔

غزل کے آخری شعر کو کیا کہتے ہیں، جس میں تخلص شامل ہوتا ہے؟ (الف) مطلع (ب) مصرع (ج) مقطع (د) بحر

درست جواب: (ج) مقطع۔ غزل کے آخری شعر کو مقطع کہتے ہیں، جس میں شاعر اپنا تخلص شامل کرتا ہے۔

اس غزل کی ردیف کیا ہے؟ (الف) صدا (ب) دعا (ج) کر چلے (د) وفا



درست جواب: (ج) کر چلے۔ اس غزل کی ردیف 'کر چلے' ہے۔

میر تقی میر کو دہلی چھوڑنے پر کس نے مجبور کیا؟ (الف) نادر شاہ (ب) احمد شاہ ابدالی (ج) رنجیت سنگھ (د) ٹیپو سلطان

درست جواب: (ب) احمد شاہ ابدالی۔ احمد شاہ ابدالی کے پے در پے حملوں نے دہلی کو تباہ کر دیا، جس کے باعث میر تقی میر لکھنؤ منتقل ہو گئے۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

• میر تقی میر (1723ء-1810ء): آگرہ میں پیدائش، لکھنؤ میں وفات، 'خدائے سخن' اور 'غزل کا بادشاہ' کہلائے۔

• احمد شاہ ابدالی کے حملوں سے دہلی کی تباہی پر لکھنؤ منتقل ہوئے۔

• خودنوشت 'ذکر میر'، شعری مجموعہ 'کلیات غزلیات میر'۔

• غزل کی اصطلاحات یاد رکھیں: مطلع، مقطع، قافیہ، ردیف، تخلص۔

• اس غزل کی ردیف 'کر چلے' ہے۔

• مجموعی تاثر: زندگی، عشق، بندگی اور رخصت پر فقیرانہ و تصوف آمیز انداز میں غور و فکر۔

امتحانی نکات

• مطلع اور مقطع کی تعریفات اور اس غزل سے ان کی مثالیں اچھی طرح یاد رکھیں۔ امتحان میں اکثر پوچھی جاتی ہیں۔

• قافیہ اور ردیف کی تعریفات اور اس غزل میں ان کی نشان دہی پر خصوصی توجہ دیں۔

• ہر شعر کا مفہوم الگ الگ یاد رکھیں۔ شعر و ارتشیح کی مشق کریں۔

• میر تقی میر کے حالات زندگی، خصوصاً ان کے القاب اور خودنوشت کا نام یاد رکھیں۔

• الفاظ کے معنی (شفا، تقدیر، عہد وغیرہ) کی تذکر و تائید کی مشق کریں، جیسا کہ نصاب کی مشق میں مطلوب ہے۔



سبق 17: سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا (Sun To Sahi)

(Jahan Mein Hai Tera Afsana Kya (Ghazal - Khawaja Haider Ali Aatish)

یہ نوٹس پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ (PCTB) کے SNC نصاب کے تحت جماعت نہم کی کتاب اردو (لازمی) کے سترہویں سبق پر مبنی ہیں، جو لکھنؤ سکول کے مشہور شاعر خواجہ حیدر علی آتش کی غزل 'سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا' ہے اور کتاب کی چار غزلوں میں سے دوسری غزل ہے۔

یہ نوٹس اردو پیئرنگ اسکیم 2026ء کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں شعروار تشریح، ضرب المثل کا تعارف، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

شاعر کا تعارف

خواجہ حیدر علی، جن کا تخلص 'آتش' تھا، ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے جس کی اصل نسبت دہلی سے تھی۔ ان کے والد نواب شجاع الدولہ کے دور حکومت میں دہلی سے ترک سکونت کر کے فیض آباد چلے گئے تھے، جو اس زمانے میں اودھ کا دار الحکومت تھا (لکھنؤ بعد میں دار الحکومت بنا)۔ آتش کی کم سنی ہی میں ان کے والد کا انتقال ہو گیا، جس کے باعث ان کی روایتی تعلیم ادھوری رہ گئی اور ان کے مزاج میں بانگپن اور آزادی پیدا ہو گئی۔

ذریعہ معاش کی ضرورت پر آتش نے ایک نواب کی ملازمت اختیار کی اور انھی کے ہمراہ فیض آباد سے لکھنؤ منتقل ہو گئے۔ یہ وہ دور تھا جب لکھنؤ میں شعر و شاعری کا بڑا چرچا اور گرم بازاری تھی۔ شہرت کی خواہش نے انھیں استاد مصحفی (غلام ہمدانی مصحفی) کا شاگرد بنا دیا، اور چند ہی ماہ کی محنت و مشق سے وہ خود صاحب طرز شاعر ٹھہرے اور دور و نزدیک ان کا شہرہ ہو گیا۔

آتش نے ساری عمر وضع داری اور سادگی میں بسر کی۔ وہ آزاد مزاج اور سپاہیانہ وضع کے مالک تھے۔ بانگپن کے ساتھ کمر میں تلوار باندھے رکھتے، یہاں تک کہ مشاعروں میں بھی مسلح جاتے۔ اس قدر قناعت پسند تھے کہ کبھی کسی نواب یا امیر کی خوشامد گوارانہ کی، اگرچہ ان کے شاگردوں کی تعداد کافی تھی۔ اسی دور میں لکھنؤ کی شعری دنیا دو طبقوں میں بٹی ہوئی تھی: جانب داران آتش اور جانب داران ناسخ (امام بخش ناسخ)۔ دونوں استادوں کے مابین



یہ رقابت اردو شاعری کے لیے سودمند ثابت ہوئی، کیونکہ فنی مقابلے کے جذبے نے دونوں کو زیادہ زوردار اور نکھرے ہوئے اشعار کہنے پر آمادہ کیا، اور یہ نوک جھونک ادب کے دائرے سے کبھی باہر نہ نکلی۔ خواجہ حیدر علی آتش 1778ء میں پیدا ہوئے اور 1846ء میں انتقال کر گئے۔

ضرب المثل

چور کی داڑھی میں تنکا
کسی گناہ گار یا قصور وار شخص کا اپنے اضطراب و بے چینی سے خود ہی اپنی چوری یا غلطی ظاہر کر دینا۔
بوڑھی گھوڑی، لال لگام
بڑھاپے کے باوجود جوانوں جیسا سچ دھج یا ظاہری بناوٹ اختیار کرنا، عمر کے تقاضوں کے خلاف رویہ۔

الٹے بانس بریلی کو
کسی کام کو انتہائی الٹے، بے ڈھنگے یا غیر معقول طریقے سے کرنا۔

ایک انار، سو بیمار
کسی ایک ہی چیز کے متعدد طلب گار یا خواہش مند ہونا، جب کہ وہ چیز سب کو نہ مل سکے۔

ایک اور ایک، دو گیارہ
اتحاد و اتفاق سے طاقت کئی گنا بڑھ جاتی ہے، یعنی مل جل کر کام کرنے کی برکت۔

زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو
عوام کی متفقہ رائے کو حق اور سچائی کے قریب سمجھنا چاہیے۔

غزل کا تعارف

زیرِ نصاب غزل 'کلیاتِ آتش' سے لی گئی ہے۔ اس غزل میں خواجہ حیدر علی آتش نے دنیاوی شہرت کی بے ثباتی، زندگی کی تیز رفتاری، قناعت پسندی، روح کی بے چینی اور رقیبانہ چشمک جیسے موضوعات کو تلخی اور صنعتِ حسنِ تعلیل جیسی شعری صنعتوں کے ذریعے نہایت خوب صورتی سے بیان کیا ہے۔ غزل چھ اشعار پر مشتمل ہے: ایک مطلع، چار درمیانی اشعار، اور ایک مقطع، جس میں شاعر کا تخلص 'آتش' شامل ہے۔



شعروار تشریح

شعراول (مطلع): شہرت کی حقیقت پرسوال

غزل کے مطلع میں شاعر طنزیہ انداز میں خود سے یا کسی مخاطب سے سوال کرتے ہیں کہ دنیا میں تمہارا افسانہ یا شہرت آخر کیا حقیقت رکھتی ہے۔ وہ اشارہ کرتے ہیں کہ لوگ کسی کی عدم موجودگی میں (غائبانہ) جو باتیں کرتے ہیں، وہ اکثر حقیقت سے دور اور محض چہ می گوئیاں ہوتی ہیں۔ یہ شعر دنیاوی شہرت اور لوگوں کی رائے کی سطحیت پر ایک لطیف طنز ہے۔

شعردوم: زرِ گل کی تلمیح

شاعر بیان کرتے ہیں کہ زمین سے نکلنے والا ہر پھول گویا سونا ہاتھ میں لیے ہوئے (زر بکف) باہر آتا ہے، اور خیال ظاہر کرتے ہیں کہ شاید حضرت موسیٰ کے دور کے دولت مند و بخیل قارون نے، جو اپنے خزانے سمیت زمین میں دھنس گیا تھا، اپنا سونا راستے میں بکھیر دیا ہو۔ یہ تلمیح اور صنعت حسن تعلیل کی خوب صورت مثال ہے، جس میں پھولوں کی سنہری رنگت کی ایک خیالی مگر دل کش وجہ بیان کی گئی ہے۔

شعرسوم: زندگی کی بے تاب رفتار

شاعر کہتے ہیں کہ زندگی کا گھوڑا (اسپ عمر) اپنی آرام گاہ یعنی موت کی منزل کی طرف بے تابی سے خود ہی دوڑا چلا جا رہا ہے، اسے تیز کرنے کے لیے کسی مہمیز یا تازیانے کی ضرورت نہیں۔ یہ شعر زندگی کی تیز رفتاری اور اس کے فطری طور پر انجام کی جانب بڑھنے کے خیال کو بیان کرتا ہے۔

شعر چہارم: قناعت اور بے نیازی

شاعر بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس صرف طبل و علم — یعنی شان و وقار اور نام — ہے، ملک و مال نہیں؛ اسی لیے وہ زمانے کی مخالفت سے بے خوف ہیں کہ اس کے پاس چھیننے کو کچھ مادی نہیں۔ یہ شعر شاعر کی قناعت پسندی اور مادی نقصان سے بے پروائی کو نمایاں کرتا ہے۔



شعر پنجم: روح کی بے چینی

شاعر اپنے غمگین دل کی بے تابی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ منتظر ہیں کہ جسم کے مسافر خانے کا مہمان (یعنی روح) کب رخصت ہوگا۔ یہ شعر تصوف کے انداز میں جسم کو عارضی قیام گاہ اور روح کو مسافر قرار دیتے ہوئے، دائمی راحت کی آرزو کا اظہار ہے۔

شعر ششم (مقطع): رقیب کے جواب میں فنی اعتماد

غزل کے مقطع میں شاعر اپنے تخلص 'آتش' کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی حاسد یا مخالف (مدعی) حسد کی بنا پر دادنہ دے تو نہ دے، انھیں اپنی غزل کی خوبی اور عاشقانہ اثر پر خود اعتماد ہے۔ اشاراتِ تدریس کے مطابق یہ شعر آتش کی اپنے مشہور رقیب سے شاعرانہ چشمک کی طرف اشارہ کرتا ہے، اور شاعر کے پُر اعتماد اور بے نیاز مزاج کی عکاسی کرتا ہے۔

غزل کا مجموعی تاثر

اس غزل کا مجموعی تاثر یہ ہے کہ خواجہ حیدر علی آتش نے دنیاوی شہرت کی بے ثباتی، زندگی کی تیز رفتاری، قناعت پسندی اور روح کی بے چینی جیسے فلسفیانہ و تصوف آمیز موضوعات کو تلمیح اور صنعتِ حسنِ تعلیل جیسی شعری چابک دستی سے بیان کیا ہے۔ ہر شعر اپنی جگہ ایک مکمل خیال رکھتا ہے، مگر مجموعی طور پر یہ غزل مادی دنیا سے بے نیازی اور اپنی فنی صلاحیت پر خود مختار اعتماد کے جذبات کی عکاسی کرتی ہے، جس کی جھلک خاص طور پر مقطع میں رقیب کے جواب میں نظر آتی ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

فسانہ

کہانی، قصہ، داستان۔

غائبانہ

کسی کی عدم موجودگی میں، پس پشت۔

زر بکف



سونہا ہاتھ میں لیے ہوئے، سنہری رنگت کا حامل۔

اسبِ عمر

زندگی کا گھوڑا، عمر کی تیز رفتاری کی علامت۔

مہمیز

گھوڑے کو تیز دوڑانے کے لیے ایڑی میں لگایا جانے والا نوک دار آلہ۔

طبل و علم

ڈھول اور جھنڈا؛ شان و شوکت اور رتبے کی علامت۔

مدعی

دعویٰ کرنے والا، حریف، مخالف۔

سراٹے

مسافر خانہ، عارضی قیام گاہ۔

خاکہ

غزل کے مرکزی مضامین: غزل کے چھ اشعار میں بیان کیے گئے مرکزی موضوعات کو دکھانے والا خاکہ۔

غزل کے مرکزی مضامین - شعریہ شعر		
شعر ۱ - شہرت کی حقیقت	شعر ۲ - زر گل کی تلخ	شعر ۳ - زندگی کی رفتار
دنیاوی شہرت اور چرمی لوٹیوں پر سوال	قارون کے غرانے سے پھولوں کی سنہری توجیہ	موت کی منزل کی جانب زندگی کی بے تاب روش
شعر ۴ - قناعت و بے نازی	شعر ۵ - روح کی بے چینی	شعر ۶ (مقطع) - رقیب کا جواب
مادی نقصان ہے بے خوبی، صرف عزت نفس پر اتنا	جسم مسافر خانہ، روح اس کی مہمان	حسادت کی پروا کچھ نہیں فنی خود اعتمادی

غزل کے مرکزی مضامین



مختصر سوالات و جوابات

شاعر نے پھولوں کے زربکف ہونے کی کیا وجہ بیان کی ہے؟

شاعر نے تلمیحاً بیان کیا ہے کہ ہر پھول قارون کے زیرِ زمین دفنِ خزانے کے اثر سے زربکف نکلتا ہے، جو حقیقی نہیں بلکہ صنعتِ حسنِ تعلیل کے تحت ایک خیالی وجہ ہے۔

اسپِ عمر مہمیز اور تازیانے کے بغیر ہی کیوں دوڑتا ہے؟

کیونکہ زندگی خود ہی اپنی راحت کی منزل یعنی موت کی طرف بے تابی سے بڑھ رہی ہے، اسے تیز کرنے کے لیے کسی بیرونی زور کی ضرورت نہیں۔

شاعر کے پاس طبل و علم کے سوا اور کیا نہیں؟

شاعر کے پاس ملک و مال نہیں، صرف طبل و علم یعنی شان و وقار ہے، اسی لیے وہ زمانے کی مخالفت سے بے خوف ہیں۔

شاعر کا دلِ حزیں بے تاب کیوں ہے؟

اس لیے کہ وہ چاہتے ہیں کہ روح، جو جسم کے سرائے میں مہمان کی طرح ٹھہری ہوئی ہے، جلد رخصت ہو جائے۔

مقطع میں شاعر کس سے داد کا طلب گار نہیں؟

شاعر مدعی یعنی حاسد مخالف سے داد کا طلب گار نہیں، وہ اپنی غزل کی خوبی پر خود مطمئن ہیں۔

یہ غزل کس مجموعے سے لی گئی ہے؟

یہ غزل 'کلیاتِ آتش' سے لی گئی ہے۔

خواجہ حیدر علی آتش کے استاد کون تھے؟

ان کے استاد مصحفی (غلام ہمدانی مصحفی) تھے۔

خواجہ حیدر علی آتش کا مشہور رقیب کون تھا؟

ان کا مشہور رقیب امام بخش ناسخ تھا، جن سے ان کی شاعرانہ چشمک لکھنؤ کی ادبی تاریخ میں مشہور ہے۔



تفصیلی سوالات و جوابات

غزل میں تلمیح اور صنعتِ حسنِ تعلیل سے کیا مراد ہے؟ اس غزل سے مثال دیں۔
تلمیح کسے کہتے ہیں؟

شعر میں کسی مشہور واقعے، قصے یا روایت کی طرف اشارہ کرنے کو تلمیح کہتے ہیں۔
اس غزل میں تلمیح کی مثال دیں۔

اس غزل میں حضرت موسیٰ کے دور کے دولت مند و بخیل قارون اور اس کے زیرِ زمین دفن خزانے کی تلمیح استعمال ہوئی ہے۔

صنعتِ حسنِ تعلیل کسے کہتے ہیں؟

شاعر کا کسی فطری امر کی خوب صورت مگر خیالی و جمعیان کرنا صنعتِ حسنِ تعلیل کہلاتا ہے۔
اس غزل میں صنعتِ حسنِ تعلیل کہاں استعمال ہوئی ہے؟

شاعر نے پھولوں کے زربکف ہونے کی وجہ قارون کے خزانے کو قرار دیا ہے، حالانکہ یہ حقیقی وجہ نہیں بلکہ ایک خوب صورت خیالی توجیہ ہے۔

ضربُ المثل کسے کہتے ہیں؟ اس کی اہمیت اور مثالیں بیان کریں۔
ضربُ المثل کی تعریف کریں۔

ضرب کے معنی بیان کرنا اور مثل کے معنی مثال کے ہیں؛ چنانچہ ضربُ المثل سے مراد کوئی مثال دے کر بات بیان کرنا ہے، جسے اردو میں کہاوت بھی کہا جاتا ہے۔

ضربُ المثل کی خصوصیت کیا ہے؟

مثل کے چند مختصر الفاظ میں ایک پورا واقعہ یا قصہ پوشیدہ ہوتا ہے، جسے سن یا پڑھ کر پورا پس منظر ذہن میں آ جاتا ہے۔



اردو زبان میں ضرب الامثال کا ذخیرہ کیوں زیادہ ہے؟

کیونکہ اردو کئی زبانوں کے امتزاج سے بنی ہے، اس لیے اس میں مختلف زبانوں اور علاقوں کی کہاوتیں بھی شامل ہو گئی ہیں۔

کوئی دو ضرب الامثال کی مثال دیں۔

‘ایک اور ایک، دو گیارہ’ اتحاد کی طاقت کو ظاہر کرتی ہے، جب کہ ‘ایک انار، سو بیمار’ کسی ایک ہی چیز کے متعدد طلب گاروں کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

خواجہ حیدر علی آتش کی زندگی اور شاعرانہ حیثیت پر روشنی ڈالیں۔

خواجہ حیدر علی آتش کہاں پیدا ہوئے اور ان کا خاندانی پس منظر کیا تھا؟

وہ فیض آباد میں پیدا ہوئے؛ ان کا خاندان اصلاً دہلی سے تعلق رکھتا تھا اور ان کے والد نواب شجاع الدولہ کے دور میں فیض آباد منتقل ہوئے تھے۔

آتش نے شاعری میں استادی کس سے حاصل کی؟

وہ لکھنؤ آکر استاد مصحفی کے شاگرد ہوئے اور چند ماہ کی مشق ہی سے صاحب طرز شاعر بن گئے۔

آتش کی طرز زندگی کیسی تھی؟

وہ سادہ، آزاد مزاج اور قناعت پسند تھے، سپاہیانہ وضع رکھتے اور مشاعروں میں بھی تلوار باندھ کر جاتے، کبھی کسی امیر کی خوشامد نہ کی۔

آتش کا مشہور رقیب کون تھا اور اس چشمک کا اردو شاعری کو کیا فائدہ ہوا؟

ان کا رقیب امام بخش ناسخ تھا؛ دونوں کے مقابلے کے جذبے نے دونوں کو بہتر سے بہتر شعر کہنے پر آمادہ کیا، جس سے اردو غزل کو فائدہ پہنچا۔



معروضی سوالات (MCQs)

خواجہ حیدر علی آتش کب پیدا ہوئے؟ (الف) 1778ء (ب) 1836ء (ج) 1846ء (د) 1810ء
درست جواب: (الف) 1778ء۔ خواجہ حیدر علی آتش 1778ء میں پیدا ہوئے۔

خواجہ حیدر علی آتش کا انتقال کب ہوا؟ (الف) 1810ء (ب) 1836ء (ج) 1846ء (د) 1723ء
درست جواب: (ج) 1846ء۔ خواجہ حیدر علی آتش کا انتقال 1846ء میں ہوا۔

آتش کے استاد کون تھے؟ (الف) ناسخ (ب) مصحفی (ج) ذوق (د) غالب
درست جواب: (ب) مصحفی۔ آتش کے استاد مصحفی (غلام ہمدانی مصحفی) تھے۔

آتش کے مشہور رقیب کون تھے؟ (الف) مصحفی (ب) امام بخش ناسخ (ج) میر تقی میر (د) مرزا سودا
درست جواب: (ب) امام بخش ناسخ۔ آتش کے مشہور رقیب امام بخش ناسخ تھے۔

اس غزل میں کس کی تلمیح بیان ہوئی ہے؟ (الف) قارون کا خزانہ (ب) حاتم طائی کی سخاوت (ج) یوسف کا حسن (د) فرہاد کی محنت

درست جواب: (الف) قارون کا خزانہ۔ اس غزل میں حضرت موسیٰ کے دور کے دولت مند و بخیل قارون کے خزانے کی تلمیح بیان ہوئی ہے۔

اس غزل کی ردیف کیا ہے؟ (الف) کیا (ب) غائبانہ (ج) خزانہ (د) تازیانہ
درست جواب: (الف) کیا۔ اس غزل کی ردیف 'کیا' ہے۔

ضرب المثل کو اردو میں اور کیا کہا جاتا ہے؟ (الف) محاورہ (ب) کہاوت (ج) استعارہ (د) تشبیہ
درست جواب: (ب) کہاوت۔ ضرب المثل کو اردو میں کہاوت بھی کہا جاتا ہے۔

آتش کا شعری مجموعہ کیا کہلاتا ہے؟ (الف) کلیات آتش (ب) دیوان غالب (ج) بانگ درا (د) بال جبریل

درست جواب: (الف) کلیات آتش۔ آتش کا شعری مجموعہ 'کلیات آتش' کہلاتا ہے۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

• خواجہ حیدر علی آتش (1778ء-1846ء): فیض آباد میں پیدائش، لکھنؤ میں سکونت و وفات۔



- استاد: مصحفی (غلام ہمدانی مصحفی)؛ مشہور رقیب: امام بخش ناسخ۔
- شعری مجموعہ: 'کلیاتِ آتش'۔
- اس غزل میں تلمیح (قارون کا خزانہ) اور صنعتِ حسنِ تعلیل کی مثالیں یاد رکھیں۔
- اس غزل کی ردیف 'کیا' ہے۔
- ضربُ المثل یعنی کہاوت کی تعریف اور مثالیں (ایک اور ایک دو گیارہ، ایک انار سو بیمار وغیرہ) اچھی طرح یاد کریں۔
- مجموعی تاثر: شہرت کی بے ثباتی، زندگی کی تیز رفتاری، قناعت اور رقیب کے جواب میں فنی اعتماد۔

امتحانی نکات

- تلمیح اور صنعتِ حسنِ تعلیل کی تعریفات اور اس غزل سے ان کی مثالیں اچھی طرح یاد رکھیں۔ امتحان میں اکثر پوچھی جاتی ہیں۔
- ضربُ المثل کی تعریف اور کم از کم دو مثالیں مفہوم سمیت یاد رکھیں۔
- ہر شعر کا مفہوم الگ الگ یاد رکھیں۔ شعروار تشریح کی مشق کریں۔
- خواجہ حیدر علی آتش کے حالاتِ زندگی، خصوصاً ان کے استاد اور رقیب کے نام یاد رکھیں۔
- الفاظ کے معنی (زر بکف، طبل و علم، مدعی وغیرہ) کے درست تلفظ کی مشق کریں، جیسا کہ نصاب کی مشق میں مطلوب ہے۔



سبق 18: غم ہے یا خوشی ہے تو (Gham Hai Ya Khushi Hai Tu (Ghazal))

((Nasir Kazmi -

یہ نوٹس پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ (PCTB) کے SNC نصاب کے تحت جماعت نہم کی کتاب اردو (لازمی) کے اٹھارہویں سبق پر مبنی ہیں، جو جدید اردو غزل کے نمایاں شاعر ناصر کاظمی کی غزل 'غم ہے یا خوشی ہے تو' ہے اور کتاب کی چار غزلوں میں سے تیسری غزل ہے۔

یہ نوٹس اردو پیئرنگ اسکیم 2026ء کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں شعروار تشریح، غزل مسلسل اور صنعت تضاد کا تعارف، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

شاعر کا تعارف

ناصر کاظمی 1925ء میں انبالہ (مشرقی پنجاب، انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد سید محمد سلطان کاظمی انڈین آرمی میں صوبے دار میجر کے عہدے پر فائز تھے، جب کہ ان کی والدہ انبالہ کے مشن گرلز ہائی سکول میں تدریس سے وابستہ تھیں۔ ناصر کاظمی نے پرائمری تعلیم اپنی والدہ کے سکول سے اور میٹرک مسلم ہائی سکول انبالہ سے حاصل کی۔ مزید تعلیم کے لیے لاہور آئے، اسلامیہ کالج ریلوے روڈ سے ایف اے کیا، اور بعد ازاں گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا مگر ناسازگار حالات کے باعث بی اے کیے بغیر تعلیم ادھوری چھوڑ دی۔

قیام پاکستان کے بعد ناصر کاظمی اپنے خاندان کے ہمراہ ہجرت کر کے انبالہ سے کرشن نگر، لاہور منتقل ہو گئے۔ والدین کا سایہ جلد ہی سر سے اٹھ جانے پر انھیں ملازمت اختیار کرنا پڑی: پہلے تقریباً دو سال تک مجلہ 'اوراق نو' کے مدیر رہے، پھر پانچ سال تک ماہنامہ 'ہمایوں' کی ادارت کے فرائض انجام دیے، اور ایک سال تک ماہنامہ 'خیال' کے مدیر و ناشر رہے۔ بعد ازاں ریڈیو پاکستان لاہور سے بطور اسٹاف آرٹسٹ طویل عرصے تک وابستہ رہے۔ ان کی شاعری کا آغاز زمانہ طالب علمی ہی میں ہو گیا تھا، اور وہ تو اتر کے ساتھ رسائل و جرائد میں شائع ہوتے رہے۔



ناصر کاظمی کی شاعری میں میر تقی میر کی سی اداسی نظر آتی ہے۔ شہر، رات اور سفر ان کے خاص موضوعات ہیں۔ انھوں نے روایت سے بغاوت کیے بغیر غزل میں نئی راہیں تلاش کیں، اور اپنے گرد و پیش کے مشاہدات ہی سے علامتیں اور استعارے اخذ کیے، جنھیں بڑی سادگی اور دردمندی سے بیان کیا۔ ان کے شعری مجموعوں میں 'برگ نے'، 'دیوان'، 'نشاطِ خواب'، 'پہلی بارش' اور 'سُر کی چھایا' شامل ہیں، جب کہ ان کا مکمل کلام 'کلیاتِ ناصر کاظمی' کی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔ ناصر کاظمی کا انتقال 1972ء میں لاہور میں ہوا۔

غزلِ مسلسل اور صنعتِ تضاد

غزلِ مسلسل

وہ غزل جس کے تمام اشعار ایک ہی مسلسل خیال یا موضوع کو بیان کریں، بخلاف عام غزل کے جس میں ہر شعر جداگانہ اور خود مکتفی خیال رکھتا ہے۔

صنعتِ تضاد

دو متضاد یا مخالف الفاظ و خیالات کو ایک ساتھ بیان کرنے کی شعری صنعت، جیسے غم / خوشی یا خزاں / بہار۔

علامت (رمز)

کسی لفظ یا تصویر کا اپنے لغوی معنی سے بڑھ کر کسی گہرے یا مخفی مفہوم کی نمائندگی کرنا۔

زبانِ زوِ خاص و عام

کوئی شعری مصرع جو اپنی سادگی اور تاثیر کے باعث عوام و خواص میں مشہور اور بار بار دہرایا جانے لگے۔

غزل کا تعارف

زیرِ نصاب غزل 'کلیاتِ ناصر کاظمی' سے لی گئی ہے۔ یہ غزل 'غزلِ مسلسل' کی خوب صورت مثال ہے، جس میں شاعر اپنے مخاطب 'تو' کی مختلف کیفیات اور حیثیتوں کو ہر شعر میں بیان کرتے ہیں۔ غزل آٹھ اشعار پر مشتمل ہے: ایک مطلع، چھ درمیانی اشعار، اور ایک مقطع، جس میں شاعر کا تخلص 'ناصر' شامل ہے۔



شعر وار تشریح

شعر اول (مطلع): زندگی کی حیثیت

غزل کے مطلع میں شاعر متضاد الفاظ غم اور خوشی کے ذریعے بیان کرتے ہیں کہ مخاطب ہر حال میں، غم ہو یا خوشی، ان کی زندگی ہی ہے۔ یہ شعر صنعتِ تضاد کی خوب صورت مثال ہے، جس میں دو مخالف کیفیات کے باوجود محبوب کو زندگی کی مکمل علامت قرار دیا گیا ہے۔

شعر دوم: سکون کی گھڑی

شاعر بیان کرتے ہیں کہ مصیبتوں اور پریشانیوں کے دور میں مخاطب ہی ان کے لیے سکون و راحت کا واحد لمحہ ہے، گویا افراتفری کی زندگی میں محبوب ہی چین کی نشانی ہے۔

شعر سوم: چراغ اور نیند دونوں

شاعر کہتے ہیں کہ مخاطب ان کی رات کا چراغ بھی ہے اور ان کی نیند بھی، یعنی وہ روشنی بھی مہیا کرتا ہے اور آرام و قرار بھی۔ دو بظاہر متضاد ضرورتیں ایک ہی ذات میں پوری ہوتی ہیں۔

شعر چہارم: خزاں و بہار کا تضاد

شاعر اپنے آپ کو خزاں کی شام سے تشبیہ دیتے ہیں۔ یعنی زوال اور اداسی کی کیفیت۔ جب کہ مخاطب کو تازہ بہار کی رت قرار دیتے ہیں۔ یہ شعر بھی صنعتِ تضاد کی نمایاں مثال ہے، جس میں شاعر کے زوال اور محبوب کی تازگی کا موازنہ کیا گیا ہے۔

شعر پنجم: دوستی کی بنیاد

شاعر بیان کرتے ہیں کہ دوستوں کے درمیان مخاطب ہی دوستی کی بنیاد اور وجہ ہے، یعنی محبوب کا وجود ہی رشتوں کو معنی اور استحکام بخشتا ہے۔



شعر ہشتم: زندگی کی اکلوتی کمی

شاعر کہتے ہیں کہ ان کی ساری عمر میں مخاطب ہی وہ اکلوتی کمی ہے، یعنی زندگی میں باقی سب کچھ حاصل ہونے کے باوجود محبوب کا کچھ نہ کچھ فقدان ہی وہ واحد خلا ہے جو باقی رہ جاتا ہے۔

شعر ہفتم: غیر متبدل ذات

شاعر بیان کرتے ہیں کہ وہ خود اب وہی شخص نہیں رہے جو پہلے تھے، مگر مخاطب کی ذات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ یہ شعر شاعر کی اپنی تبدیلی اور محبوب کے استحکام کے مابین ایک لطیف تضاد پیش کرتا ہے۔

شعر ہشتم (مقطع): اجنبیت کا احساس

غزل کے مقطع میں شاعر اپنے تخلص 'ناصر' کے ساتھ اعتراف کرتے ہیں کہ وہ اس دیار (وطن یا ماحول) میں کس قدر اجنبی محسوس کرتے ہیں۔ یہ شعر ناصر کاظمی کی زندگی کے ہجرت اور یگانگی کے تجربے کی گہری عکاسی کرتا ہے، اور اپنے ہی وطن میں پردیسی پن کے احساس کو خوب صورتی سے بیان کرتا ہے۔

غزل کا مجموعی تاثر

اس غزل کا مجموعی تاثر یہ ہے کہ ناصر کاظمی نے اپنے مخاطب کو زندگی کے ہر پہلو کی علامت کے طور پر پیش کیا ہے۔ کبھی زندگی خود، کبھی سکون کا لمحہ، کبھی روشنی اور آرام دونوں، کبھی تازگی کا استعارہ، کبھی دوستی کی بنیاد، اور کبھی زندگی کی اکلوتی کمی۔ یہ غزل، جو غزل مسلسل کی خوب صورت مثال ہے، بالآخر مقطع میں شاعر کے اپنے ہی دیار میں اجنبیت اور یگانگی کے احساس پر منتج ہوتی ہے، جو ناصر کاظمی کی ہجرت اور تنہائی کے تجربے سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

چین کی گھڑی

سکون اور راحت کا لمحہ۔

غزاں

پت جھڑکا موسم؛ یہاں زوال اور اداسی کی علامت۔



رت

موسم، رُت۔

بہار

تازگی اور خوشحالی کا موسم؛ یہاں نئی زندگی کی علامت۔

وجہ

سبب، باعث۔

دیار

ملک، وطن، بستی۔

اجنبی

غیر، انجان، پردیسی۔

زبان زد

مشہور و معروف، عام بول چال میں دہرایا جانے والا۔

خاکہ

غزلِ مسلسل۔ 'تو' کے مختلف روپ: غزل کے آٹھ اشعار میں مخاطب 'تو' کی مختلف حیثیتوں کو دکھانے والا خاکہ۔

غزلِ مسلسل۔ 'تو' کے مختلف روپ			
شعر ۱۔ زندگی خود	شعر ۲۔ چہن کی گھڑی	شعر ۳۔ چراغ اور فتنہ	شعر ۴۔ ہمار کی رت
غم ہوا خوشی، تو ہی میری زندگی	مصیبتوں کے دور میں سلوک کا واحد لمحہ	راستی روشنی بھی، آرام کی کیفیت بھی	میری غزلیں کے مقابل تیری تازگی و شادابی
شعر ۵۔ وجہ دوستی	شعر ۶۔ واحد کمی	شعر ۷۔ غیر تبدیل ذات	شعر ۸ (مقطع)۔ اجنبیت
دوستوں کے مابین رستے کی بنیاد	ساری عمر میں محسوس ہونے والی اکوتی کمی	خود بدل گیا، مگر تو وہی رہا	اسے ہی دیار میں خود کو اجنبی جانتا

غزلِ مسلسل۔ 'تو' کے مختلف روپ



مختصر سوالات و جوابات

شاعر نے ہر حال میں مخاطب کو کیا قرار دیا ہے؟
شاعر نے غم ہو یا خوشی، ہر حال میں اپنے مخاطب کو اپنی زندگی قرار دیا ہے۔

شاعر نے آفتوں کے دور میں کسے چین کی گھڑی کہا ہے؟
شاعر نے مصیبتوں کے دور میں اپنے مخاطب کو سکون و راحت کا واحد لمحہ قرار دیا ہے۔

شاعر نے اپنے آپ کو خزاں کی شام کیوں کہا ہے؟
شاعر نے اپنی زندگی کے زوال کو خزاں کی شام سے تشبیہ دی ہے، جب کہ مخاطب کو تازہ بہار کی رت قرار دیا ہے۔
— یہ صنعت تضاد کی مثال ہے۔

شاعر نے دوستوں کے درمیان کسے وجہ دوستی قرار دیا ہے؟
شاعر نے اپنے مخاطب کو دوستوں کے مابین دوستی کی بنیاد اور وجہ قرار دیا ہے۔

شاعر نے اس دیار میں اپنے آپ کو اجنبی کیوں کہا ہے؟
شاعر نے اپنے آپ کو اس دیار میں اجنبی اس لیے کہا ہے کہ وہ خود کو اپنے ہی وطن یا ماحول میں بیگانہ اور غیر محسوس کرتے ہیں۔

اس غزل کے مطلع میں کون سی صنعت استعمال ہوئی ہے؟
مطلع میں غم اور خوشی جیسے متضاد الفاظ کے ذریعے صنعت تضاد استعمال ہوئی ہے۔

یہ غزل کس مجموعے سے لی گئی ہے؟
یہ غزل نکلیات ناصر کاظمی سے لی گئی ہے۔

ناصر کاظمی کی شاعری میں کن کی سی اداسی نظر آتی ہے؟
ناصر کاظمی کی شاعری میں میر تقی میر کی سی اداسی نظر آتی ہے۔



تفصیلی سوالات و جوابات

غزلِ مسلسل کسے کہتے ہیں؟ اس غزل کی روشنی میں وضاحت کریں۔

غزلِ مسلسل کی تعریف کریں۔

وہ غزل جس کے تمام اشعار ایک ہی مسلسل خیال یا موضوع کو بیان کریں، غزلِ مسلسل کہلاتی ہے، بخلاف عام غزل کے جس میں ہر شعر جداگانہ خیال رکھتا ہے۔

یہ غزلِ غزلِ مسلسل کی مثال کیسے ہے؟

اس غزل کا ہر شعر مخاطب 'تو' کی کسی نہ کسی خوبی یا کیفیت کو بیان کرتا ہے، اور تمام اشعار مل کر ایک ہی مسلسل تاثر تخلیق کرتے ہیں۔

اس غزل کی ردیف اور قافیہ کیا ہیں؟

اس غزل کی ردیف 'ہے تو' ہے، جب کہ قافیہ 'ی' کی آواز پر ختم ہونے والے الفاظ ہیں، جیسے زندگی، گھڑی، وہی، اجنبی۔

صنعتِ تضاد کسے کہتے ہیں اور اس غزل میں اس کی مثال دیں۔

دو متضاد الفاظ یا خیالات کو ایک ساتھ بیان کرنا صنعتِ تضاد کہلاتا ہے؛ اس غزل میں 'غم / خوشی' اور 'خزاں کی شام / بہار کی رت' اس کی خوب صورت مثالیں ہیں۔

اس غزل میں خزاں، بہار، دیار اور اجنبی جیسے الفاظ کن باتوں کی علامت ہیں؟

علامت (رمز) کسے کہتے ہیں؟

کسی لفظ یا تصویر کا اپنے لغوی معنی سے بڑھ کر کسی گہرے یا مخفی مفہوم کی نمائندگی کرنا علامت کہلاتا ہے۔

اس غزل میں 'خزاں' اور 'بہار' کس بات کی علامت ہیں؟

'خزاں' زوال، اداسی اور بڑھاپے کی علامت ہے، جب کہ 'بہار' تازگی، خوشحالی اور نئی زندگی کی علامت ہے۔



اس غزل میں 'دیار' اور 'اجنبی' کس بات کی علامت ہیں؟

'دیار' وطن یا اپنی ہی بستی کی علامت ہے، جب کہ 'اجنبی' اپنے ہی ماحول میں بیگانگی اور محرومی کے احساس کی علامت ہے۔

غزل کو علامتی زبان کیوں کہا جاتا ہے؟

کیونکہ غزل میں شاعر اکثر اپنے جذبات اور خیالات کو براہِ راست بیان کرنے کے بجائے علامتوں اور استعاروں کے ذریعے بیان کرتا ہے۔

ناصر کاظمی کی زندگی اور شاعرانہ حیثیت پر روشنی ڈالیں۔

ناصر کاظمی کہاں اور کب پیدا ہوئے؟

ناصر کاظمی 1925ء میں انبالہ (مشرقی پنجاب، انڈیا) میں پیدا ہوئے۔

قیامِ پاکستان کے بعد ناصر کاظمی کہاں منتقل ہوئے؟

ہجرت کر کے وہ اپنے خاندان کے ہمراہ انبالہ سے کرشن نگر، لاہور منتقل ہو گئے۔

ناصر کاظمی کن شعبوں سے وابستہ رہے؟

وہ مختلف رسائل (اوراقِ نو، ہمایوں، خیال) کے مدیر رہے اور بعد ازاں ریڈیو پاکستان لاہور سے بطور اسٹاف آرٹسٹ منسلک ہو گئے۔

ناصر کاظمی کے شعری مجموعوں کے نام بتائیں۔

ان کے شعری مجموعوں میں 'برگِ نئے'، 'دیوان'، 'نشاطِ خواب'، 'پہلی بارش' اور 'سُر کی چھایا' شامل ہیں، اور مکمل کلام 'تکلیاتِ ناصر کاظمی' کی صورت میں شائع ہوا۔

معروضی سوالات (MCQs)

ناصر کاظمی کب پیدا ہوئے؟ (الف) 1925ء (ب) 1942ء (ج) 1972ء (د) 1947ء



درست جواب: (الف) 1925ء۔ ناصر کاظمی 1925ء میں پیدا ہوئے۔

ناصر کاظمی کا انتقال کب ہوا؟ (الف) 1925ء (ب) 1942ء (ج) 1972ء (د) 1947ء

درست جواب: (ج) 1972ء۔ ناصر کاظمی کا انتقال 1972ء میں ہوا۔

ناصر کاظمی کہاں پیدا ہوئے؟ (الف) لاہور (ب) انبالہ (ج) دہلی (د) کراچی

درست جواب: (ب) انبالہ۔ ناصر کاظمی انبالہ (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔

قیام پاکستان کے بعد ناصر کاظمی کہاں منتقل ہوئے؟ (الف) کراچی (ب) ملتان (ج) کرشن نگر، لاہور (د) پشاور

درست جواب: (ج) کرشن نگر، لاہور۔ وہ ہجرت کر کے کرشن نگر، لاہور منتقل ہو گئے۔

اس غزل کی ردیف کیا ہے؟ (الف) تو (ب) ہے تو (ج) ہی (د) اجنبی

درست جواب: (ب) ہے تو۔ اس غزل کی ردیف 'ہے تو' ہے۔

مطلع میں کون سی صنعت استعمال ہوئی ہے؟ (الف) تشبیہ (ب) استعارہ (ج) صنعت تضاد (د) تلمیح

درست جواب: (ج) صنعت تضاد۔ مطلع میں غم اور خوشی کے ذریعے صنعت تضاد استعمال ہوئی ہے۔

وہ غزل جس کے تمام اشعار ایک ہی مسلسل خیال بیان کریں، کیا کہلاتی ہے؟ (الف) غزل مسلسل (ب) غزل مقفی (ج) غزل غیر مردف (د) قصیدہ

درست جواب: (الف) غزل مسلسل۔ ایسی غزل کو غزل مسلسل کہا جاتا ہے۔

ناصر کاظمی کا مکمل کلام کس نام سے شائع ہوا؟ (الف) کلیات آتش (ب) کلیات ناصر کاظمی (ج) دیوان غالب (د) بانگ درا

درست جواب: (ب) کلیات ناصر کاظمی۔ ناصر کاظمی کا مکمل کلام 'کلیات ناصر کاظمی' کے نام سے شائع ہوا۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

• ناصر کاظمی (1925ء-1972ء): انبالہ میں پیدائش، لاہور میں سکونت و وفات۔

• قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے کرشن نگر، لاہور منتقل ہوئے۔

• شعری مجموعے: برگ نے، دیوان، نشاطِ خواب، پہلی بارش، سُر کی چھایا؛ مکمل کلام 'کلیات ناصر کاظمی'۔

• یہ غزل غزلِ مسلسل کی مثال ہے۔ ہر شعر مخاطب 'تو' کی ایک نئی حیثیت بیان کرتا ہے۔



- صنعتِ تضاد کی مثالیں یاد رکھیں: غم / خوشی، خزاں / بہار۔
- علامتیں یاد رکھیں: خزاں = زوال، بہار = تازگی، دیار = وطن، اجنبی = بیگانگی۔
- اس غزل کی ردیف 'ہے تو' ہے۔
- مجموعی تاثر: محبوب زندگی کے ہر پہلو کی علامت، مگر مقطع میں اپنے ہی دیار میں اجنبیت کا احساس۔

امتحانی نکات

- غزل مسلسل اور صنعتِ تضاد کی تعریفات اور اس غزل سے ان کی مثالیں اچھی طرح یاد رکھیں۔ امتحان میں اکثر پوچھی جاتی ہیں۔
- خزاں، بہار، دیار اور اجنبی جیسے علامتی الفاظ کے مفہوم پر خصوصی توجہ دیں۔
- ہر شعر کا مفہوم الگ الگ یاد رکھیں۔ شعروار تشریح کی مشق کریں۔
- ناصر کاظمی کے حالاتِ زندگی، خصوصاً ہجرت اور ان کے شعری مجموعوں کے نام یاد رکھیں۔
- الفاظ کے معنی (چین کی گھڑی، وجہ، دیار وغیرہ) کی مشق کریں، جیسا کہ نصاب کی مشق میں مطلوب ہے۔



سبق 19: کاش طوفاں میں سفینے کو اتارا ہوتا (Kash Toofan Mein)

(Safine Ko Utara Hota (Ghazal - Parveen Fana Syed)

یہ نوٹس پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ (PCTB) کے SNC نصاب کے تحت جماعت نہم کی کتاب اردو (لازمی) کے انیسویں اور آخری سبق پر مبنی ہیں، جو معروف شاعرہ پروین فنا سید کی غزل 'کاش طوفاں میں سفینے کو اتارا ہوتا' ہے اور کتاب کی چار غزلوں میں سے چوتھی اور آخری غزل ہے۔

یہ نوٹس اردو پیئرنگ اسکیم 2026ء کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں شعروار تشریح، استعارہ اور تصور فنا کا تعارف، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

شاعر کا تعارف

پروین فنا سید کا اصل نام پروین سید تھا۔ شاعری کے آغاز میں انھوں نے 'فنا' تخلص اختیار کیا اور یوں پروین فنا سید کے نام سے معروف ہوئیں۔ نصاب کے مطابق ان کا تعلق لاہور سے تھا۔ ان کے والد سید ناصر حسین رضوی محکمہ جیل خانہ جات میں سپرنٹنڈنٹ جیل کے عہدے پر فائز تھے، جب کہ ان کی والدہ سیدہ افتخار النساء امور خانہ داری کی ماہر خاتون تھیں۔

قیام پاکستان کے وقت نصاب کے مطابق آپ گورداسپور (مشرقی پنجاب، انڈیا) میں مقیم تھیں، جہاں کے ہندو مسلم فسادات نے ان کے ذہن کو بہت متاثر کیا، جس کے اثرات بعد میں ان کی شاعری میں بھی جھلکتے ہیں۔

انھوں نے گوجرانوالہ سے اعلیٰ نمبروں میں میٹرک پاس کیا اور لاہور آکر لاہور کالج برائے خواتین میں پری میڈیکل کلاس میں داخلہ لیا۔ لیڈی ڈاکٹر بننے کی خواہش رکھتی تھیں، مگر شدید علالت کے باعث یہ خواب پورا نہ ہو سکا، کیوں کہ معالجین نے انھیں کچھ عرصہ دباؤ والے کاموں سے دور رہنے کا مشورہ دیا۔ اس کے باوجود ہمت نہ ہاری اور ایک سال بعد انٹر میڈیٹ کا امتحان پرائیویٹ طور پر پاس کر لیا۔ بعد ازاں ان کی شادی سید احمد سے ہوئی، جو اس وقت پاک فوج میں افسر تھے۔ شادی کے بعد لاہور کالج برائے خواتین ہی سے گریجویشن کی، اور امور خانہ داری میں ایسی مصروف ہوئیں کہ مزید تعلیم کا خیال ترک کر دیا۔



پروین فناسید کو فنِ مصوری اور موسیقی سے گہری دل چسپی تھی۔ ان کے فن کا باقاعدہ تعارف 1958ء میں ہوا، جب ریڈیو پاکستان راولپنڈی سے پہلی بار ان کا کلام نشر ہوا۔

نصاب کے مطابق پروین فناسید ابتدائی دور میں ادا جعفری (1923ء-2015ء) کے اسلوب سے متاثر تھیں اور انھی کے رنگ میں شاعری کرتی تھیں۔ بعد میں فیض احمد فیض سے اصلاح لی اور اپنا الگ شعری رنگ اختیار کیا، جو تادمِ آخر جاری رہا۔ ان کی معاصر شاعرات میں کشور نابید، شبنم شکیل، فہمیدہ ریاض اور پروین شاکر جیسے نام شامل ہیں، مگر ان سب کے درمیان ان کی الگ اور نمایاں شناخت رہی۔ ان کی تصانیف میں 'حرفِ وفا' اور 'تمنا کا دوسرا قدم' شامل ہیں، اور ان کا کلیات بھی شائع ہو چکا ہے۔

استعارہ اور تصورِ فنا

استعارہ

کسی چیز کو براہِ راست، 'کی طرح' یا 'مانند' کہے بغیر، کسی اور چیز سے تشبیہ دینا۔ گویا وہ خود وہی چیز بن جائے۔ اس غزل میں سفینہ، طوفان، ساحل اور باغباں ایسے ہی استعارات ہیں۔

تصورِ فنا

دنیا کی بے ثباتی، عارضی پن اور موت و زندگی کے فلسفے کا تصور، جو اس غزل کا مرکزی موضوع ہے اور شاعرہ کے تخلص 'فنا' سے بھی خوب صورت مناسبت رکھتا ہے۔

جملہ تمنائیہ

وہ جملہ جس میں کسی ایسی خواہش یا شرط کا اظہار ہو جو ماضی میں پوری نہ ہو سکی۔ عموماً 'کاش... ہوتا' کے انداز میں۔ اس غزل کا ہر شعر اسی جملے کی ساخت پر مبنی ہے۔

متلازم الفاظ

وہ الفاظ جو معنی یا تصور کے اعتبار سے ایک دوسرے سے وابستہ اور ہم رشتہ ہوں، جیسے اس غزل میں 'طوفان' اور 'موجیں'۔



غزل کا تعارف

زیرِ نصاب غزل پروین فنا سید کے کلیات سے لی گئی ہے۔ یہ غزل چھ اشعار پر مشتمل ہے: ایک مطلع، چار درمیانی اشعار، اور ایک مقطع۔ غزل کا ہر شعر 'کاش... ہوتا' کے تمنائیہ انداز میں ایک ایسی خواہش یا شرط بیان کرتا ہے جو حقیقت میں پوری نہ ہو سکی، جس سے پوری غزل میں کھوئے ہوئے موقع اور ادھورے خوابوں کا گہرا احساس پیدا ہوتا ہے۔

شعر وار تشریح

شعر اول (مطلع): جرات اور امید کا اظہار

شاعرہ خواہش کرتی ہیں کہ کاش انھوں نے طوفان کے دوران اپنی زندگی کی کشتی کو سمندر میں اتارنے کی ہمت کی ہوتی۔ ان کے خیال میں اگر کشتی ڈوب بھی جاتی تو کم از کم لہریں اسے دوبارہ اوپر اٹھا لاتیں۔ یعنی خطرہ مول لینے میں بھی امید کا پہلو موجود ہوتا۔ یہ شعر بزدلی اور بے عملی کے بجائے جرات مندانہ اقدام کی تمنا کا اظہار ہے۔

شعر دوم: ساحل کی معمولی امید

شاعرہ کہتی ہیں کہ وہ ساحل (منزل، سکون) کا خیال بھی دل سے مٹا سکتی تھیں، بس شرط یہ تھی کہ ساحل کی طرف سے کوئی معمولی سا اشارہ یا امید کی جھلک مل جاتی۔ یعنی مایوسی کے باوجود ذرا سی حوصلہ افزائی کافی ہوتی۔

شعر سوم: ظلم کو خوشی سے سہنے کی آرزو

شاعرہ اپنے مخاطب سے گلہ کرتی ہیں کہ وہ ظلم و جفا کرنے کا سلیقہ ہی نہیں جانتا، ورنہ وہ ہر ظلم کو ہنستے ہوئے برداشت کر لیتیں۔ یہاں طنزیہ انداز میں محبوب کی بے دردی پر اظہارِ افسوس کیا گیا ہے۔

شعر چہارم: غم اور زہر کو بخوشی قبول کرنا

شاعرہ کہتی ہیں کہ غم تو ویسے بھی ان کا مقدر ہے، اس لیے اس کا ذکر ہی کیا۔ اگر انھیں زہر بھی دیا جاتا تو وہ بڑی خوشی اور شوق سے اسے بھی قبول کر لیتیں۔ یہ شعر تقدیر کے سامنے مکمل رضامندی اور تسلیم کی کیفیت کو ظاہر کرتا ہے۔



شعر پنجم: باغبان سے گلہ

شاعرہ باغبان (زندگی، تقدیر یا کسی صاحب اختیار کی علامت) سے سوال کرتی ہیں کہ اس کی نوازش اور مہربانی کا بھرم اس وقت کھل جاتا جب گلشن میں ایک بھی پھول ان کا اپنا نہ ہوتا۔ یعنی جس مہربانی کا دعویٰ کیا جاتا ہے، عملاً اس کا کوئی ثمر نہیں ملا۔

شعر ششم (مقطع): رازِ فنا و بقا

غزل کے مقطع میں شاعرہ اپنے تخلص 'فنا' کی مناسبت سے کہتی ہیں کہ اگر انھوں نے ایک بار بھی خدا (یزداں) کو پکارا ہوتا تو ان پر فنا (موت، زوال) اور بقا (ہمیشگی، دائمی زندگی) کے راز کھل جاتے۔ یہ شعر پوری غزل کے فلسفیانہ اور روحانی پہلو کو مکمل کرتا ہے۔

غزل کا مجموعی تاثر

اس غزل کا مجموعی تاثر یہ ہے کہ شاعرہ نے 'کاش... ہوتا' کے انداز میں زندگی کے مختلف پہلوؤں — جرأت، امید، محبت میں رضامندی، تقدیر کی قبولیت اور بالآخر روحانی جستجو — پر ایک گہرا فلسفیانہ تبصرہ کیا ہے۔ ہر شعر ایک الگ کیفیت بیان کرتا ہے، مگر سب اشعار مل کر زندگی کی بے ثباتی اور کھوئے ہوئے موقع پر ایک ہی سوز و گداز بھرا احساس تخلیق کرتے ہیں، جو مقطع میں فنا و بقا کے راز کی طرف بڑھ کر غزل کو ایک روحانی اختتام تک پہنچاتا ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

طوفان

شدید آندھی یا سمندری بگولا؛ یہاں زندگی کی مشکلات و مصائب کی علامت۔

سفینہ

کشتی، جہاز؛ یہاں زندگی یا خود شاعرہ کی ذات کی علامت۔

ساحل

سمندر کا کنارہ؛ یہاں امید، منزل یا سکون کی علامت۔



موج

لہر؛ جمع: موجیں۔

عنایت

مہربانی، نوازش۔

بھرم

پردہ، بھید، جھوٹا اعتماد یا دعویٰ۔

اسرارِ فنا

موت اور زوال کے راز۔

یزداں

خدا، اللہ تعالیٰ (فارسی الاصل لفظ)۔

خاکہ

غزل کے مرکزی مضامین – شعر بہ شعر: غزل کے چھ اشعار کے مرکزی خیالات اور موضوعات کو ظاہر کرنے والا خاکہ۔

غزل کے مرکزی مضامین – شعر بہ شعر

شعر ۱ (مطلع) – ہرأت کی خواہش	شعر ۲ – ساحل کا سہارا	شعر ۳ – ظلم کی رضا
طوفان میں سفینہ اتارنے کی آرزو، ناکامی میں بھی امید	تھوڑے سے جوصل کی کمی، امید کے ٹوٹنے کا خدشہ	محبوب کے ظلم کو خوشی سے سمجھنے کی آرزو
شعر ۴ – غم کا مقدر	شعر ۵ – باغیاں سے گلہ	شعر ۶ (مقطع) – رازِ فنا و بقا
تقدیر میں لکھے غم کو بخوشی قبول کرنے کا جذبہ	بے انتہائی پرکھ، ایک پھول کی بھی حسرت	خدا کو پکارنے سے حقیقت زندگی و موت کا انکشاف

غزل کے مرکزی مضامین – شعر بہ شعر



مختصر سوالات و جوابات

شاعرہ کو طوفان میں سفینہ اتارنے کی شدید خواہش کیوں ہے؟
شاعرہ کے خیال میں خطرہ مول لینے میں بھی امید کا پہلو ہوتا۔ سفینہ ڈوب بھی جاتا تو لہریں اسے اٹھا لیتیں، اس لیے بزدلی کے بجائے جرأت مندانہ اقدام کی خواہش ہے۔

شاعرہ کس صورت میں ساحل کا تصور مٹا سکتی تھیں؟
اگر ساحل کی طرف سے کوئی ہلکا سا اشارہ یا امید کی جھلک مل جاتی تو شاعرہ ساحل کا خیال دل سے نکال سکتی تھیں۔

شاعرہ کس حال میں ہر ظلم کو ہنس کر سہنے کے لیے آمادہ ہیں؟
اگر مخاطب ظلم و جفا کرنے کا سلیقہ جانتا تو شاعرہ ہر ظلم کو ہنستے ہوئے برداشت کر لیتیں۔

شاعرہ کس صورت حال میں بہ صد شوق زہر کو گوارا کرنے کے لیے تیار ہیں؟
چوں کہ غم ویسے بھی ان کا مقدر ہے، اس لیے وہ زہر کو بھی بڑی خوشی اور شوق سے قبول کر لیتیں۔

شاعرہ کس کے بھرم گھٹنے کی بات کر رہی ہیں؟
شاعرہ باغباں کی عنایت اور نوازش کے بھرم کے گھٹنے کی بات کر رہی ہیں، جو اس وقت کھلتا جب گلشن میں ایک بھی پھول ان کا اپنا نہ ہوتا۔

اس غزل کی ردیف کیا ہے؟
اس غزل کی ردیف 'ہوتا' ہے، جو مطلع کے دونوں مصرعوں اور ہر اگلے شعر کے دوسرے مصرعے میں دہرائی جاتی ہے۔

مقطع میں شاعرہ نے کس بات کا اظہار کیا ہے؟
مقطع میں شاعرہ نے کہا ہے کہ اگر انھوں نے ایک بار خدا کو پکارا ہوتا تو ان پر فنا اور بقا کے راز کھل جاتے۔

پروین فنا سید کا تخلص کیا ہے اور اس غزل سے اس کا کیا تعلق ہے؟
پروین فنا سید کا تخلص 'فنا' ہے، اور غزل کے مقطع میں 'اسرارِ فنا' کا ذکر ان کے تخلص سے خوب صورت مناسبت رکھتا ہے۔



تفصیلی سوالات و جوابات

اس غزل کا مرکزی خیال اور اسلوب بیان کریں۔

اس غزل کا بنیادی لہجہ کیسا ہے؟

اس غزل کا لہجہ تمنائیہ ہے۔ ہر شعر 'کاش... ہوتا' کے انداز میں ایک ایسی خواہش یا شرط بیان کرتا ہے جو ماضی میں پوری نہ ہو سکی۔

اس غزل میں استعارے کا استعمال کیسے ہوا ہے؟

شاعرہ نے سفینہ، طوفان، ساحل اور باغباں جیسے الفاظ کو استعاراتی انداز میں استعمال کیا ہے، جو زندگی، مشکلات، امید اور تقدیر جیسے تصورات کی نمائندگی کرتے ہیں۔

اس غزل میں دنیا کی بے ثباتی کا فلسفہ کیسے جھلکتا ہے؟

پوری غزل میں کھوئے ہوئے موقع اور ادھوری خواہشات کا احساس نمایاں ہے، جو زندگی کی عارضی اور غیر یقینی نوعیت کو ظاہر کرتا ہے۔

مقطع میں تخلص کا حوالہ کس طرح دیا گیا ہے؟

مقطع میں شاعرہ نے 'اسرارِ فنا' کا ذکر کر کے اپنے تخلص 'فنا' کی طرف لطیف اشارہ کیا ہے، جو غزل کو ایک فلسفیانہ اور ذاتی اختتام تک پہنچاتا ہے۔

پروین فنا سید کی حیات اور فن پر روشنی ڈالیں۔

پروین فنا سید کب پیدا ہوئیں اور کب وفات پائی؟

پروین فنا سید 1936ء میں پیدا ہوئیں اور 2010ء میں ان کا انتقال ہوا۔



پروین فنا سید کا اصل نام اور تخلص کیا تھا؟

ان کا اصل نام پروین سید تھا، جب کہ 'فنا' ان کا تخلص تھا، جس سے وہ پروین فنا سید کے نام سے معروف ہوئیں۔

پروین فنا سید کن شاعرات سے متاثر ہوئیں؟

نصاب کے مطابق وہ ابتدا میں ادا جعفری کے اسلوب سے متاثر تھیں، اور بعد میں فیض احمد فیض سے اصلاح لے کر اپنا الگ شعری رنگ اختیار کیا۔

پروین فنا سید کی تصانیف کے نام بتائیں۔

نصاب کے مطابق ان کی تصانیف میں 'حرفِ وفا' اور 'تمنا کا دوسرا قدم' شامل ہیں، اور ان کا کلیات بھی شائع ہو چکا ہے۔

اس غزل میں استعمال ہونے والے استعاروں کی وضاحت کریں۔

سفینہ اور طوفان کس بات کی علامت ہیں؟

سفینہ زندگی یا خود شاعرہ کی ذات کی علامت ہے، جب کہ طوفان زندگی کی مشکلات اور مصائب کی نمائندگی کرتا ہے۔

ساحل کس بات کا استعارہ ہے؟

ساحل امید، منزل اور سکون کی علامت ہے، جس کی طرف سے ملنے والا ایک اشارہ بھی حوصلہ افزائی کے لیے کافی سمجھا گیا ہے۔

باغبان کس کی علامت ہے؟

باغبان زندگی، تقدیر یا کسی صاحب اختیار کی علامت ہے، جس سے اپنی نوازش کے دعوے پر سوال کیا گیا ہے۔



موجوں کا استعارہ کیا ظاہر کرتا ہے؟

موجیں ان قوتوں کی علامت ہیں جو خطرہ مول لینے پر بھی انسان کو سہارا دے سکتی ہیں۔ یعنی ناکامی میں بھی امید کا پہلو۔

معروضی سوالات (MCQs)

پروین فنا سید کب پیدا ہوئیں؟ (الف) 1923ء (ب) 1936ء (ج) 1952ء (د) 1958ء

درست جواب: (ب) 1936ء۔ پروین فنا سید 1936ء میں پیدا ہوئیں۔

پروین فنا سید کا انتقال کب ہوا؟ (الف) 1998ء (ب) 2005ء (ج) 2010ء (د) 2015ء

درست جواب: (ج) 2010ء۔ ان کا انتقال 2010ء میں ہوا۔

پروین فنا سید کا تخلص کیا ہے؟ (الف) ناصر (ب) آتش (ج) فنا (د) میر

درست جواب: (ج) فنا۔ ان کا تخلص 'فنا' ہے۔

اس غزل کی ردیف کیا ہے؟ (الف) تو (ب) ہوتا (ج) ہی (د) کاش

درست جواب: (ب) ہوتا۔ اس غزل کی ردیف 'ہوتا' ہے۔

شاعرہ نے کس کے ذریعے زندگی کی مشکلات کو ظاہر کیا ہے؟ (الف) ساحل (ب) طوفان (ج) باغبان (د) چراغ

درست جواب: (ب) طوفان۔ شاعرہ نے 'طوفان' کے ذریعے زندگی کی مشکلات کو ظاہر کیا ہے۔

مقطع میں شاعرہ نے کس کو پکارنے کی بات کی ہے؟ (الف) محبوب (ب) باغبان (ج) یزداں (د) خدا

دوست

درست جواب: (ج) یزداں (خدا)۔ مقطع میں شاعرہ نے 'یزداں' یعنی خدا کو پکارنے کی بات کی ہے۔

پروین فنا سید ابتدا میں کس شاعرہ سے متاثر تھیں؟ (الف) پروین شاکر (ب) کشور ناہید (ج) ادا جعفری (د) فہمیدہ ریاض

درست جواب: (ج) ادا جعفری۔ وہ ابتدا میں ادا جعفری سے متاثر تھیں۔



اس غزل کے مطابق باغباں کی عنایت کا بھرم کب کھلتا؟ (الف) جب طوفان آتا (ب) جب ایک پھول بھی ان کا نہ ہوتا (ج) جب ساحل قریب ہوتا (د) جب زہر ملتا
درست جواب: (ب) جب ایک پھول بھی ان کا نہ ہوتا۔ باغباں کی عنایت کا بھرم اس وقت کھلتا جب گلشن میں ایک بھی پھول ان کا اپنا نہ ہوتا۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- پروین فنا سید (1936ء-2010ء): اصل نام پروین سید، تخلص 'فنا'۔
- نصاب کے مطابق ابتدا میں ادا جعفری سے، بعد میں فیض احمد فیض سے متاثر ہوئیں۔
- تصانیف: حرفِ وفا، تمنا کا دوسرا قدم؛ کلیات بھی شائع ہو چکا ہے۔
- غزل کا ہر شعر 'کاش... ہوتا' کے تمنائیہ انداز پر مبنی ہے۔
- استعارے یاد رکھیں: سفینہ= زندگی، طوفان= مشکلات، ساحل= امید، باغباں= تقدیر۔
- مقطع میں تخلص 'فنا' کا حوالہ 'اسرارِ فنا' کے ذریعے دیا گیا ہے۔
- اس غزل کی ردیف 'ہوتا' ہے۔
- مجموعی تاثر: کھوئے ہوئے موقع، تقدیر کی قبولیت اور بالآخر روحانی جستجو۔

امتحانی نکات

- استعارہ اور تصویرِ فنا کی تعریفات اور اس غزل سے ان کی مثالیں اچھی طرح یاد رکھیں۔
- سفینہ، طوفان، ساحل اور باغباں جیسے استعاراتی الفاظ کے مفہوم پر خصوصی توجہ دیں۔
- ہر شعر کا مفہوم الگ الگ یاد رکھیں۔ شعروار تشریح کی مشق کریں۔
- پروین فنا سید کے حالاتِ زندگی، خصوصاً ان کا تخلص اور تصانیف کے نام یاد رکھیں۔
- چوں کہ یہ کتاب کی آخری غزل ہے، چاروں غزلوں (سبق 16 تا 19) کے قافیہ، ردیف اور اصطلاحاتِ غزل کا تقابلی جائزہ بھی مفید رہے گا۔



ضمیمہ 1: گرامر اور تحریری مہارتیں (Grammar & Composition)

(Guide)

یہ نوٹس پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ (PCTB) کے SNC نصاب کے تحت جماعت نہم کی کتاب اردو (لازمی) کے پورے نصاب پر محیط ایک ضمیمہ ہیں، جو کتاب کے انیس اسباق سے الگ، گرامر اور تحریری مہارتوں پر مبنی ہیں۔

یہ رہنما اردو پیئرنگ اسکیم 2026ء کے مطابق تیار کیا گیا ہے اور امتحان کے چار اہم سوالات کا احاطہ کرتا ہے: سوال نمبر 1 (گرامر کے 5 معروضی سوالات)، سوال نمبر 8 (خط یا درخواست نگاری، 10 نمبر)، سوال نمبر 9 (کہانی یا مکالمہ نگاری، 5 نمبر) اور سوال نمبر 10 (7 میں سے کسی 5 جملوں کی درستی)۔ یہ چاروں سوالات کسی ایک سبق سے مخصوص نہیں بلکہ پوری کتاب اور عمومی زبان دانی پر مبنی ہوتے ہیں، اس لیے انھیں الگ سے یکجا کیا گیا ہے۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

گرامر کے اہم نکات (سوال نمبر 1)

تذکیر و تانیث (جنس کے قواعد)

اردو میں ہر اسم یا تو مذکر ہوتا ہے یا مؤنث۔ عمومی اصول کے مطابق زیادہ تر وہ الفاظ جو 'ا' پر ختم ہوں مذکر اور جو 'ی' پر ختم ہوں مؤنث ہوتے ہیں، جیسے 'لڑکا' (مذکر) اور 'لڑکی' (مؤنث)، مگر بہت سے الفاظ اس اصول سے مستثنیٰ ہیں اور انھیں الگ سے یاد کرنا پڑتا ہے، جیسے 'پانی' (مذکر) اور 'آگ' (مؤنث)۔

جملے میں فعل اور صفت کی جنس ہمیشہ اسم (فاعل) کی جنس کے مطابق ہونی چاہیے۔ اسی طرح جمع بنانے کے مختلف طریقے ہیں: مذکر اسم میں عموماً آخری 'ا' کو 'ے' میں بدل کر جمع بنائی جاتی ہے (لڑکا - لڑکے)، جب کہ مؤنث اسم کے آخر میں 'اں' یا 'یں' کا اضافہ کیا جاتا ہے (کتاب - کتابیں، لڑکی - لڑکیاں)۔



سابقہ اور لاحقہ

سابقہ وہ حروف یا الفاظ ہیں جو کسی لفظ کے شروع میں لگا کر نیا معنی پیدا کرتے ہیں، جیسے 'بے' (بے وقوف، بے حس)، 'لا' (لا علم، لا جواب) اور 'ہم' (ہم وطن، ہم سفر)۔

لاحقہ وہ حروف یا الفاظ ہیں جو کسی لفظ کے آخر میں لگائے جاتے ہیں اور نیا معنی یا نئی قسم کا لفظ بناتے ہیں، جیسے 'دار' (دکان دار، ذمہ دار)، 'گاہ' (درس گاہ، عبادت گاہ) اور 'پن' (بچپن، اپنا پن)۔

حروف کی اقسام اور حروفِ تاثر

اردو میں حروف کئی اقسام کے ہوتے ہیں: حروفِ جار (کو، سے، پر، میں وغیرہ) جو اسم اور فعل کا آپس میں تعلق ظاہر کرتے ہیں؛ حروفِ عطف (اور، یا، مگر) جو دو الفاظ یا جملوں کو ملاتے ہیں؛ اور حروفِ ندا (اے، ارے) جو پکارنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ جذبات ظاہر کرنے کے لیے مخصوص حروفِ تاثر استعمال ہوتے ہیں: حروفِ تحسین (واہ، شاباش) تعریف کے لیے، حروفِ نفرین (چھی، توبہ) ناپسندیدگی کے لیے، حروفِ انبساط (آہا، خوب) خوشی کے لیے، حروفِ تاسف (ہائے، افسوس) دکھ و افسوس کے لیے، اور حروفِ تاکید (ضرور، بے شک) کسی بات پر زور دینے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ

جملہ اسمیہ وہ جملہ ہے جس کا اختتام کسی فعل کے بجائے اسم یا صفت پر ہو، جیسے 'علی ایک اچھا طالب علم ہے'۔ جملہ فعلیہ وہ جملہ ہے جس میں فعل موجود ہو اور جملہ فعل پر ختم ہوتا ہے، جیسے 'علی روزانہ اسکول جاتا ہے'۔

ترکیبِ نحوی سے مراد جملے کے اجزاء (مسند، مسند الیہ، مفعول، فعل وغیرہ) کا تجزیہ اور ان کے آپس میں تعلق کی وضاحت ہے، جو جملے کی گرامری ساخت سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔

رموزِ اوقاف

وقفہ / کاما (،)



جملے میں معمولی توقف ظاہر کرنے یا فہرست کے اجزا الگ کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

سیمی کالن (۴)

دولتے جلتے مگر الگ خیالات کو جوڑنے کے لیے، کما سے بڑا اور فل اسٹاپ سے چھوٹا توقف ظاہر کرتا ہے۔

رابطہ / کولن (۵)

کسی فہرست، وضاحت یا اقتباس سے پہلے استعمال ہوتا ہے۔

وقفیہ / فل اسٹاپ (-)

جملے کے مکمل اختتام پر لگایا جاتا ہے۔

سوالیہ نشان (?)

سوالیہ جملے کے آخر میں لگایا جاتا ہے۔

فجائیہ نشان (!)

تعجب، خوشی، دکھ یا کسی جذباتی کیفیت ظاہر کرنے والے جملے کے بعد لگایا جاتا ہے۔

واوین

کسی کے اصل الفاظ، اقتباس یا کسی خاص لفظ کی نشان دہی کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

خط فاصل / ڈیش

جملے میں اضافی وضاحت یا غیر متوقع خیال شامل کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

دو معنی اور متلازم الفاظ

دو معنی الفاظ

وہ الفاظ جو سبجے میں ایک جیسے ہوں مگر ان کے دو یا زیادہ مختلف معنی ہوں، جن کا تعین جملے کے سیاق و سباق سے ہوتا ہے، جیسے 'عام' (بمعنی معمولی) اور 'آم' (پھل) ہم آواز الفاظ ہیں جن کے معنی جملے سے طے ہوتے ہیں۔

متلازم الفاظ

وہ الفاظ جو معنی یا استعمال کے اعتبار سے ایک دوسرے سے وابستہ اور ہم رشتہ سمجھے جاتے ہیں اور اکثر ایک ساتھ استعمال ہوتے ہیں، جیسے 'رنج و غم'، 'خوشی و مسرت' یا 'طوفان اور موجیں'۔



ادبی اصطلاحات اور صنعتیں

تشبیہ

کسی چیز کو 'کی طرح'، 'مانند' یا 'جیسا' جیسے الفاظ کے ذریعے کسی اور چیز سے مشابہت دینا، جیسے 'اس کا چہرہ چاند کی طرح روشن تھا'۔

استعارہ

کسی چیز کو براہِ راست کسی اور چیز کے مماثل قرار دینا، گویا وہ خود وہی چیز ہو، بغیر 'کی طرح' یا 'مانند' جیسے الفاظ کے۔

مجاز مرسل

کسی لفظ کو اس کے حقیقی معنی کے بجائے کسی ایسے تعلق کی بنا پر دوسرے معنی میں استعمال کرنا جو تشبیہ پر مبنی نہ ہو، جیسے 'گھر' کہہ کر 'گھر والوں' کی مراد لینا۔

کنایہ

کسی بات کو براہِ راست کہنے کے بجائے اشارے میں بیان کرنا، جس سے حقیقی مفہوم بالواسطہ طور پر سمجھ آئے، جیسے 'ہاتھ تنگ ہونا' (بمعنی غریب ہونا)۔

تلمیح

کسی مشہور تاریخی، مذہبی یا اساطیری واقعے، شخصیت یا حوالے کی طرف اشارہ کرنا، جس سے بات میں گہرائی اور معنویت پیدا ہو۔

تکرار

کسی لفظ، خیال یا مصرعے کو زور اور تاثر پیدا کرنے کے لیے بار بار دہرانا۔

صنعت تضاد

دو متضاد یا مخالف الفاظ و خیالات کو ایک ساتھ استعمال کر کے معنی میں زور اور خوب صورتی پیدا کرنا، جیسے 'دن رات' یا 'غم و خوشی'۔

صنعت حسن تعلیل

کسی حقیقی سبب کے بجائے کسی خیالی یا شاعرانہ وجہ کو کسی واقعے کی علت کے طور پر پیش کرنا۔



علامت / رمز

کسی ٹھوس چیز، لفظ یا کردار کو کسی تجریدی خیال کی نمائندگی کے لیے استعمال کرنا، جیسے 'چراغ' کو امید کی علامت کے طور پر استعمال کرنا۔

ضرب المثل

کوئی مختصر، مشہور اور تجربے پر مبنی جملہ جو نصیحت یا حقیقت بیان کرنے کے لیے روزمرہ گفتگو میں استعمال ہوتا ہے، جیسے 'جیسی کرنی ویسی بھرنی'۔

جملہ تمنائیہ

وہ جملہ جس میں کسی خواہش کا اظہار ہو، خصوصاً ایسی خواہش کا جو پوری نہ ہو سکی، عموماً 'کاش' کے ساتھ، جیسے 'کاش وہ آجاتا'۔

غزل مسلسل

وہ غزل جس کے تمام اشعار ایک ہی موضوع یا خیال کے تسلسل میں بندھے ہوں، بجائے اس کے کہ ہر شعر اپنی جگہ الگ اور مکمل خیال پیش کرے۔

اصطلاحات غزل

غزل کی بنیادی اصطلاحات: شعر (دو مصرعوں کا مجموعہ)، مطلع (پہلا شعر، جس کے دونوں مصرعوں میں قافیہ و ردیف ہو)، مقطع (آخری شعر، جس میں شاعر کا تخلص آئے)، قافیہ (ہم آواز الفاظ جو ردیف سے پہلے آئیں)، ردیف (وہ لفظ جو ہر شعر کے دوسرے مصرعے کے آخر میں ایک جیسا دہرایا جائے) اور تخلص (شاعر کا قلمی نام)۔

اصنافِ نثر

مضمون

کسی ایک موضوع پر منظم انداز میں لکھی گئی نثری تحریر جس میں مصنف اپنے خیالات و آرا پیش کرتا ہے۔

سوانح / خاکہ

کسی شخصیت کی زندگی، عادات اور کارناموں کا نثری بیان، جو سنجیدہ (سوانح) یا دل چسپ و مختصر (خاکہ) انداز میں لکھا جاسکتا ہے۔

افسانہ



ایک مختصر، مربوط اور تخیلاتی نثری داستان جو زندگی کے کسی ایک پہلو یا واقعے کے گرد گھومتی ہے۔

ڈراما

مکالموں کے ذریعے کسی کہانی یا خیال کو اسٹیج یا کسی اور ذریعے سے پیش کرنے کی صنف۔

سفر نامہ

کسی سفر کے دوران دیکھے گئے مقامات، لوگوں اور تجربات کا نثری بیان۔

طنزیہ و مزاحیہ مضمون

معاشرتی خامیوں یا کرداروں پر ہنسی مذاق یا طنز کے ذریعے تبصرہ کرنے والی نثری تحریر۔

علامتی افسانہ

وہ افسانہ جس میں کردار، واقعات یا اشیا کسی گہرے تجریدی خیال کی علامت کے طور پر استعمال ہوں۔

اصنافِ نظم

نظم

شاعری کی وہ صنف جس میں کوئی ایک خیال، موضوع یا واقعہ تسلسل اور ربط کے ساتھ بیان کیا جائے، اور جو غزل کی طرح ہر شعر میں الگ مکمل خیال کی پابند نہیں ہوتی۔

غزل

اشعار کا وہ مجموعہ جس میں ہر شعر ہم قافیہ و ردیف ہو اور اپنی جگہ ایک مکمل، آزاد خیال پیش کرتا ہو، عموماً عشق و محبت کے موضوعات پر مبنی۔

قصیدہ

کسی شخصیت کی مدح، کسی موقع کی مناسبت یا کسی اخلاقی و مذہبی موضوع پر لکھی گئی طویل نظم۔

مرثیہ

کسی کی وفات، خصوصاً کربلا کے شہدا کے سانچے پر لکھی گئی سوگوار نظم۔

مثنوی



وہ طویل نظم جس کے ہر شعر کے دونوں مصرع آپس میں ہم قافیہ ہوں، عموماً کسی داستان یا قصے کے بیان کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

رباعی

چار مصرعوں پر مشتمل مختصر نظم جس میں کوئی ایک مکمل خیال جامع انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔

آزاد نظم

وہ نظم جو روایتی وزن، قافیہ اور مصرعوں کی متعین تعداد کی پابند نہ ہو اور جدید اسلوب میں لکھی جائے۔

جملوں کی درستی (سوال نمبر 10)

امتحان میں دیے گئے 7 جملوں میں سے کسی 5 غلط جملوں کو درست کرنا ہوتا ہے۔ ذیل میں عام غلطیوں کی اقسام اور ان کی مثالیں دی گئی ہیں:

جنس کی غلطی (تذکرہ و تانیث)

فعل اور صفت کی جنس ہمیشہ فاعل اسم کے مطابق ہونی چاہیے۔

غلط: لڑکی اسکول گیا۔ درست: لڑکی اسکول گئی۔

واحد جمع کی غلطی

فعل کی تعداد (واحد یا جمع) فاعل کے مطابق ہونی چاہیے۔

غلط: بچے کھیل رہا ہے۔ درست: بچے کھیل رہے ہیں۔

حرف جار کا غلط استعمال

درست حرف جار کا انتخاب جملے کے مفہوم کو واضح بناتا ہے۔

غلط: وہ کتاب کو پڑھتا ہے۔ درست: وہ کتاب پڑھتا ہے۔



فعل کے زمانے کی غلطی

جملے کا زمانہ (ماضی، حال، مستقبل) پورے جملے میں مطابقت رکھنا چاہیے۔

غلط: وہ کل اسکول جاتا ہے۔ درست: وہ کل اسکول جائے گا۔

الفاظ کی ترتیب کی غلطی

اردو جملے میں فاعل، مفعول اور فعل کی مناسب ترتیب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

غلط: کھاتا ہے علی روٹی۔ درست: علی روٹی کھاتا ہے۔

دو معنی لفظ کا غلط انتخاب

ہم آوازیں ملتے جلتے الفاظ میں سے سیاق و سباق کے مطابق درست لفظ منتخب کرنا ضروری ہے۔

غلط: اس نے عام کھایا۔ درست: اس نے آم کھایا۔

خط اور درخواست نگاری (سوال نمبر 8)

خط اور درخواست نگاری میں مخصوص طریقہ اور ترتیب کا خیال رکھنا ضروری ہے، تاکہ تحریر واضح، مؤثر اور قواعد کے مطابق ہو۔ اس کے بنیادی اجزاء درج ذیل ہیں:

- تاریخ: خط یا درخواست کے شروع میں دائیں جانب تاریخ لکھی جاتی ہے۔
- موصول کنندہ کا عہدہ/نام: جیسے 'مکرمی پر انسپل صاحب' یا 'خدمت میں جناب مینیجر صاحب'۔
- دعائیہ کلمات: خط کے آغاز میں مناسب دعائیہ یا احترام کے کلمات، جیسے 'السلام علیکم' یا 'گزارش ہے کہ'۔
- عنوان/موضوع: درخواست میں اکثر بابت 'یا' موضوع کے تحت مختصر عنوان درج کیا جاتا ہے۔
- متن: مقصد، وجہ اور تفصیل واضح، مختصر اور مؤدبانہ انداز میں بیان کی جاتی ہے۔
- اختتامیہ: شکریہ یا امید کے کلمات کے ساتھ خط ختم کیا جاتا ہے۔
- دستخط اور نام: خط کے آخر میں لکھنے والے کا نام، دستخط اور ضرورت پڑنے پر پتہ/رابطہ نمبر درج کیا جاتا ہے۔

ہے۔



خط ذاتی نوعیت کا ہو سکتا ہے (دوست، عزیز کے نام) یا رسمی نوعیت کا (پرنسپل، افسر یا ادارے کے نام)، جب کہ درخواست ہمیشہ رسمی زبان میں کسی متعلقہ افسر یا ادارے کو مخاطب کر کے لکھی جاتی ہے، جیسے رخصت کی درخواست، فیس معافی کی درخواست یا کردار کے سرٹیفکیٹ کی درخواست۔

کہانی اور مکالمہ نگاری (سوال نمبر 9)

کہانی نگاری کے اصول

کہانی نگاری میں کسی تخیلاتی یا حقیقی واقعے کو دل چسپ اور مربوط انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔

- عنوان: کہانی کا ایک موزوں اور دل چسپ عنوان تجویز کریں۔
- تعارف: کرداروں اور جگہ کا مختصر تعارف کہانی کے آغاز میں پیش کریں۔
- واقعات کی ترتیب: کہانی کے واقعات کو منطقی اور دل چسپ ترتیب سے بیان کریں، تاکہ قاری کی دل چسپی برقرار رہے۔
- نقطہ عروج: کہانی میں ایک اہم موڑ یا مسئلہ شامل کریں جو کہانی کو دل چسپ بنائے۔
- اختتام اور سبق: کہانی کا اختتام مناسب طور پر کریں اور اگر ممکن ہو تو کوئی اخلاقی سبق یا نتیجہ بھی شامل کریں۔

مکالمہ نگاری کے اصول

مکالمہ نگاری میں دو یا زیادہ افراد کے درمیان گفتگو کو تحریری شکل میں پیش کیا جاتا ہے۔

- ہر بولنے والے کا نام لکھ کر اس کے بعد کولن (:) لگا کر اس کا مکالمہ درج کریں۔
- زبان سادہ، فطری اور روزمرہ بول چال کے قریب رکھیں۔
- مکالمہ موضوع سے ہم آہنگ اور کرداروں کی شخصیت کے مطابق ہونا چاہیے۔
- غیر ضروری طوالت سے گریز کریں اور مکالمے کو مختصر و بامعنی رکھیں۔
- سوالیہ اور فحاشیہ نشانات کا درست استعمال گفتگو کے لہجے کو واضح کرتا ہے۔



ضمنی تحریری مہارتیں

ترجمہ نگاری کے اصول

- اصل عبارت کا مفہوم پوری طرح سمجھنے کے بعد ہی ترجمہ شروع کریں۔
- لفظی ترجمے کے بجائے مفہوم اور روانی کو ترجیح دیں۔
- دونوں زبانوں کی گرامر اور محاوروں کا خیال رکھیں۔
- ترجمہ سادہ، واضح اور اصل متن کے لہجے سے ہم آہنگ ہونا چاہیے۔

تلخیص نگاری کے اصول

- پوری عبارت کو غور سے پڑھ کر اس کا مرکزی خیال متعین کریں۔
- غیر ضروری تفصیلات، مثالیں اور تکرار حذف کر دیں۔
- تلخیص اپنے الفاظ میں لکھیں، اصل عبارت کے جملے نقل نہ کریں۔
- تلخیص کے لیے موزوں عنوان تجویز کریں اور اسے متعین لفظی حد کے اندر رکھیں۔

خاکہ

پیٹرننگ اسکیم 2026 – گرامر و تحریری مہارتیں: امتحان کے چار غیر سبق مخصوص سوالات (Q1، Q8، Q9، Q10) کا خاکہ۔



پینرنگ اسکیم 2026 - گرامر و تحریری مہارتیں

سوال 1 - گرامر (5 نمبر)	سوال 8 - خط / درخواست (10 نمبر)
تذکیر و تانیث، حروف، رموز اوقاف اور ادبی اصطلاحات پر معروضی سوالات	کسی موضوع پر رسمی خط یا درخواست کی تحریر
سوال 9 - کہانی / مکالمہ (5 نمبر)	سوال 10 - جملوں کی درستگی (5 نمبر)
دیے گئے عنوان پر تخلیقی کہانی یا مکالمہ نگاری	7 میں سے کچھ غلط جملوں کی

پینرنگ اسکیم 2026 - گرامر و تحریری مہارتیں

مختصر سوالات و جوابات

جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ میں کیا فرق ہے؟

جملہ اسمیہ اسم یا صفت پر ختم ہوتا ہے جب کہ جملہ فعلیہ کا اختتام فعل پر ہوتا ہے۔

سابقہ اور لاحقہ میں کیا فرق ہے؟

سابقہ لفظ کے شروع میں اور لاحقہ لفظ کے آخر میں لگایا جاتا ہے، دونوں نئے معنی یا نیا لفظ بناتے ہیں۔

تشبیہ اور استعارہ میں بنیادی فرق کیا ہے؟

تشبیہ میں 'کی طرح' یا 'مانند' جیسے الفاظ استعمال ہوتے ہیں، جب کہ استعارے میں براہ راست ایک چیز کو دوسری چیز قرار دیا جاتا ہے۔

درخواست اور ذاتی خط میں کیا فرق ہے؟

درخواست ہمیشہ رسمی زبان میں کسی افسر یا ادارے کے نام لکھی جاتی ہے، جب کہ ذاتی خط دوست یا عزیز کے نام غیر رسمی انداز میں بھی لکھا جاسکتا ہے۔

مکالمہ نگاری میں بولنے والے کا نام کیسے ظاہر کیا جاتا ہے؟

بولنے والے کا نام لکھ کر اس کے بعد کولن (:) لگا کر اس کا مکالمہ درج کیا جاتا ہے۔



رموزِ اوقاف کی اہمیت کیا ہے؟

رموزِ اوقاف جملے کے مفہوم، لہجے اور توقف کو واضح کرتے ہیں اور تحریر کو باقاعدہ اور قابلِ فہم بناتے ہیں۔

تلخیص نگاری میں کن باتوں سے گریز کرنا چاہیے؟

غیر ضروری تفصیلات، مثالوں، تکرار اور اصل عبارت کے جملوں کی من و عن نقل سے گریز کرنا چاہیے۔

متلازم الفاظ کسے کہتے ہیں؟

وہ الفاظ جو معنی کے اعتبار سے ایک دوسرے سے وابستہ ہوں اور اکثر ایک ساتھ استعمال ہوں، جیسے رنج و غم۔

تفصیلی سوالات و جوابات

خط اور درخواست نگاری کے اصول تفصیل سے بیان کریں۔

خط کے بنیادی اجزاء کون سے ہیں؟

تاریخ، موصول کنندہ کا نام / عہدہ، دعائیہ کلمات، متن اور اختتامیہ خط کے بنیادی اجزاء ہیں۔

درخواست کی زبان کیسی ہونی چاہیے؟

درخواست کی زبان رسمی، مؤدبانہ اور واضح ہونی چاہیے، تاکہ مقصد صاف طور پر سمجھ آئے۔

درخواست میں عنوان کیوں ضروری ہے؟

عنوان درخواست کا موضوع فوری طور پر واضح کر دیتا ہے، جس سے متعلقہ افسر کے لیے معاملہ سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

خط کا اختتام کیسے کیا جانا چاہیے؟

خط کا اختتام شکریے یا امید کے مناسب کلمات، اور لکھنے والے کے نام و دستخط کے ساتھ کیا جانا چاہیے۔



کہانی اور مکالمہ نگاری میں کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟

اچھی کہانی کی کیا خصوصیات ہیں؟

موزوں عنوان، واضح تعارف، دل چسپ ترتیب اور مناسب اختتام اچھی کہانی کی بنیادی خصوصیات ہیں۔

مکالمہ نگاری میں زبان کیسی ہونی چاہیے؟

مکالمے کی زبان سادہ، فطری اور کرداروں کی شخصیت کے مطابق ہونی چاہیے۔

کہانی میں نقطہ عروج کیوں ضروری ہے؟

نقطہ عروج کہانی میں دل چسپی اور تجسس پیدا کرتا ہے اور قاری کو آخر تک جوڑے رکھتا ہے۔

مکالمے میں رموزِ اوقاف کا کیا کردار ہے؟

سوالیہ اور فحاشیہ نشانات مکالمے کے لہجے اور جذبات کو واضح طور پر ظاہر کرتے ہیں۔

گرامر اور جملوں کی تصحیح سے متعلق اہم اصول واضح کریں۔

جملے میں تذکیر و تانیث کی غلطی کیسے دور کی جاتی ہے؟

فعل اور صفت کو اسم کی جنس (مذکر / مؤنث) کے مطابق درست کر کے یہ غلطی دور کی جاتی ہے۔

جملے میں زمانے کی مطابقت کیوں ضروری ہے؟

زمانے کی مطابقت جملے کے مفہوم کو واضح اور درست رکھتی ہے، ورنہ جملہ مبہم یا غلط معلوم ہوتا ہے۔

حرفِ جار کے غلط استعمال سے کیا نقصان ہوتا ہے؟

غلط حرفِ جار جملے کا مفہوم بدل یا مبہم کر سکتا ہے، اس لیے درست حرفِ جار کا انتخاب ضروری ہے۔

الفاظ کی ترتیب جملے کے مفہوم پر کیسے اثر انداز ہوتی ہے؟

اردو جملے میں فاعل، مفعول اور فعل کی مناسب ترتیب نہ ہو تو جملہ غیر فطری یا مبہم ہو جاتا ہے۔



معروضی سوالات (MCQs)

درخواست میں تاریخ عموماً کہاں لکھی جاتی ہے؟ (الف) بائیں طرف نیچے (ب) دائیں طرف اوپر (ج) درخواست کے وسط میں (د) دستخط کے بعد

درست جواب: (ب) دائیں طرف اوپر۔ درخواست میں تاریخ عموماً دائیں طرف اوپر لکھی جاتی ہے۔

'بے وقوف' میں 'بے' کیا ہے؟ (الف) لاحقہ (ب) سابقہ (ج) حرف جار (د) حرف عطف

درست جواب: (ب) سابقہ۔ 'بے' اس لفظ میں سابقہ ہے۔

'کاش وہ آجاتا' کون سا جملہ ہے؟ (الف) جملہ فعلیہ (ب) جملہ اسمیہ (ج) جملہ تمنائیہ (د) جملہ استفہامیہ
درست جواب: (ج) جملہ تمنائیہ۔ یہ جملہ تمنائیہ ہے، کیوں کہ اس میں ایک ایسی خواہش کا اظہار ہے جو پوری نہ ہو سکی۔

مکالمے میں بولنے والے کا نام کس نشان کے ساتھ لکھا جاتا ہے؟ (الف) سوالیہ نشان (ب) کولن (ج) ڈیش (د) واوین

درست جواب: (ب) کولن (:)۔ مکالمے میں بولنے والے کا نام کولن (:) کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔

'چاند جیسا چہرہ' میں کون سی صنعت استعمال ہوئی ہے؟ (الف) استعارہ (ب) تشبیہ (ج) تلمیح (د) کنایہ
درست جواب: (ب) تشبیہ۔ اس میں 'جیسا' کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس لیے تشبیہ ہے۔

غزل کے پہلے شعر کو کیا کہتے ہیں؟ (الف) مقطع (ب) مطلع (ج) قافیہ (د) ردیف
درست جواب: (ب) مطلع۔ غزل کے پہلے شعر کو مطلع کہتے ہیں۔

جملے میں فعل کی تعداد کس کے مطابق ہونی چاہیے؟ (الف) مفعول (ب) فاعل (ج) حرف جار (د) زمانہ
درست جواب: (ب) فاعل۔ جملے میں فعل کی تعداد (واحد / جمع) فاعل کے مطابق ہونی چاہیے۔

تلخیص نگاری میں کیا کرنا چاہیے؟ (الف) اصل عبارت کے جملے من و عن نقل کرنا (ب) غیر ضروری تفصیلات شامل کرنا (ج) مرکزی خیال اپنے الفاظ میں بیان کرنا (د) عبارت کو طویل کرنا
درست جواب: (ج) مرکزی خیال اپنے الفاظ میں بیان کرنا۔ تلخیص میں مرکزی خیال اپنے الفاظ میں مختصر طور پر بیان کیا جاتا ہے۔



تیز نظر ثانی خلاصہ

- Q10 (گرامر): تذکیر و تانیث، سابقہ / لاحقہ، حروف، رموزِ اوقاف اور ادبی اصطلاحات پر 5 معروضی سوالات۔
- Q8 (خط / درخواست): تاریخ، موصول کنندہ، دعائیہ کلمات، متن اور اختتامیہ پر مشتمل رسمی تحریر۔
- Q9 (کہانی / مکالمہ): موزوں عنوان، ترتیب اور اختتام کے ساتھ تخلیقی تحریر۔
- Q10 (جملوں کی درستی): دیے گئے 7 میں سے کسی 5 غلط جملوں کی تصحیح۔
- تشبیہ، استعارہ، مجاز مرسل، کنایہ، تلمیح، تکرار، تضاد اور علامت جیسی ادبی اصطلاحات یاد رکھیں۔
- اصطلاحاتِ غزل: شعر، مطلع، مقطع، قافیہ، ردیف، تخلص۔

امتحانی نکات

- گرامر کے سوالات کے لیے تذکیر و تانیث اور فعل کی مطابقت کے اصول بار بار مشق کریں۔
- خط / درخواست کی مشق کرتے وقت درست فارمیٹ (تاریخ، دعائیہ کلمات، اختتامیہ) کا خاص خیال رکھیں۔
- کہانی یا مکالمہ لکھتے وقت زبان سادہ اور موضوع سے مطابقت رکھنے والی رکھیں۔
- جملوں کی تصحیح کے لیے عام غلطیوں (جنس، واحد / جمع، زمانہ، حروفِ جار) کی فہرست ذہن نشین کریں۔
- ادبی اصطلاحات کی تعریفات مثالوں کے ساتھ یاد رکھیں، تاکہ MCQs میں دشواری نہ ہو۔

